

۶۸۹ ۴۹۴۷۱

سُلطانِ سَخَن

CHECKED



(الموسوم)

به دیوان طوفانِ رحمت

CHECKED 1993

————— (باهتمام) —————

و این کتاب را در سال ۱۳۵۴ هجری قمری
آبادی

سید احمد شاه پستی قادیانی خلیف ضادیوان

————— ❖ —————

در مطبع عظیم سیم پریس حیدرآباد دکن طبع شد

(کاتب بنیاد سرکار علی محمد خان دکن)

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

سید عالم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دہلی
سلطان حسن
میلاد رحمت کا نقطہ نامہ اعمال سے تہجۃ طوفان جو طوفانِ رحمت ہے

بہ یوان طوفانِ رحمت
(بافہان)

سید احمد شاہی القادی خلفِ صاحبِ یوان
از تاج افکار حضرت سید شاہ خاں صاحبِ شہادت القادی المتخلص طوفانِ رحمت صاحبِ بارگاہ
قدس فی الغیر خلیفہ حضرت شاہ فیض الدین صاحبِ شہادت القادی فیہ حضرت حمید الدین جہانگوشی خرمیہ علیہ

مکتبہ عظیم الشان پور حیدر آباد دکن طبع شد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ویسا چہ

(♦)

حد و شمار کے لائق وہی ذات وحدہ لاشریک ہے جس کا کوئی مثل اور ثانی نہیں جسکی
توحید میں وقت و تم اپنی برائی میں کمر چڑھ کر کھدیا اُس تین وحدت کے گل لیکتا کی توصیف کے شب
اندیشہ میں جب کوئی سراٹھاتا ہے تو اوس کا فورجیت اپنی تکی سے اوس کے جلیون مرغِ عقل کو
آتشِ بان سے گرا دیتا ہے ہم اوس مجبور لیکتا کا کس طرح شکرا داکر سکتے ہیں کہ جس نے ہماری ہشت
خاک کو پاک کر کے ہم کو اشرف المخلوقات کے لقب سے تمام مخلوق پر شرف بخشا۔ درودِ نامد
اُس نبوت کے آقی لقب و رتیم پر جو جگ میں لیکتا ہے اول اوس کے آل و اصحاب پر سلام
جن کو خدا نے مومنین کے لقب سے مخاطب کر کے باعثِ زینت ارض و سماں کیا۔

ہزاران شہدا آج اقطاعِ عالم میں کوئی ایسا درمند مصیبت زدہ نہیں ہے جو حضرت ظلِ سبحانی کے
نامہ نہیں ہے مستفیدِ نور ہا ہو۔ چر جائے کہ تک پر در و گان و جانِ شادان سلطنتِ ابد مدت
حضرت محمد خاتمِ عالمین و سلطانہ کے فیضِ عام سے بہرہ اندوز نہیں ناممکن ہے ہم تک
پر در و گان ابد مدت کا یہ عین یقین ہے کہ ایسے شاہ و کن جو حامیِ دین نبی اور ظلِ خدا خلقِ پاک
ہیں نہ اس لیے کہ ان کے ہاں اور حجاب کے عہدِ سعادت میں شہید ہو کر وہ ظنِ پایا یہ بڑی خوشی
اور شہرت کی بات ہے۔ تاہی ظہیر فیضِ نبوی و نورِ محمدیہ سے شاہ و کن کو صاحبِ در و گان بلند مقام
صحبت و عارضت کے ساتھ ملاقات اور اون کے ملک کو مسرور اور آباد کر دے جب تک کہ اس کا
پر خروما و طلوع ہوئے رہے اور جب تک دریا پانی سے بھرا ہے۔ آمین خیر آمین۔

و اوس کے وقت میں کہ اور ہاں اللہ رحمت نازل ہو تو ہے یعنی ذکرِ اذکار و دعا و تلاوتِ قرآن
پس وقتِ نماز میں کہ یا اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل ہو

نازل ہوتی ہے طوفان کے لغوی معنی غرق کرنے والے اور ہوائے تیز اور بہت غالب ہونے والے کے ہیں۔ چونکہ یہ سلطان الانبیاء کی مدح ہے اسلئے دریاے عشق و رسالت کی موجت کے جوش نے اس قدر عبور کیا کہ طالبِ مطلوب کو اپنے دریاے رحمت میں غرق کر دیا۔ لہذا اسکا نام ”سلطانِ حسن الموسوم بہ دیوان طوفانِ رحمت“ رکھا گیا۔ جو نہایت محسن ہے۔ اَمَّا بعد سید فضل شاہ خاں صاحب چشتی قادری قدس سرہ العزیز المتخلص بہ طوفانِ رحمت خلیفہ حضرت سید شاہ فیض الدین صاحب چشتی قادری قدس سرہ العزیز کے چہاں پرشت ضلع بیڑہ اور ننگ آباد میں گذرے اور حضرت کی پیدائش ضلع بیڑہ کی ہے اور بتلاش روزگار ضلع کریم نگر پہنچ کر بعد ملازمت (۳۴) سال وظیفہ حسنہ حاصل کر کے ۱۳۳۹ھ میں بلدہ حیدر آباد محلہ باغ مسلم جنگ میں قیام پذیر رہے۔ اور ۱۳۳۹ھ میں دنیا سے فانی ہوئے۔

حضرت قبلہ کو بزبانہ شہاب حضرت آغا داد صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز خلیفہ حضرت محمد حسن صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی اور آخری عمر میں حضرت سیدہ فیض الدین صاحبہ چشتی قادری قدس سرہ العزیز خلیفہ حضرت محمد غوث صاحب قبلہ چشتی قادری قدس سرہ العزیز نے حضرت سیدہ فیض الدین صاحبہ چشتی قادری کی صحبت سے حضرت ضلع آصف آباد میں قیام پذیر تھے طالب ہوئے حضرت سیدہ فیض الدین صاحبہ چشتی قادری کی صحبت سے حضرت قبلہ طوفان صاحب کا ایں ذوق بڑھا کہ چودہ ماہ میں دیوانِ نعتیہ مکمل پایا جملہ دیوانِ نعتیہ عشق و محبت جنابِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب و اہلبیت سے منسوب ہے جس سے صاحبِ دیوان کے سوزشِ دل کا پتہ چلتا ہے کہ کس درجہ عشقِ رسول مقبول صلعم تھا چونکہ حضرت نے اپنی زندگی میں دیوان کی طباعت کی کوشش فرمائی لیکن زندگی وفانہ کی۔

ناظرین دیوان اسے اتنا خوش خوبرو نہ سمجھیں کہ دیوان میں وفاتِ طبع کی گنجائش نہ تھی کہیں کتابت میں غلطی ملاحظہ فرمائیں امید کہ پر وہ پوششی قرآن میں نقطہ

راقم سید احمد شاہ چشتی قادری خلفِ خور و صاحبِ دیوان

از تیرجہ فک سُلطانِ شہر تاج سخن بلبلِ مستیان
 ستار و سلطانِ عجبِ جلیں از اند
 حافظ جلیل حسن الخطب زوایا فصاحتِ جنکِ جلیلِ نظر

قطعہ تاریخ

از
 فصاحتِ جنکِ جلیل

مژدہ اے عشاقِ شاہِ انبیا	نعتیہ دیوان طوفان چھپ گیا
نام ہو کیونکر سلطانِ سخن	ہے یہ سلطانِ دو عالم کی ثنا
اسکے اک اک شعر پر پڑھے درود	اسکے ہر مضمون پہ کھئے مرجبا
وجدیں قدسی بھی ہیں سکر کلام	کہتے ہیں صلِ صلِ صلِ صل

طبع کی تاریخ تم لکھو بیل
 بے بہا بے مثل نفیٰ مصطفیٰ
 ۱۳۵۱ھ

تقریظ

یہ ایک خاص قابلِ قدر بات ہے کہ حیدر آباد وکن کے نامی گرامی
 نازک خیال روشن دماغ بزمِ افروز شعرائیں مولانا شیدائے نعلِ شاہ خاں صاحبِ
 المخلص بطوفانِ حمتِ بہتانِ سخن کے گویشِ شبِ چراغ سے کاندہ و تقویٰ کی مینداری
 اور پرہیزگاری کا عکسِ علمیت تھا۔ اپنی گراں بار زندگی کا علمی و علمی مشاعر
 عشقِ نبی تھا آپ کے دلی جذبات کے اثرات آپ کے دل پر دور کی ہوش
 کے ثبوت میں آپ کے دیوان کے ہر ایک شعر کے نفیہِ پیرین اور مثنوی
 تنویر کی زبانِ حال سے صورتِ علمی کی صدا آرہی ہے قدرتِ سب سے آپ کی
 شبِ زندہ داری کے اسلامی تہذیب کے ساتھ آپ کے زیرِ فقر و تنویر کی حلقہ
 اخلاق کے خلعتِ فاخرہ سے مزین فرمایا تھا اگرچہ آپ کے اوصاف
 حمیدہ آپ کے باخدا ہونیکے سوا سوائے۔

حیدر آباد

ایک صاحبِ حمت نے کیا طوفانِ حمت کا پڑا اور وہ کیا احسانِ اوی کی قدر کا
 ہوا مقبولِ خاں عام سلطانِ سخن امیرِ بزمِ طوفان کو ظہیرِ شاہِ دین کی حمت کا

میر اکرام علی میر حیدر آبادی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُنَاجَاتِ فانی قاضی الحاجات مسیحی علیہ السلام

وَلَا یَعِیْزُ سِوَاكَ وَالدِّیْنُ لَکَ

میں ہوں فانی تو ہے باقی بالیقین
ہے تری ہستی سے ہر شے کو بقا
علم سے روشن ہوئی عالم کی رات
ملنے ہی قدرت ہوئی عاجز کو عیا
بے بصارت کو بصارت کی عطا
ہے یہ سب احساں ترا عالی مقام
صاحبِ نعمت نہیں تجہسا کہیں
سب میرے کاموں کا تو ہے کارساز
منحصر ہے سب تری تو فیق پر
در یہ حاضر ہے تر با غی غلام
شش جہت پر جبکہ تو ہے حکمراں
پھر در دولت پہ تیرے آگیا
اجتناب پھر تار پا میں در بدر
تو رہا ہر وقت شہِ رگ سے قرین
ہر مصیبت میں رہا تو غمگسار
تو ہے بس اک آسرا میرے لئے

یا الہی تو ہے رب العالمین
تھا کرے فانی تری مدح و ثنا
خاک کے پتلے کو دی تو نے حیات
پھر ارادے سے کیا ہے استفید
تھا جو میں بہر اساعت کی عطا
اور زباں پر کر دیا جاری کلام
سب ترا ہے مجھ میں میرا کچھ نہیں
کر دیا عاجز کو تو نے سر فراز
نیکوں سے اب نہ مجھ کو دور کر
زندگی غفلت میں گزری ہے تمام
چھوڑ کر دور تیرا جا ئیگا کہاں
ہر طرف پھر کر غلام بیوں
تیرے احسان و کرم کو بھول کر
کوئی تجہسا مہربان پایا نہیں
میں جدا تجھ سے رہا لیل و نہار
کون ہے تیرے سوا میرے لئے

اب اسی کی ہے مجھے شرمندگی
 کس تغافل میں کئے شتر برس
 رحم کرا اب مجھ پہ آئے نکتہ نواز
 ہاں بحق مرزہ صلا تقنتی
 پھر جگا دے نیند سے ہاوی حق
 عشق کی دولت سے پھر کر دے نہال
 عشق کا پھر قلب سے اوٹھے بخار
 عشق سے ہو جائے دل ٹھنڈا کباب
 عشق سے ہر دل ہوا ہے باغ باغ
 عشق سے ہر دل میں ہے فکر معاش
 ہر چین میں عشق پیچاں کی ہے میل
 عشق ہی سے ہے برہنہ بت پرست
 عشق سے دیر و حرم آباد ہیں
 ڈال دیا ہے عشق نے لب پر کند
 یا الہی ہے یہ طوفان کی دعا
 عشق دے مجھ کو رسول پاک کا
 عشق دے مجھ کو رسول اللہ کا
 عشق کے موتی کو زیب تاج کر
 ساقیا اوٹھی بدینہ سے گہٹا
 پھر عطا کر مجھ کو صیباے السمیت
 میکہ سے اب نہ مجھ کو دور کر

کی ادا اک دم نہ تیری بندگی
 یا الہ العالمین فریاد رس
 بندہ عاجز کو کر دے سرسراز
 زرد رو کو جلد کر دے سرخ و
 پھر اولٹ دے میرے سونیکا ورق
 حال دکھلانے لگے پھر قیل و قال
 ہر گہری روتا رہوں میں زار زار
 عشق پھر دکھلائے پیری میں شباب
 عشق کا ہر گھر میں ہے روشن چراغ
 عشق ہی سے مال و زر کی ہے تلاش
 ببلِ نالوں کو ہے پہلوں سے میل
 ہو گیا مورت پہ وہ پتھر کی مست
 اپنے اپنے عشق سے سب شاد ہیں
 پھنس گئے دونوں جہاں کے جوڑ بند
 زائل دنیا کی محبت سے بجا
 عشق دے مجھ کو شہ لولاک کا
 ہے یہی زمین تری درگاہ کا
 مبتلائے صاحب معراج کر
 رکھ نہ پیمانے کو شیشہ سے جدا
 جھوٹے لگ جائے پھر یہ فاقہ منت
 شیشہ دل کو نہ میرے چور کر

آگیا ہے عشق کی بھٹی میں جوش
 ہاتھ میں حنالی نہ پیمانہ رہے
 خاندانِ چشت کی آنمول دے
 تیرے خمخانے میں ہے وہ خم کہاں
 یا عطا کر مجھ کو وہ مٹی سا قیا
 اور علاء الدین صابر کا وہ جام
 شاہ فیض الدین سادہ ہوش کر
 کیوں عطا کرنے میں ساقی ویر کی
 ہے مجھے درکار صہبائے حلال
 یار سائی پر نہ میری کر نظر
 رنگ دے گوڑ کو میری بید رنگ
 تھا سلف کے جیسے مستوں کا چلن
 دے وہ ساغر جس سے مستانہ ہوں
 ہے ازل سے مجھ کو اوس مٹی سے نیاز
 ہوش کو اپنے کہوں صدمہ جبا
 غائبانہ کیفیت سے کر دے مکن
 دل کو مل جائے ایسی اضطراب
 جہو متارہ جاؤں میں صبحِ مسما
 بخود دی کے بعد پھر کچھ ہوش ہو
 دے مٹی وحدت کا ساغر دہم دم
 ہوش میں آکر کروں حمد و دود

دو ہیں کیا دیر سے امی مٹی فروش
 سا قیا آباد میخانہ رہے
 بوالعلائی کا کوئی کشکول دے
 جس کی مستی میں رہے آغامیاں
 جس کو پیتے تھے فرید الاولیا
 لب سے لہجائے تو ہو سونا حرام
 کچھ تو پاس حنا طرینوش کر
 سب نہیں خوشبو ہے گلِ جمیر کی
 لمحوں کو دے شرابِ مژگال
 جبہ و دستار رکھ دے طاق پر
 ہے مجھے مرغوب نارنگی کا رنگ
 سادگی پر جن کی شیدا بانچین
 غیر کیا اپنے سے بیگانہ رہوں
 جس کی مستی میں پڑ ہوں ہر دم
 اے خدا اے نور پاک مصطفیٰ
 آنکھ میں پھر جائے صحراے قرن
 کر عطا مجھ کو محبت کی شراب
 دل کو لگ جائے مدینہ کی ہوا
 واقف اسرار پھر مٹی نوش ہو
 رکھ شریعت پر مجھے ثابت قدم
 بیہجتا جاؤں محمد پر درود

ساغر گل میں دے الفت کی شراب
 تھے اسی خوشبو پہ مائل مصطفیٰؐ
 زور سے اوٹھے جگر سے پھر بخار
 آنکھ سے بر سے وہ سادوں کی بٹری
 نفرت سے ہر وقت مستانہ رہوں
 نفرت کا دل میں وہ بڑھ جائے کمزور
 غرش سے آئیں مضامین بدیشمار
 ہاتھ میں لوں پھر وضو کر کے قلم
 حسرت و ارام میں دو بار ہو کلام
 درد کا دکھڑا ہی میں روتا رہوں
 درد ہی ایمان ہے طوفان کا
 درد ہی ملک عرب لیجا یوگا
 ایک دن بلوائیں گے مجھ کو حضور
 ہے یہی حسرت یہی ہے آرزو
 یاد آئے مجھ کو جب امی کا کلام
 یا رسول اللہ انظر حالنا
 یا شفیع المذنبین بہر حدا
 رحمت اللعالمین ہوا گ نظر
 کر دیا ہے ضعف پیری نے ندیاں
 ہو کر مجھ پر حبیب کبریا
 آپ کے در کے سوا جائے کہاں

ذہن میں بس جائے خوشبوی گلاب
 نفرت کی لگ جائے پھر دل کو ہوا
 جہوم کر آجائے پھر ابر بہار
 دامن تر کو پھوڑوں ہر گہڑی
 نفرت ہی کے ذہن میں دیوانہ رہوں
 جوش دکھلانے لگے دریا، نور
 ذہن پر میں اپنے ہو جاؤں نثار
 پھر کروں میں حال درد و دل رقص
 جس کو سن سن کر تڑپ جائیں تمام
 اور قلم کی آنکھ سے جاری ہو خون
 درد ہی دیوان ہے طوفان کا
 اور دیار مصطفیٰؐ دکھلایوگا
 رنگ لائیں گی یہ بیتابی ضرور
 روضہ خیر البشر کے روبرو
 جس کو سن کر لوٹ جائیں خاص عام
 یا نبی اللہ اسمع قالنا
 شربت دیدار ہو جائے عطا
 بندہ عامی کے حال زار پر
 سوز فرقت سے ہوں میں اشفیہ حال
 کیجئے زندان پر عنہم سے رہا
 غمزدہ یکس ضعیف و ناتواں

ای شب جن دلش فریاد رس
 جب یہ حسرت دل کی پوری ہو وہاں
 اوس کے حق میں بھی ہے میری التجا
 جس کی ہر دل میں محبت فرض ہے
 جس کے عہد پاک میں سلطانِ دین
 ہر گٹھری کرتا ہے وہ ایثارِ نفس
 کیمب طاعونی کو دیکھا صبح و شام
 کی مریضوں کی عیادت بے ریا
 ہر صفت سے اوسکی ہوتا ہے عیاں
 زیب وزینت اور لباسِ کروفر
 اوس کے پر تو سے ہے ہر دل باغِ باغ
 علم کی ہے ہر گلی کو چہ میں دہم
 یعنی وہ ملکِ دکن کا شہر یار
 یا رسول اللہ مدد فرمائیے
 آپ ہیں محبوب رب العالمین
 آپ جو چاہیں وہ ہو جائے حضور
 ایشہ لولاک فخر و وجہاں
 قبلہ حاجاتِ نور کرو کار
 تادمِ دوسی سال وہ قائم رہے
 تاجداروں کا ہو طرہ تاجور
 اور تمنا ہے یہ افضل شاہ کی

چہوڑ کر بیٹھا کھاں جائے مگس
 پھر کہوں اسی بادشاہِ دو جہاں
 جس کے سایہ میں ہوں میں صبح و سہا
 جس کی مومن پر اطاعت فرض ہے
 زور پر ہے آپ کی شرعِ مبین
 ہے غریبوں کا وہی غمخوارِ نفس
 کس طرح آرام کا ہے انتظام
 جس سے دی اللہ نے سب کو شفا
 کیا عجب ہے ہو وہی قطبِ الزماں
 رکھد یا تو شیرِ داں کے طاق پر
 ہے وہ آصفیاء کا روشن چراغ
 ہے یہ سب فیضانِ سلطانِ العلوم
 میرِ عثمانِ علیخانِ نادر
 جو مقاصد اوسکے ہیں بر لایے
 آپ کے دربانِ جبریلِ امین
 آپ ہی کا ذرہ ذرہ میں ہے نور
 اوس کا ہر فرزند ہو صاحبِ قرآن
 شیفۃ ہو اوس کے گلشنِ ربّار
 اوس کے سکے کا چلنِ واکم رہے
 ہو ہما سایہ فلکِ دربار
 آرزو ہے اس شفاعتِ خواہ کی

رنگ دکھلائے وہ نعت مصطفیٰ
عشق کے دریا میں ہو طوفان بہا

دریغ (الف)

جب جملہ الفت سے وہ پردہ نشیں جہان کا
خوشبو پہ جو مال تھا دل اوس شہ خواہ کا
اللہ کا پیارا ہے اور انجمن آرا سے
میزان شفاعت کے جب تول لیا جھک
رحمت کے ازل ہی میں تاکا میر عصیان کو
جو طور پہ جلوہ تھا وہ اصل میں پردہ تھا
امی وحشت دل تو ہی لیل تن لاغر کو
خدمت سے ملی عظمت کیا دانی حکیمہ کو
چرواہے نے چل پھر کر اسلام کے میدان
لمبوس مبارک کو تھا خضر محمد سے
جھکتا تھا یحیٰی سے ٹیڑا رہا اکفر سے
جب عرصہ محشر میں ہونے لگی رسوائی
کیا دبیدہ و شوکت تھی شان رسالت میں
اونکا تو خیال آیا پردہ نہ کبھی آئے
لہلہ کوئی کہہ دوا دس شافع محشر سے

تھا جلوہ اول ہی مطلع میرے دیوان کا
تلتا رہا کانٹوں میں ہر پہول گلستان کا
ہے نور محمد ہی ایمان مری جان کا
تینکے سے بھی ملکا تھا یلہ مرے عصیان کا
مجرم پہ پڑا پنجہ کس فتنہ دوران کا
دیدار کا سودا تھا جھگڑا تھا نہیں ہان کا
دامن ہے بہت چوڑا طیبہ کے بیابان کا
بیغمبرِ جنت نے القاب دیا مان کا
سب گلہ امت کو جنت کی طرف ہان کا
ہنسنا تھا دوشالوں پر پیوند کا ہان کا
سید ہار ہا داور سے اسلام کا ہان کا
دامان شفاعت کے عصیاں کو میر دہان کا
خرم کی چٹائی پر تھا نقش سلیمان کا
تارا نہ کبھی چمکا میری شب ہجران کا
پنجہ میں ہے درباں کے گوشہ سیر و مال کا

دربار محمد میں بے کھٹکے پہونچنے کا اک غم ہی وسیلہ ہے اوش شاہ شہیدان کا

ہر لفظ کی گہونگٹ میں جلوہ ہے محمد کا
تفسیر بدثر کی دیوان ہے طوفان کا

گنجان ہر مہموی شرکاں پر ہوا جبریل کے پر کا
سنگہا دو وقت آخر لخت زلف معجز کا
ملا ہے مدتوں میں آستانہ بندہ پرور کا
نظر کے سامنے رہتا تھا آئینہ سکندر کا
ملا ہے آپ کے در سے پتہ اللہ کے گھر کا
جو منکر ہے زیارت کا وہ دشمن ہے ہمیر کا
ہوا ہے نزع میں لب خشتک میر ویدہ تر کا
تو چہرہ ہو گیا روشن غلامان خوش اختر کا
بنایا اُشیان مکاری کے جالے میں کبوتر کا
سہارا آپ کے ہے جسطرح کشتی کو لنگر کا
تر پتا ہی رہا دل طائر بے بال بے پر کا
ملے جب خیر سے احمد تو کیا کھٹکا طاہر کا
کہ سر بر تاج تھا خالد کے گیسوئے پیہر کا
برنگ چشمہ کوثر ہے چشمہ دیدہ تر کا
گہراک قطرہ نیسان ہے اور بعل بھر کا
شفاعت بھی تو منہ بکھتی ہے فرزدان حید کا

کھنچا نقشہ جو آنکھوں میں میرے روی پیہر کا
نکا تو یا نبی ارمان میرے قلب مضطر کا
در محبوب حق سے تو نہ امی دربان مجھے مر کا
جو ہومر خوب محبوب خدا کے وہ مقدر کا
مدینہ کی زیارت کر کے پھر ہم کعبہ جائیگے
بشارت دوستوں ہی چکے من اقرب ہی کی
پلا دو شربت دیدار اسدم یا رسول اللہ
شفاعت کو جو محشر میں شفیع المذنبین آئے
کس الفت سے خدا نے شاہباز عرش کی خاک
ہمیں کیا خوف ای نور خدا طوفان محشر سے
مدینہ کے چمن میں ہم مصفیان چمن پہونچے
رہ حق میں کسی رہزن کی ہر گز خیال نہیں سکی
شجاعونکے دلوں پر تیغ بہت کیوں نہ چل جاتی
دل پر داغ ہے عشق نبی سے گلشن جنت
لب و دندانِ حضرت بھلا تشبیہ دل کیونکر
کلید قفل جنت الفت شبیر و شہر ہے

امید حضرت دل سے لگی رہتی ہے طوفان
ہوا جس روز سے میں شفیقہ محبوب اور کا

کھاس ہیں اور کھاس تیرہ در والی چو کہٹ کا
 رہنے کے ہم بھی کل یوں مصطفیٰ کے ساتھ کو نذر
 ہوئی نازل مدثر شاہ مکمل پوش کی خاطر
 مخالف آئیگا کیا محفل میلاد اقدس میں
 بتا دے تو ہی اے شوق نبی رستہ مدینہ کا
 خدا کی یاد میں تار نفس یوں جسم سے نکلے
 الہی جاں کنی میں وہ رخ انور نظر آئے
 لیئے پھرتے تھے نیزوں پر چڑھا کر شہرہ دئے

خیال جب برائی کیا ٹھکانہ ہے تری ہٹ کا
 کہ جیسے آج عالم چاہ زمزم پر ہے سنگھٹ کا
 رخ یوسف سے رتبہ بڑہ گیا احمد کے گھونگٹ کا
 چمن سے دور ہی رہتا ہے ہرم جیگر گھٹ کا
 کہ میرا طائر دل دشت عصیانین بہت بھٹ کا
 نکل آیا کمر سے آپ کی جس شان سے ہٹ کا
 کہ تاول سے نکل جائے عذائے گور کا کہٹ کا
 کہ یہ بھی شام کے بازار یوں میں کہیل تہانٹ کا

شہداء مصطفیٰ سے ملنے معراج طوفان کو
 خیال زلف جا کر عرش کی زنجیر سے لٹ کا

حسن گلین آپ کا لاکھوں خریدار میں تھا
 بخشوا کر ہی مجھے چوڑا رسول اللہ نے
 غازیون کے حق میں ہر شمشیر عریاں جو رہتی
 کھل گیا حکم خدا سے جب در خلد برس
 اللہ اللہ کیا رسول اللہ کے اصحاب تھے
 دیکھ کر مجھ کو مدینہ میں ملائک نے کہا
 یا محمد مجھ سے بیکس کی عبادت کتنی ضرور
 کیا عجب ہے اک اشارہ سے ہوا ٹکڑے قمر
 تھا وہ جنگ بدر میں جلوہ رسول اللہ کا
 دیکھ کر فاروق عظیم کی مظہر فوج کو
 یانی یانی ہو گئے سکر فصیحان عرب

مصر کا بازار بھی طیبہ کے بازاروں میں تھا
 درنہ میں اک بندہ غمگین گنہگاروں میں تھا
 باغ جنت مثل جوہر اوکی تلواروں میں تھا
 بلبل باغ نبی جنت کے گلزاروں میں تھا
 نور ماہ مصطفیٰ روشن انہیں تاروں میں تھا
 آج وہ ہے جنتی کل جو سیکاروں میں تھا
 مدتوں سے آپ کے میں بھی تو یاروں میں تھا
 وہ بھی نور مصطفیٰ کے ناز برداروں میں تھا
 مر جبا کا شور و غل تیغونکی جھنکاروں میں تھا
 شور و ماتم جا بجا کسر کے غمخواروں میں تھا
 کیا انرا می القب کی نرم گفتاروں میں تھا

داخل جنت ہوئے پیرو رسول اللہ کے
لے زینا حسن احمد کی ازل سے دہوم ہے
سردیا لیکن امیر شام سے بیعت نہ کی
دھار پر تلوار کی چلتے رہے آل رسول

راستہ خلید بریں کا اونگی رفتاروں میں تھا
حضرت یوسف کا چرخ چاروں بازاروں میں تھا
کیا نواسہ آپ کا حق کے طرہ داروں میں تھا
کیا اثر سید انیسویں دودھ کی دھاروں میں تھا

اہل محشر سے کہا حضرت طوفان ہے کہاں
وہ تو میری نعمت خوانے کفش برداروں میں تھا

نامہ لیکر جو میرا سوئے پیہم نہ نکلا
غور سے عقدِ ثریا کو جو دیکھا میں نے
شان اللہ کی ہے ایک غلام حبشی
قطرہ نور ہے آنسو مراد ریائے عدن
غل ہوا شور ہوا حشر کے بازاروں میں
جام کوثر بھی ملا شربت دیدار کے ساتھ
مٹ گئے مئے مبارک کی زیارت گناہ
سیر ہو کر نہ کبھی آپ نے کھانا کھایا
عطر اخلاق محمد کی وہ خوشبو پیہلی
جلد لے گو میں اللہ کا پیسا را آیا

سب پرندوں میں شہنشاہ کوثر نکلا
ہو بہ ہو گنبد خضر کا وہ جہوم نکلا
کلمہ پڑھتے ہی سرتاج سکندر نکلا
تیرے دامن میں نہ ایسا کوئی گوہر نکلا
لو وہ محبوب خدا شافع محشر نکلا
آج ارمان میرا ساقی کوثر نکلا
پھر نہ اک جسم میرا بال برابر نکلا
شکر پاک سے اکدن بھی نہ پیچ نکلا
گلشن دہر کا ہر پہول معطر نکلا
اے حلیمہ تیرا کیا خوب مقدر نکلا

آتش بھر میں جل جل کے دروا طوفان
سب یہ کہتے ہیں سمندر سے سمندر نکلا

وہ جوان ہاشمی سے جو کبھی دو چار ہوتا
کوئی نامہ بر نہوتا نہ یہ انتظار ہوتا
یہ اوس کی ہے کڑی کمی کہ جو بھاب بخشا

تو ہزار جان سے اوس پر میرا دل نثار ہوتا
جو دیار مصطفیٰ تک میرے دم کا تار ہوتا
میرے جرم لا تعد کا نہ کبھی شمار ہوتا

<p>گل گلشنِ مدینہ کی خبر صبا جولا تی پس مرگ اٹک کے جاتا دریاں مصطفیٰ تک مجھے کیا جولا کھتا رہے سرخ ہو جوشن اونہیں تیرا فگنی کا جو کبھی خیال آتا پس مرگ یا الہی میری آرزو نکلتی مجھے اسکی کیا خبر تھی شب بھر یا الہی دمِ فنا تو حرم میں وہ کہیں سے جانا گیتے نہ بگڑ کے ٹوٹ پڑتا رہ سبیلِ مصطفیٰ پر</p>	<p>تو خوشی سے غنچہ دل گلِ نو بہار ہوتا میری خاک سے نمایاں جو کبھی غبار ہوتا جو چراغ ہے حرم میں وہ سرسزار ہوتا تو نشاۃِ اودن کی خاطر دل و غدار ہوتا رکھوئے مصطفیٰ پر جو میرا ہزار ہوتا کہ خیالِ رومی حضرت میرا غمگسار ہوتا جو نظر کا تیرا تادہ جگر کے پار ہوتا جو گردہ شامیوں کا کبھی دین دار ہوتا</p>
---	---

نہ ٹپکتے اشکِ حسرت جو فراقِ مصطفیٰ میں
نہ کبھی صدف میں طوفانِ دُر آبدار ہوتا

<p>دل کو پس مردن بھی اکدم نہ فرار آیا سبیلِ علی کے کمر اوٹوں سے اور جاو بھریا و ہوئی اونکی پھر دل سے بخاراؤ وہ بھی کوئی دن آئے غل ہو یہ مدینہ میں سو قوف گناہوں پر تھی شانِ شفاعت کی ہاں عشق نے حضرت کے کندہ چھ کر ڈالا دشمن کی بھی احمد کو منظور عیادت تھی جن پہلوں میں جنس کے خوشبوئی چھڑھتی مدوح سے ملنے کامل جا بگاہ رستہ لا اکھوں میں سرِ محشرِ رحمت میرا پاس آئی</p>	<p>جب تک نہ مدینہ سے وہ ناقہ سوار آیا اللہ کے پیارے کا نزدیک دیا ر آیا آنکھوں سے برسنے کو پھر ابر بہار آیا حضرت کی زیارت کو وہ سینہ فگار آیا تو قیر بڑی میری جب روز شمار آیا عصیاں کے جلانے کو رگ رگ میں بخارا آیا آئینہ خاطر میں اکدم نہ غبار آیا بالکل اونہیں پہونکا میرے لئے ہار آیا بیعتِ ام مدینہ سے یہ زیر مزار آیا رسوائی کے باعث ہی مجرم کو وقار آیا</p>
--	--

طوفان وہ دیوانہ آتا ہے زیارت کو

طفلاں مدینہ کے قابو میں شکار آیا

سو غات پہنچتا ہے درود و سلام کا
مارا کبھی نہ جائے مقلد امام کا
ہو امتیاز تجھ کو حلال و حرام کا
ہے ذکرِ عشیوں کی زباں پر غلام کا
ہے لامکان مقام اوس عالم مقام کا
پہیرا ہے جبریل علیہ السلام کا
روشن ہے نام امتِ خیر لا نام کا
طالب ہوں میں بھی باقی کو ترکے جام کا
آیا یہی جواب ہمارے پیام کا
سیج ہے کہ ابر خوب برستا ہے شام کا
نکلا گنگنا رکھی رحمت کے کام کا

عاشق ہے خدا خود بھی محمد کے نام کا
دانا کبھی نہ ہو گا علیحدہ قطار سے
گر ہو شمنہ رہے تو شریعت پہ کر عمل
رتبہ بڑا بلال کا خدمت سے آپ کی
سایہ نہ جس کے قد کا نظر میں سما سکا
جس گھر میں ذکر پاک اوس گھر پہ رات دن
کیونکر نہ ہم کو اپنے مقدر پہ ہو گہمنہ ڈ
آنکھوں میں اڈ بڈ باتے ہیں آنسو اسی لئے
خواہش ہے دید کی تو ہمیشہ درود پڑھ
روتار ہا فراقِ محمد میں صبح تک
بیگار کوئی شے نہیں عالم میں بالیقین

مدد سے نعتِ پاک رسول کریم کے
طوفان دلوں پہ نقشِ ہمیرے کلام کا

دل پہ نقشہ جماعتِ محمد کا
نام لکھا ہوا محمد کا
حال مجھ کو سنا محمد کا
پہلے خادم بنا محمد کا
دل کو ہے لکھنے محمد کا
گلشنِ پُر فضا، محمد کا
جس کو حق نما محمد کا

نام پیارا ہے کیا محمد کا
تھا ازل ہی میں عرشِ عظم پر
قاصدِ دل بہت تر پتا ہے
بندگی دیکھ پھر میری یارب
روح ہر دم درود پڑھتی ہے
باغِ عالم میں ایک ہی دیکھا
دیکھنے کو ترستی ہیں آنکھیں

<p>زہد پر ہے گہمن ڈزاہد کو دو دنوں عالم میں نور سے اونکا جنتی ہے وہ بالیعتین دیکھو سارے عالم کے خاندانوں میں</p>	<p>مجھ کو ہے آسرا محمد کا کیا بتاؤں پتہ محمد کا جسنے کلمہ پڑھا محمد کا ہے گھر رانہ بڑا محمد کا</p>
<p>پھر نہ سو جہاں ہے کوئی طوفان جب خیال آگیا محمد کا</p>	
<p>خط میرا لیکے جانا تو میرے پر ہما کوئی قاصد نہیں تجھ بہتر ہما وہ مدینہ ہے دلکش خدا کی قسم باب جبریل ہے جس طرف جلوہ گر عرض کرنا دوست میرا حال دل اب زبانی سنا جا کے سب حال دل اس لئے پاؤں پڑھتا ہوں میں مہم جس کو پالا تھا نامہ بری کے لئے بارگاہ رسالت میں جاتا ہے تو میری جانب سے گنبد کے چاروں طرف پھر شہر کربلا کے طرف جانیو</p>	<p>سے مدینہ میں محبوب اور ہما ہو گیا اب تو عنفتا دیکھو تر ہما تھر جنت وہاں کلمہ گھر گھر ہما کہ ٹکٹا نا تو پہلے وہی در ہما بال و پر جوڑ کر سر جھکا کر ہما ہو گیا نامہ اشکوں سے سب تر ہما تیرا احسان ہے میرے سر پر ہما وہ کبوتر ہو آج بے پر ہما مجھ سے بہتر ہے تیرا مست در ہما مست ہو کر لگانا تو چپ کر ہما قبلہ عاشقاں ہے جو بے سر ہما</p>
<p>حال طوفان کیاں تک سناؤں مجھے اب تو جان آگئی ہے لبوں پر ہما</p>	
<p>سُن رہا ہے گل فسانہ آب کا کہتے ہیں جبریل اسی شہباز عرش کا</p>	<p>گاتی ہے بلبیل ترانہ آب کا لامکان ہے آشیانہ آب کا</p>

آپ ہیں سارے زمانہ کے لئے
 خرمنِ عشیاں جلانا یاد ہے
 کون سرتابی کرے گا حکم سے
 شرم سے وہ عرض کرنا اپنا حال
 دیکھ کر لاشقِ القمر کا معجزہ
 علمِ اولِ اوس پہ پیرامی لقب
 بالیقین محشر بھی ہے بازارِ حسن
 ہے میرے دل میں اویسی اضطراب

درحقیقت ہے زمانہ آپ کا
 ہنس کے وہ بجلی گرا نا آپ کا
 عرش پر ہے تازیانہ آپ کا
 سنکے پھر وہ مگر نہ آپ کا
 ہو گیا مفتوں زمانہ آپ کا
 ہے تجاہلِ عارفانہ آپ کا
 قد قیامت سے میانہ آپ کا
 عشق ہے گوغائبانہ آپ کا

سُن کے حسان نے کہا طوفان ہے
 ہے قصیدہ عاشقانہ آپ کا

قاصد ہو گیا شیدا تیرا
 کون کرے بیمارِ مداوا
 کالی کسلی تجھ پر صدقہ
 نعت کی ہر جادو ہومِ محی ہے
 رخ کی تحبلی دیکھ رہا ہے
 جلدِ پلاویدار کا شربت
 بارش میں بجلی کا چمکنا
 زائد ہو گا زہد پہ نازاں
 اے گلِ احمد جانِ عروسان
 کعبہ دل میں نوزِ خدا ہے
 رنگِ بلالی پستلی میں ہے

حال ہو روشن کیا تیرا
 تجھ سے جدا ہے عیسیٰ تیرا
 دم بھرتی ہے لیلیٰ تیرا
 ہر گھر میں ہے چرچا تیرا
 زلفوں میں ہے سایہ تیرا
 بھر دے کاسہ صدقہ تیرا
 رونامیہ انہنا تیرا
 میرے دل کو بھروسہ تیرا
 عطر بنا ہے پسینہ تیرا
 مکے میں ہے مدینہ تیرا
 آنکھوں میں ہے جلوہ تیرا

نعت کی نہریں جاری ہوئی ہیں
بہر گیا طوفان دریا تیرا

<p>یا نبی آپ کے دیدار نے دل چھین لیا اضطرابِ دل بیمار نے دل چھین لیا الفت احمد مختار نے دل چھین لیا حشر میں رحمت غفار نے دل چھین لیا آپ کے ناز بھرے پیار نے دل چھین لیا دشتِ طیبہ کے نہر کی خار کو دل چھین لیا حوریوں کا بھی گنہگار نے دل چھین لیا آپ کی نرمی گفتار نے دل چھین لیا بندہ پرور میرے سرکار نے دل چھین لیا آمنہ بی بی کے ولد اسخو دل چھین لیا باسبانوں کا دیدار نے دل چھین لیا</p>	<p>خواب میں طالع بیدار نے دل چھین لیا دیکھ کر حال میرا کہتے ہیں رو رو کھٹکے غمِ عقلی تو کہیں اپنا ٹھکانہ کر لے جنسِ عصیان کو شفاعت نے جو لوٹا اگر میرے محسن میرے آقا میرے مختاری آبلہ پاؤں کا رو رو گے یہی کہتا تھا گوہرِ اشک پہ مائل ہوئی رحمت یہ فقط کلمہ سن کے یہ کعبہ میں صنم کہتے تھے شرم تھی جس سے وہ بو بخمی زہی اور حق صدقہ ہو ہو کے یہ کہتی تھی حلیمہ دالی مشک میں بھر لیا پانی جو سیکہ کیلئے</p>
--	--

ارعد کہتا ہے یہ چلا کے نہ روا طوفان

ابر کا دیدہ خونبار نے دل چھین لیا

<p>عشقِ دوزِ دندان میں شکون کو گہر کرنا سرمہ کے فرقت میں دیوار کو دور کرنا غربت پہ میری حضرت رحمت کی نظر کرنا عادت ہے محمد کی یوں شیر و شکر کرنا قطرہ کو گہر کرنا ذرہ کو قمر کرنا اُس تجھ محبت کو پہلدار شجر کرنا</p>	<p>اے دل شبِ فرقت میں رو رو کھٹک کرنا بیتابی دل اپنی یوں اون کو خیر کرنا گھر چوڑے آیا ہوں دربارِ رسالت میں دو دل کو ملائے ہیں رو ٹھوں کو ملائیں کھد و سری جانب سے اوس نور الہی کو تم نے ہی میرے دل میں برپا کیا شمع</p>
---	---

راحت سے مدینہ میں جنت سے مدینہ میں
صدقہ خ احمد کا دیدار مجھے یا اللہ
صورت ہو امیرانہ سیرت ہو فقیرانہ
بیتاب سمجھ کر ہی حضرت مجھے بلوائیں
ہاں تار نظر سے بھی بڑھ کر ہے لطافت
کرتے ہیں کبوتر جب روضہ کی مگس لانی

سب کچھ ہے مدینہ میں اں جا کے بسر کرنا
کھلائے ہوئے دل کو رشک گل تر کرنا
کوچہ میں محمد کے اس طرح گزر کرنا
اے نالہ دردِ دل اتنا تو اثر کرنا
پٹکا ٹھل آیا ہے کیا وصف کمر کرنا
حوروں کی تمنا ہے زلفوں سے چن کرنا

کافی ہے مجھے توشہ حضرت کی محبت کا
آساں ہے مدینہ کا طوفان سفر کرنا

جہاں کے دوست لوس عالی کملیا
نہ گرنے ویا اپنا سایہ زمین پر
وہ نور مجسم قد پاک والا
فراق محمد میں بن جن کے کوئل
شب قدر حضرت پہ شیدا ہوئی ہے
شفاعت کے ہیں پہول دامن میں تیرے
ہمیشہ رہا نور چین چین کے باہر
حسین حسن فاطمہ و علی سے
مر حشر اعمال سب کہل رہے ہیں
کبھی دوش حضرت پہ تھی سر پہ گاہے
بنے چار یاروں کے ہیں چار گوشہ
یہ لیلیٰ لبہا تہی ہے دل عاشقوں کا
محمد کا وہ بکریوں کا چراگاہ

انوکھے نبی کی زالی کملیا
محمد نے اپنی اوٹھالی کملیا
وہ صہل غلے کالی کالی کملیا
پھرا کرتی ہے ڈالی ڈالی کملیا
نہیں جسم اطہر یہ کالی کملیا
دکھا باغ عالم کے مالی کملیا
بہی جسم والا یہ جالی کملیا
نہیں تھی محمد کی خالی کملیا
اوڑا سر پہ امت کے ڈالی کملیا
تیری دیکھ لی لا ادبالی کملیا
سر اپا ہے رنگِ بلالی کملیا
دکھاتی ہے شانِ جمالی کملیا
وہ چھوٹے سے قد پر وہ بالی کملیا

گنہا سر پہ رحمت کی چھائی ہے طوفان
یہی خواب میں ہے خیالی کملیا

<p>ملاؤ لہنوں کو پسینہ کسی کا عجب شان عین عرب میں ہے کی جگر میں پھر اب دروید اہوا ہے ہزاروں کھنڈ بن گئے آج گلشن سہرشر نیکوں کو حوروں کی دہن یہی شان ہے رحمت العالمین کی در خلد پر کیوں جھگڑتا ہے رضواں میری جان شانِ بلائی یہ صدقہ کن آنکھوں سے میں جو جنت کو دیکھوں</p>	<p>بنا عطسہ گل روح انہر کسی کا کسی نے بھی دیکھا نہ سایہ کسی کا ہوا چپکے چپکے اشارہ کسی کا بہارِ گلستان ہے جلوہ کسی کا گنہگار تکتے ہیں چہرہ کسی کا نہیں دیکھ سکتے وہ روناسی کا کہ میں بھی ہوں اک نام لیوا کسی کا کہ وہ خاص بندہ ہے شدید کسی کا کہنیا میری آنکھوں میں نقشہ کسی کا</p>
--	---

نظر جا کے واپس نہ آئیگی طوفان
مدینہ میں دلکش ہے روضہ کسی کا

<p>نہ مٹنے مارا نہ جادو نے مارا ہوا پست حکمِ رسولِ خدا سے شب ہجراونگے ہی جلوہ کی دہن بڑا مجرموں پر جو رحمت کا پنجہ کردوں کیا صفت رحمت العالمین کی خوشی سے زیارت کی یہ پیش میں ہزاروں گناہ تہ گئے میرے تن سے جدائی محمد کی تیر کو پار رہی ہے</p>	<p>میرے دل کو عشق نبیؐ تو نے مارا حرم میں شکاری کو آہونے مارا جہک کر مجھے اور جگنو نے مارا ہوا غل کہ چوروں کو ساہونے مارا مجھے ادن کے اخلاق و بچونے مارا غلابِ مبارک کی خوشبو نے مارا جواک تازیانہ وہ خوشرو نے مارا پھر اک تیر کوئل کی کو کو نے مارا</p>
---	--

<p>چہا ہے میرے دل میں ہیرے کانکر بتا دے یزید لعین کو بلا میں کیا خون سید کا شہر لعین نے</p>	<p>کیا ضبط گر یہ تو آنسو نے مارا محمد کے کنبہ کو کیوں تو نے مارا حرم کے کبوتر کو التو نے مارا</p>
<p>کہوں کیا جو دل پر گذرتی ہے طوفان پھر اوس پر مجھے ذکر ہو ہونے مارا</p>	
<p>آگیا جس دم خیال مصطفیٰ ہو گیا شیدا خداوند جہاں رہ گئے طوبیٰ پہ جب سیریل امیں وہ بھی نقاش ازل نے رکھ لیا چہب گیا خورشید محشر ابر میں واعظا سینہ میں ہے بیتاب دل ہو گیا غار حرا سے جلوہ گر کافروں کے خون میں تلوار تھی چہن لیتے ہیں شہنشاہوں کے تاج چلے بیٹھو جلد تھنڈی چھاؤں میں</p>	<p>ہو گیا دل کو وصال مصطفیٰ مرحب احسن و جمال مصطفیٰ دیکھ کر شان کمال مصطفیٰ تھا جو کچھ سایہ مثال مصطفیٰ دیکھ کر رنگ جلال مصطفیٰ پھر سنا دے ملک و حال مصطفیٰ آفتاب لازوال مصطفیٰ یا شفق میں تھا اہل مصطفیٰ کفش برداران آل مصطفیٰ سبز گنبد ہے نہال مصطفیٰ</p>
<p>کہتی ہے طوفان سیاہی آنکھ کی میں ہوں حسن عکس خاں مصطفیٰ</p>	
<p>حشر میں یوں ہو میرے مجھے درشن اوٹکا ٹوٹ پڑتے ہیں میری جان پہ لاکھوں جلو اسی امیدیں سو جاتا ہوں میں تا بہ سحر ہائے چھوٹے سے وہ قدر وہ عبا عربی</p>	<p>مسکراتے وہ ہیں ہاتھ میں دامن اوٹکا یاد آتا ہے جو مجھ کو رخ روشن اوٹکا تا کہ ہو جائے کبھی خواب میں درشن اوٹکا بکریوں کا وہ چرا ناوہ لاکھیں اوٹکا</p>

<p>کیا کبوتر ہیں مدینہ کے ہمایوں قسمت تاج خالد کو جو گیسوئے پیہر کا ملا سب کی آنکھوں میں وہ رہتے ہیں نظر کیست یوں تو مشہور وہ ملی مدنی ہیں لیکن</p>	<p>در محبوب پہ رہتا ہے نشیمن اونکا پھر مقابل ہوا کوئی تہمتن اونکا ہر کسی نے بھی نہ دیکھا رخ روشن اونکا لامکان سے بھی کہیں دور ہے مسکن اونکا</p>
<p>ہر گل رعنا کی خوشبو سے چمن کچھ اور تھا جلوہ گر تھا ہر جگہ اللہ والوں کا ہجوم لامکان کی سیر باتوں ہاتھ ہوتی تھی نصیب سننے ہی آنکھوں سے خونیں اشک تو تھے رونا ہر قدم پر لوٹتے تھے کچھ کلاہان جہاں عشق کے بنوں کی کسی کچھ مہکتی تھی شمیم یوں تو کہنے کو دکن کے رہنے والے تھے حضور دل کے کہوئے عشق کے سانچے میں اگر دہلکے کہتے تھے شیخ الحرم بھی آپ کو شیخ جاکبیر تو نے اک پتھر کو توڑا دسنے مارا نفس کو</p>	<p>دل کا دل میں رہا رمان زبیر طوفان میں دکن میں ہوں مدینہ میں ہے دفن اونکا رنگ فیضان بزرگان دکن کچھ اور تھا پر میرے آغامیاں کا بانگین کچھ اور تھا ہر تو نورِ سلج انجمن کچھ اور تھا سرخ لب والے کا انداز سخن کچھ اور تھا لبیٹی و ستار والے کا چلن کچھ اور تھا بلبلیں کچھ اور تھیں باغ حسن کچھ اور تھا ہر جوان بوالعسای کا دامن کچھ اور تھا اکبر آبادی کے سکے کا چلن کچھ اور تھا باغ طیبہ میں بھی وہ غنچہ دہن کچھ اور تھا اسے شہ محمود میرا بت شکن کچھ اور تھا</p>
<p>زادانِ شہر طوفان جبہ پہنچے تھے فدا وہ ہمارا ساتی تو بہ شکن کچھ اور تھا</p>	<p>دے درو میرے دل کو او پس قرنی کا بھولے سے خیال آئے یہ مفلس کو غنی کا مہماں نے نہ موقع دیا فاقہ شکنی کا</p>
<p>یا رب یہی صدقہ ہے رسولِ مانی کا ہو جائے اگر دولت دیدار میر کچھ آپ کی ایسی متواضع تھی طبیعت</p>	<p>دے درو میرے دل کو او پس قرنی کا بھولے سے خیال آئے یہ مفلس کو غنی کا مہماں نے نہ موقع دیا فاقہ شکنی کا</p>

اکدم نہ ملی آب کو کفار سے راحت
حضرت کے اشارہ پہ ہماری ہے رہائی
اونکے لبِ جاں بخش کی سرخی ہے زالی
اسے دستِ جنوں وادوی طیبہ کا اوکے
ہے منہ میں مسے نعتِ محمد کی مٹھائی
وہ ذہن ہیں زلفِ معنبر کے مضامین

کانٹو نیچہ نازک مارا نازک مدنی کا
منہ نکلتی ہے رحمت بھی شفاعت کے دہنی کا
اب ذکر نہ چھوڑے کوئی لعلِ مہنی کا
فلکِ اُن کوئی رہنے دے گلے میں کفنی کا
کیونکر نہ ہوش بہرہ میری شریں سختی کا
اب نام نہ لونگا کبھی مشکِ ختنی کا

اک روز مدینہ کو چلے جاؤنگا طوفان
گردل میں میرے جذبے حب الوطنی کا

تو نے دنیا میں بھلا امر و خدا کیا دیکھا
حیف صد حیف مدینہ میں بھی آیا نہ قرار
آبِ زمزم کی نہ پھر موج پہاڑوں سے رگمی
آگیا عیش مجھے کھاتے ہی مدینہ کی ہوا
اے وہ امی لقبی ہاشمی و مطلبی
ہے میرا گوہر دل طرزِ یتیمی یہ نشان
بزمِ میثاق میں اے نور محمد سب نے
حاجیوں نے ہمیں رستہ میں تڑپتا چھوڑا
کیوں نہ وابستہ دامن ہوں گنہگار ترے
دل میں گھر کرتی ہے مومن کے بتوں کی لفت
اوسکو محشر میں شش و پنج نہ ہوگا ہرگز

کچھ نہ دیکھا جو محمد کا نہ روضہ دیکھا
تجھ کو بے چین یہاں بھی دلِ شہداء دیکھا
ہر جگہ دین کا بستہ ہوا دریا دیکھا
تو نے اے دیدہ ویدا طلب کیا دیکھا
خواب میں بھی ترا جی بھر کے یہ جلوہ دیکھا
زینتِ التاج نہ تجھسا دریکتا دیکھا
شمع کی طرح تجھے انجمن آرا دیکھا
آپ کے چاہنے والوں کا تاشہ دیکھا
تجھ کو کانٹوں میں شگفتہ گلِ رعنا دیکھا
کیا قیامت ہے کہ کعبہ میں کلیاں دیکھا
جس نے اون پختن پاک کا جلوہ دیکھا

قطع

ہو مبارک تجھے تو نے جو مدینہ دیکھا

اے مسافر میرا دل ہے ترے قدم پہ تارا

حالِ مجمل سے تو ہوتی نہیں سکین دلو	اور کہے مجھے للہ کہ کیا کیا دیکھا
بحرِ عصیاں کے طلاطم پہ نہ جا آ طوفان سمنے حضرت کی شفاعت کا سفینہ دیکھا	
باغِ عالم میں کیا نہیں ملتا دل نہ جیتا کہ باب ہو جیتا پھر گیا جو درِ محمد سے حشر میں منکر زیارت کو درد سے دل لگی نہ ہو جیتا منفرت مفت کی نہیں واعظ روز و شب ہونڈتے ہیں شمس و قمر شمع کی طرح بزمِ عالم میں	پر گل مصطفیٰ نہیں ملتا عاشقی کا مزا نہیں ملتا اوس کو پھر آسرا نہیں ملتا اشرف الٰہ نبیا نہیں ملتا دل لگی کا مزا نہیں ملتا یہ صلبِ خطا نہیں ملتا سایہ مصطفیٰ نہیں ملتا ایک بھی دل جلا نہیں ملتا
قطعہ	
قول صادق ہو جس کا اکل حلال عالم بے عمل سے کیا امید جس کو دیکھو غرض کا پتلا ہے کر بلا سے کہ ہر گیب دیکھو	ایسا نور الہیہ نہیں ملتا اوس سے کچھ مدعا نہیں ملتا آدمی بے ریا نہیں ملتا نور کا فائدہ نہیں ملتا
ادس کا کیونکر پتہ چلے طوفان مجبوراً اپنا پتہ نہیں ملتا	
پھوٹا ہے تڑپے دل محرو کا چہالا اے بدر محمد ہو تیرا نور و وبال اک دل پر غم ہجر کے ہیں داغ ہزاروں	اے عشق نبی سلمہ اللہ تعالیٰ دکھلا دیا خواب شبِ فرقت میں احوال ہو گا نہ کسی باغ میں ایسا گلِ لالا

اے شوق تو لیکر مجھے پیدل ہی چلے چل
کوئل تیری اک کسے ہو کہ اٹھتی ہے دلیں
کٹ جائے نہ سونے میں شب ہجر محمدؐ
گہیرے ہو رہتے تھے جو یاران و فادار
دلیر ہے میرے قہر نبوت کا جو نقشہ
افندہ کاشاہین رہا غار حرا میں
پھر خانہ دل میں نہ خیال آئے تو کا
مداح تہ قبر اندھیرے میں نہ گہیرا
صدقہ تیرے حسنین کی الفت کا عطا ہو

جاتا ہے مدینہ کو رسالے پہ رسالہ
بیمار محبت کو تو لینے دے سنبھالا
عاشق کے لئے زہر ہے حلوے کا نوالہ
اوس ماہ مدینہ پہ یہی رہتا تھا ہالہ
دید مجھے حضرت مجھے جنت کا قبلا
کڑی کا نہ ٹوٹا کسی شہ زور سے جالا
قایم کہیں ہو جائے نہ کعبہ میں شوالا
ہو شمع محمدؐ تری صورت کا اجالا
دے ساری توثر تجھے کوثر کا پیالا

ہم انہی ہی مکمل میں سدا مست رہینگے
طوفان مبارک ہو امیروں کو دوشالا

عاشقوں کا تو مدینہ ہی میں مسکن ہوگا
نیکوں پر نہ کرے فخر نہ حشر کوئی
بھول کر بھی اوسے دیکھینگے عشاق نبی
مسکرانے کے سوا کچھ نہ بن آئیگی انہیں
قابل دید ہے اوس وقت بہار جنت
روضہ پاک میں رہتی ہے ہریشہ خوشبو
وہی جاہل ہے جو عالم ہو شریعت کے خلا
پہلے گرجائیگی رحمت کی اوسی پر بجلی
بکریوں کو بھی وٹیں آپ چراتے ہونگے
کھیلنے میں بھی تو لڑکوں کو جھکڑنے ندیا

بلبلوں سے تو نہ خالی کبھی گلشن ہوگا
مجرموں کو بھی تو افندہ کا درشن ہوگا
حور کا دلکش زہاد ہی جو بن ہوگا
جب یہ عاصی سر محشر نہ دامن ہوگا
جلوہ گراوہیں جب اونکا رخ روشن ہوگا
عزق کس عطر میں اونکا ہمہ تن تن ہوگا
بالیقین دین نبی کا وہی دشمن ہوگا
سب سے اونچا میرے عصیاں کا جوڑ بن ہوگا
جن پہاڑوں میں ابوبول کا گھنا بن ہوگا
سبق آموز محمدؐ کا لڑا کہن ہوگا

قدرداح کی مدح کرینگے طوفان

خوب عراز ہمارا پس مرؤن ہوگا

اک قدم بھی راہ طیبہ میں نہ چلکر گیا
دہوم سے ماہِ مدینہ ہو گیا جب جلوہ گر
آپ کیا تشریف لائے جسم میں جان الگئی
ساتی کوثر کے دھن میں پھر نہ آنسو تم سکے
عطر مل مل کر زیارت کے لئے سب جاچکے
زیر دامن شفیع المذنبین محشر کے دن
ہو گیا جب نعرہ توحید کا جہنم بلند
اشکِ حسرتِ حیریں آنکھوں سے ٹپکے دیکھئے

درو دل اوٹھا مگر کروٹ بد لکر گیا
آفتابِ حشر بھی سر پر سے ڈل کر گیا
قبر میں لاشہ بھی ڈوڈو گز اوٹھ لکر گیا
چشم تر سے چشمہ کوڑا و بکھر گیا
میں بھر حسرت کفِ افسوس ملکر گیا
مثل بچوں کے ہر اک عاصی محلک گیا
دل شہنشاہوں کا ہیبت سے ڈل کر گیا
ہنس کا جوڑائے موتی اوٹھ لکر گیا

عشق کی گرمی سے محروم طوفان کا کلام

جو سنا وہ شمع کی مانند جل کر گیا

خدا جانے بد و نکامرتہ محشر میں کیا ہوگا
سر محشر عجب دلکش جمالِ مصطفیٰ ہوگا
نہیں معلوم کیا نوحِ زیارت رنگ لائے گا
عجب فرشِ حیرتِ عرشوں کا دل تڑپتا ہے
دیارِ مصطفیٰ کس روز آئینگانِ نظر ہوگا
ہوا ہے بندگِ توبہ کا دروازہ گنگارو
شکایت وہ کبھی کرتے نہیں اپنے غلاموں کی
تعجب کیا اندھیرا قبر کا کافور ہو جائے
نہ ڈوبی نام سے جسکے جناب نوح کی کشتی

جب انوکھ مصطفیٰ کے ساتھ دیدار خدا ہوگا
خدا بھی اونکی محبوبی ادا کو دیکھتا ہوگا
دل بیتاب کا طیبہ میں جا کر حال کیا ہوگا
وہ محبوبِ خدا کے بیٹھنے کا بویا ہوگا
جنابِ قافلہ سالار کب وعدہ وفا ہوگا
چلو جلدی شفیع المذنبین کا درگاہ ہوگا
مدینہ میں مگر حاضر ہونیکا کلا ہوگا
یہی عشقِ محمد ایک دن بدرالدجی ہوگا
وہی اللہ کا پیارا ہمارا خدا ہوگا

مدینہ میں وہی ہے نامہ برائے قافلہ والو
کسی کوچ میں جو ہر دم تڑپتا لوٹتا ہوگا

یقین ہے جوش میں آجائے گا دریا حمت بھی
میرے رونے سے طوفان حشر میں طوفان ہوگا

دل میں خیال احمد مختاری رہا
سوتا جو یہ تو خواب میں آتے وہ کلام
رحمت کی برق خرمین عصیاں پہ گری
اونکے فروغ حسن کا بیشک سبب میں
ختم الرسل کی جسکو زیارت نصیب ہو
حسن صبح کا کوئی سودا نہ ہو
جسکی شمیم خلق عظیم نبی رہی
روینکا وہ امرا ہے فراق رسول میں
ویدار کی خوشی سے تڑپ لگی بڑھائی
جب مغفرت نے دیکھ لی ذلت گناہ کی

بلبل کے خواب میں گل گلزار ہی رہا
دشمن میرا یہ دیدہ بیدار ہی رہا
نیکوں میں سرخرو یہ گنہگار ہی رہا
حوروں کا خال رخ یہ سیاہ کار ہی رہا
بخشش کا بالیقین وہ سزاوار ہی رہا
آخر میں سر و مصر کا بازار ہی رہا
وہ بھول سب کا طرہ دستار ہی رہا
لذت نصیب دل کو بہتہ زار ہی رہا
اچھا بھی ہو گیا تو میں بیمار ہی رہا
مغفور روز حشر گنہگار ہی رہا

طوفان یقین نہیں ہے تو حسان پوچھ لے
مداح اون کا لایق دربار ہی رہا

ہوتا نہ اگر وعدہ دیدار تمہارا
لو جلد خبر اوس کی مسیحاے مدینہ
جبریل امین کہتے تھے ہر دم شب معراج
طوبی سے نہ مطلب غرض ظن ہمارے
آنکھوں میں حرام ہو گیا اوس کے لئے سونا
گرتا نہیں مستانہ صہبائے شریعت

زندہ کبھی رہتا نہ طلبگار تمہارا
مہمان کوئی دم کا ہے بیمار تمہارا
سے شوق سے اللہ طلبگار تمہارا
کافی ہے مجھے سایہ دیوار تمہارا
دم بھرتا ہے جو طالب دیدار تمہارا
بیہوش نہ ہو گا کبھی ہوشیار تمہارا

<p>کیونکر بنو وہ اپنے نصیب کا سکندر جنت میں بھی جاؤنگا تو یکہونگا تمہیں کو اے شافعِ محشر نظرِ لطیف اوہر بھی افند کی رحمت کو تو سبقت ہر غضب پر</p>	<p>مل جائے وسیلہ جسے سرکار تمہارا حوروں میں نہ اوٹھے گا گرفتار تمہارا منہ تکنتے ہیں زور و کے گنہگار تمہارا انکار یہ غالب ہوا اقرار تمہارا</p>
<p>طوفان کو کسی طرح مدینہ میں بلالو بلبل سے نہ خالی رہے گلزار تمہارا</p>	
<p>یقیناً اوسنے اپنے طالع بیدار کو دیکھا طے خرقہ نہ کیونکر دو رہیں چشمِ اویسی ہتی شہادت کی تمنا میں غلامانِ محمد نے سرِ محشر خوشی سے سرخرو ناداری نکلے حفاظت کی خدانے آپکی مکر ایچے جانے سے نیا یا حضرت جبریل نے بھی ہاشمی گل سا نگاہِ مغفرت نے پہلے ہی میدانِ محشر میں سب کیا ہے سچائے مدینہ آپ کے ابتک ہمارے سامنے یوں زہد پر نازاں ہنوز اہد بھلا کیا اوسکو ہو نخل ہما کی آرزو جس نے</p>	<p>کہ جس نے خواب گاہ سید ابراہار کو دیکھا کسی نے بھی نہ ایسا احمد مختار کو دیکھا برنگِ حور ہر اک جنگ میں تلوار کو دیکھا فقیروں نے بنی کے زور و زور کو دیکھا کسی نے بھی نہ پھر کوہِ سرا کے غار کو دیکھا بہت پھر پھر کے جنت میں گل گلزار کو دیکھا کردروں عاصیوں میں طلبِ بیدار کو دیکھا سر بستر تڑپتا ہی دل بیمار کو دیکھا شفیع المذنبین کے بھی کبھی دربار کو دیکھا محمد مصطفیٰ کے سایہ دیوار کو دیکھا</p>
<p>خدا کی یادیں کیوں ترکے رشتہ رکھا طوفان تیری تسبیح میں بھی رشتہ زنا رکھو دیکھا</p>	
<p>جلوہ ہے دو جہاں میں سلج المنیہ کا شعلہ بلند ہے کرۂ نار کی طرف سونا حرام ہو گیا نخل یہ آپ کو</p>	<p>روشن اسی چراغ سے ہے گھر فقیر کا کیونکر نہ آگ میں ہو نہ کاندہ شریہ کا کمنوا ب ہی سے بڑھ گیا رتبہ حصیر کا</p>

<p>مشرق میں گرکاروں تو مغرب سے لے خبر کیوں مہروماہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں صبح و شام محفل میں سکی ذکر حبیب خدا نہو جسکی زبان کو بھوک کی لذت نہ نصیب کس شان کی تھی حمیدِ رکار کی ناز یا و خدا میں ملتی ہے لذت درود سے مداح مصطفیٰ کا ٹھکانہ نہ پوچھئے</p>	<p>ہے غوثِ پاک نام مرے دستگیر کا ملتا نہیں پتہ کہیں روشن ضمیر کا اللہ در دکھائے نہ ایسے امیر کا پائے نہ وہ مزا کبھی نانِ شیر کا کہنکار رہا نہ شیر کے پیلو میں تر کا در اصل لطف خاص شکر سے شیر کا طیبہ کی وادیوں میں نیک فقیر کا</p>
--	---

طوفان کے دلیں نعت محمد کا ذوق

مداح خاص ہے وہ خدا کے وزیر کا

<p>ذکر میلاد البنی زبیرِ دہن ہوتا رہا دو لہنوں کے تھا مقدر میں پسینہ آگیا اللہ اللہ وہ جوان ہاشمی کی سادگی قبر میں بھی چشم تر نے آبرورکھ لی مری گنبد خضرانے دکھلایا جو اپنا سبز رنگ جذبِ کامل ہے تو دوری مانعِ الفت نہیں رہ گئے اپنا سامنے لیکر عرب کے بت تراش بالیقین ہو گا وہی اسلام کا سینہ سپر دل میں دم کے ساتھ رہتا ہی مدینہ کا خیال دیکھنے پایا نہ جی بھر کے دیارِ مصطفیٰ</p>	<p>مجھ پر روانہ چراغِ انجمن ہوتا رہا جسکی خوشبو سے معطر تن بدن ہوتا رہا جسپہ قربان سرکشہ نکا بانگین ہوتا رہا آنسوؤں سے تر ہر اک لہزن ہوتا رہا روکشِ جنت مدینہ کا چمن ہوتا رہا دل جلے کو ہی عنایتِ پرین ہوتا رہا منچلوں میں ذکرِ زورِ بت شکن ہوتا رہا جو خدا سے چار یار و پنجتن ہوتا رہا شہرِ طیبہ ہی مرا اصلی وطن ہوتا رہا دشمنِ جان چشم کا دیوا زین ہوتا رہا</p>
--	---

مصلوئی کے ہو گئے لب بند سکر نعتِ پاک

کہ قدرِ طوفان مرا شیرین سخن ہوتا رہا

مغز و رقبیلوں کے ایمان میں جی آیا
جنت کی سند لیکر یہ پاک نبی آیا
پیغمبرِ برحق جب عالیٰ نسب ہی آیا
سادات کے زمرے میں نکلیں عجیبی آیا
دربار رسالت میں جدمِ حلبی آیا
مکتب میں محمد کے جو شخص غیبی آیا
ہاشم کے گھرانے میں کیا بواِ عجیبی آیا
باتوں سے محمد کی علمِ عربی آیا

پڑھتا ہوا قرآن جب امی لقبی آیا
خود مہرِ نبوت ہی کہتے تھے یہ امت سے
قدموں پہ لگے گزے سب پاکِ حلال
سلمان کے ایمان کی مٹی قدرِ محمد کو
دل ہو گیا آئینہ دیدارِ محمد سے
وہ ذہن رسا یا قرآن کا ہوا حافظ
کلمہ جو پڑھے کنکرِ بوجہل یہ کتا تھا
امی کی فصاحت پر وہی جانِ فیضوں

آوارہ و سرگردان پھرتا ہی رہا طوفان
مکبختِ مدینہ کو جب اکرنہ کبھی آیا

ٹھمری نما

مورے رہبر یا مورے فیضِ پیا رکھ لاج تو ہمیری صابریا
تورے یاد میں جھپکی آنکھِ موری سپنے میں تو آجا سانوریا
جیہا تربت ہے پیارا تنِ تو ری پیت کی ہے سین میں لگن
سے ہوک اٹھت کوئل جو کبھی کو کو کی بجاوت بانسریا
پٹ رازِ خفی کے کہول دیو منصور انا الحق بول دیو
مدہو امین نمک سب گھول دیو کیوں ٹوٹ گیا کاسہ بھریا
ملکر نہ پیا اجمیر گیو کیوں ہم سے سدا مکھ پھیرو گیو
سدہ بدہ نہیں تن کی مورے سخن تورے دن ہی میں ہو گئی بانوریا
منصور کا گھر درپاٹ دیو تن من سدہ بدہ سب چھانٹ دیو

سولی پہ چڑھا سر کاٹ دیواک آن میں بانکا تروریا
 ہر رنگ میں ہم بے رنگ رہے ہم آپ ہی اپنے سنگ ہے
 آئینہ صفت ہم ونگ رہے کس رنگ میں رنگی گودریا
 میں تو کا وہ سب جنجال مٹا کہنے کا وہ قیل و قال مٹا
 ہے حال ہی سب حال مٹا قطرہ کو ملا طوفان دریا

سلام

کس نگاہ یا س سے تکتے تھے منہ ہمیشہ کا
 تیر ہدم تھا گلو ی اصغر بے شیر کا
 طوق گردن میں سرا تھا ہاتھ بہر خیر کا
 تھا جو آئینہ رسول اللہ کی تصویر کا
 خوب موقع ہاتھ آیا منصب جاگیر کا
 ہے یہی باقی نشان اسلام کی توقیر کا
 بن گیا ماہ محرم بھی مہینا تیر کا
 خیمہ اطہر میں غل تھا نعرہ تکبیر کا
 تھا بے ترن پہ رخ ہر خنجر و شمشیر کا
 ساقی کوثر سے میں لونگا پیالہ شیر کا

کر بلا میں لٹ گیا جب قافلہ شبیر کا
 حرم ملا معصوم کے نزدیک کیا آتا مگر
 پاؤں پیلا کر نہ لیٹے قیب میں عابد کبھی
 ہائے وہ بھی ہو گیا سنگ ستم سے چور چور
 شاہ کو تنہا دیکھیں دیکھ کر کہتا تھا شہر
 ذکر شاہ کر بلا ہے باغ ایمان کی بہار
 کر بلا میں گھر گئے تیروں کی بارش میں سین
 زیر خنجر بھی نہ بہولا ذکر حق شبیر نے
 مال و زر کے دہن میں سب قاتل بخدا آگے
 درہم داغ غم شبیر دیکھو حشر میں

پنجتن کے نام کا طوفان و طیفیڑہ ملا
 اس بہتر ہو نہیں سکتا عمل تسخیر کا



درلین (ب)

نامہ درود کا دیں گے میرے سرکار جواب
آج طیبہ سے یہی آیا ہے بیمار جواب
میرے نامہ کا جو دیں احمد مختار جواب
میں جو اکبار لکھوں دیتے ہیں ہوا جواب
کیا نکیرین کو دے گا یہ گنہگار جواب
کیا پیار اسے محمد کا یہ دلدار جواب
پر نہ پایا کہیں تیرا گل رخسار جواب
دیتے ہیں تارِ نفس پہ میرے سرکار جواب
اس خطا کا کوئی رکھتا ہے خطا دار جواب

دیکھ آتا ہے ابھی دیدہ بیدار جواب
ایک دن شربت دیدار پلانگے تجھے
جبکہ کے تسلیم بجالانا ادب کے قاصد
نچھ گنہگار یہ کیا رحم و کرم ہے اونکا
قبر میں آپ جو تشریف نہ لائینگے حضور
ہاں شفاعت میری مخصوص ہے مجرم کیلئے
باغ عالم میں تو دیکھیں ہزاروں گلشن
درو دل کا میرے کٹھکا جو وہ پا جائیں
کس لئے اصغر بے شیر کو مارا تو نے

لاکھ درائے عدن جوش میں آٹھ طوفان
میرے آنسو کا انوکھا دُشمن ہوا جواب

کبتک رہیگا ہجر کا آزار یا نصیب
پھرتے ہیں منہ پھر اے خود یا نصیب
گذریں اوہر سے احمد مختار یا نصیب
مجرم کو بھول جائیں نہ سرکار یا نصیب
ہو جائے قبر میں کہیں دیدار یا نصیب
ہے آج بند روزن دیوار یا نصیب
کبتک نہ جائیگا یہ گنہگار یا نصیب

ہم سے جدا ہیں احمد مختار یا نصیب
دوکان معصیت پہ تو آتا نہیں کوئی
زہا و بھی تو شانِ شفاعت کو دیکھ لیں
رحمت اوہر نہ آئے تو کچھ اس کا غم نہیں
میں جیتے جی تو دید سے محروم ہی رہا
کبتک کھلی رہیگی تو اسے چشمِ انتظار
نیکیوں کا قافلہ تو مدینہ کو جا چکا

دیکھوں دیارِ پاک میں کب ہو میرا قیام کسطح ووں میں پرستشِ اعمال کا جواب شہرِ رسولِ پاک میں ہمد ہم پہونچے	کبتک پھروں میں صورت پر کا یا نصیب کھل جائیگا بھرم سرور بار یا نصیب بے زرتور ہلکے زردار یا نصیب
---	--

طوفان وہ جانتے نہیں الفتِ رسول کی
رونے پہ میرے ہنستے ہیں اغیار یا نصیب

تجھ کو جو عشقِ گل کا ہے آزار عندلیب کس گل کے رنگ بونے تجھے مست کر دیا حوریں انہیں کا ہار بنائیں گے ایک دن نسبت نہ اپنے پہول کو دے میرا پہول ظاہر ہے تیرے عشق سے سنتِ رسول کی فرمائیں گے قبول حبیبِ خدا ضرور قمری کے ساتھ تو بھی چمن میں درود پڑھ تربت پہ جا کے پہولوں کی چادر چڑھاؤ کوئل رلاتی ہے مجھے ہجرِ رسول میں جل میرے ساتھ تو بھی دیارِ حبیب میں	میں ہجرِ مصطفیٰ سے ہوں ہمارا عندلیب کیوں بند ہو گئی تیری منقار عندلیب آنسو نہیں یہ ہیں در شہوار عندلیب وہ دل فریب ہے تو یہ دلدار عندلیب گل ہے پسند خاطر سرکار عندلیب دے نذر پہول ہی سرور دار عندلیب آئیں ادھر جو احمد مختار عندلیب بر باد ہو نہ پھر تیرا گلزار عندلیب دل پھونک دیتی ہے تیری چکار عندلیب کیوں گل کی ہو گئی تو گرفتار عندلیب
--	---

طوفان مجھے نہیں کسی زاغِ زغن سے کام
ہجرِ نبی میں ہے میری عنجوار عندلیب

شیخِ الحرم کے خواب میں فرمائیے حبیب میں گھر گیا کہوں رنجِ دالم میں بری طرح بطحا کی وادیوں میں تمہیں ٹھونڈتا نہیں میں ہوں گناہگار حبیبِ خدا ہو تم	مجھ کو دیارِ پاک میں بلوائیے حبیب صورتِ نجات کی کوئی بتلایے حبیب مجھ کو کسی لباس میں ملجائیے حبیب کچھ میرے حق میں آپ ہی فرمائیے حبیب
---	---

موتی ہے دلہ سخت مصیبت فراق کی
آنکھوں کا نور آئینہ خانہ ہے آکا
رہتی ہیں میرے دلیں ہزاروں ہی صورتیں
ہم عاصیوں سے حشر میں نیکوں کو عار ہے
ہاں آپ کو تو ہر نبوت ہی ملگئی
جبریل کہتے تھے شب اسرا میں بادب

شیدا یوں لکوا اپنے نہ تر پایے حبیب
جب جاہیں آپ میں خطے آئے حبیب
کعبہ سے ان بتوں کو نکلو آئے حبیب
شانِ سفارشی اونہیں دکھلائے حبیب
فردوس کی سند ہمیں دلو آئے حبیب
رخ سے ذرا نقاب تو سر کا ئے حبیب

طوفان ترستا رہتا ہے دیدار کیلئے
یوں درو مند کو تو نہ تر پایے حبیب

دلِ لپ (پ)

خواب میں سید کو نین ذرا آئے آپ
یا بنی حلد میں جانے نہیں دیتا رضوان
دل بھی گھر آگیا آنکھوں میں بھی ہر ایک اور
ہجر میں دیدہ نادیدہ کھلا رہتا ہے
حق نے فرمایا دم نزع کہ اوسمیر حبیب
پردہ غیب سے معراج میں آتی تھی ندا
رحمت عام ہے اللہ کی اسے حضرت دل
ضعف کہتا ہے کہ کس طرح مدینہ جائیں
حشر کا روز ہے جی بھر کے تو دیکھو حضرت

کچھ تو مجھ کو لب جانِ شمس سے فرمایا آپ
قفل باب در فردوس تو کھلوائے آپ
آپ کے ہم ہیں تو آنے میں شرمیے آپ
شکل اس دیدہ بیدار کو دکھلائے آپ
آئے امت عامی کا نہ غم کھائے آپ
مع نعلین مبارک کے چلے آئے آپ
خوف عصیان سے ایسا کبھی گھبرائے آپ
شوق کہتا ہے کہ مر مر کے چلے جائے آپ
رخ سے اب برویا کی کو تو سر کا ئے آپ

آپ کی نصیحت بہاری لگنا ہوں کے پہاڑ میرے اعمال کو میزان میں تھلوائیے آپ

مرض ہجر کا ہے حضرت طوفان یہ علاج
کسی صورت سے مدینہ کی ہوا کھائیے آپ

خواب سے کب یا بنی بیدار ہو جائینگے آپ
اوس لب جان بخش کی بخش کو تکستی ہی نظر
رحمت اللعالمین کہتا ہے رب قرآن میں
آپ کیا آئیں پر آتا ہے خیال اک آپ کا
آپ سے اپنی خطائیں ہم چھپا سکتے نہیں
آپ کی شان شفاعت کا تقاضا ہے ہی
آپ کی دریا دلی سے منفعل ہوں تشنہ لب
لاکھ ہو باز رخسریں کر دروں کا ہجوم

طالب دیدار کو کتب شکل دکھلائینگے آپ
کچھ تو الفاظ تسلی بخش فرمائینگے آپ
اس لئے سارے گنہگاروں کو بخشائینگے آپ
کیا اسی صورت سے دل کو میری بھلائی لینگے آپ
براہی کا خوف ہی سن سن کے شرمائینگے آپ
پیش رب ہلو بھی اپنے ساتھ لیجائینگے آپ
آپ کو ترسے گنہگاروں کو نہلائیے آپ
شریت دیدار کے طالب کتب ترسائیے آپ

ایک دن شوق زیارت خود تمہیں لیجائیگا
حضرت طوفان مدینہ کی ہوا کھائیے آپ

فرقت میں یا بنی دل بیمار کی تڑپ
امت کا غم پھر اوس پہ وہ شدت بخار کی
حضرت کو دیکھنے کی مدینہ میں مہوم تھی
آتی ہے مغفرت بھی تڑپ کر خوشی کے شہا
چھپتا نہیں کبھی دل صابر کا اضطراب
صبر و سکون زہر ہے بزم سماع میں
جن کو مذاق عشق محمد نصیب ہے
بستر پہ لوٹتا ہے فراق رسول میں

جیسے نفس میں مرغ گرفتار کی تڑپ
رحمت بنی تھی احمد مختار کی تڑپ
تھی خوش نصیب یا دروا نصار کی تڑپ
کچھ کم نہیں ہے قلب گنہگار کی تڑپ
امواج میں ہے قلزم زخار کی تڑپ
محفل کو گرم کرتی ہے دوطار کی تڑپ
تڑپا نیکی او نہیں میرے اشعار کی تڑپ
کیا بچتے ہو طالب دیدار کی تڑپ

بازارِ شرم میں دہ شفاعت کی دہجوم دہا
شمسِ افحی کے ہاتھ میں مثلِ لال تھی
بروے میں اور وہ رحمتِ غفار کی تڑپ
بجلی تھی جنگِ بدر میں تلوار کی تڑپ

رسوا کر لگی اور وہ بازارِ شرم میں
طوفان کی مصیبت کو خریدار کی تڑپ

دلیف (ت)

یا نبی دلپہ ہوئے ہجر میں بہاری نرات
ندیاں رہتی ہیں انگہوں سے تو جاری نرات
جانے آئی رہی گو بادِ بہاری نرات
تاک میں رہتا ہے یہ میر شکاری نرات
کیون نہ ہر وقت کروں گریہ و زاری نرات
آئے گو حضرتِ عیسیٰ کی سواری نرات
چلتی ہے دلپہ مرے غم کی کٹاری نرات

یا د آتی ہے مجھے شکلِ تمہاری دزات
تن لا غم میرا رونے سے نہ پہچانے حضور
گل گلزارِ مدینہ کی نہ لائی خوشبو
ہائے کیوں دروِ جگر ساتھ لگا رہتا ہے
خواب میں بھی نہیں آتے نہ بلا تے بھگو
یا نبی آپ بیمار نہ ہو گا اچھا
کر بلا میں ہوئے یہ حرم جو سادات شہید

دیکھنے کو تنِ خالی ہے دکن میں طوفان
جان رہتی ہے مدینہ میں ہماری دزات

ایسی دیکھی نہ جہاں میں کوئی پیاری الفت
آپ کی شکل پہ مائل ہوئی ساری الفت
اصل میں ہے سببِ گریہ و زاری الفت
ماری رہتی ہے دلپہ میری کٹاری الفت

یا نبی بیٹھ گئی دل میں تمہاری الفت
روزِ میناق سے ہیں آپ ہی الفت کے دہنی
یہ تو دل کی نہ خطا ہے نہ تو آنکھوں کا قصور
ہجر میں جہاں کہاں آپ کے بیماروں کو

<p>جبکہ ہم اون کیلئے شام سحر رہتے ہیں سات پردوں میں چھپا یا بھی مگر جیت سکی</p>	<p>کیوں نہ ہو خواجہ عالم کو ہماری الفت اشک بن بن کے سولی آنکھوں باری الفت</p>
<p>جرم طوفان کے جو میزان عدل میں تلے وہ سبک ہو گئے اور ہو گئی بہاری الفت</p>	
<p>ذہن نقاش ازل میں جو سمائی صورت تین سو ساٹھ صنم بائے مبارک یہ گرے شیفتہ ہو گیا خود کہنیکے نقاش ازل اللہ اند میرے سر کار کی کیا صورت ہے آب کرتے تھے لڑکپن سے خدا کی باتیں ہننے حضرت کو تو آنکھوں سے نہ دیکھا لیکن</p>	<p>اپنے ہاتھوں سے محمد کی بنائی صورت جبکہ کعبہ میں محمد نے دکھائی صورت یا نبی آپ نے حسن کی بانی صورت پہلے قرآن سے مکے میں یہ آئی صورت دیکھتی رہ گئی پھر ساری خدائی صورت حلیہ پڑہ پڑہ کے تصور میں جانی صورت</p>
<p>آئینہ خانہ عالم میں جو دیکھا طوفان مجھ کو اللہ کے محبوب کی بھائی صورت</p>	
<p>نگاہ شوق سے کیوں نہ دیکھوں ماہ کی صورت ہوا ٹکڑے قمر جو سوت انگشت مبارک سے تمنا ہے کہ شہد رسول اللہ کو دیکھوں مقدّر عاصیوں کے حق میں دیدار محمد ہے قد بے سایہ احمد ہے مملو پاک سیرت سے جو مومن ہے اوی کو مکر سے ہر وقت نفرت ہے چمن میں خوبی گل رنگ خوشبو سے ہویدا ہے کہیں کیا ہم سلف کے روزہ داروں کی اولیٰ العزمی وہ سیرت میرے مگر عثمان علی خان کی</p>	<p>کہ اس نے بھی تو دیکھی ہے رسول اللہ کی صورت نکل آئی ذری سی خرقہ کمرہ کی صورت خدا دکھلاؤ ایسے بندہ درگاہ کی صورت فقیروں کی نظر میں کہیں گئی ہے شاہ کی صورت اسی پردے سے روشن ہو گئی اللہ کی صورت سمائے شیر کی آنکھوں میں کیا روباہ کی صورت ہزاروں میں نہیں جیتی کبھی دیباہ کی صورت ہزاروں پر بھی وہ قابض ہو تھے گا کی صورت اس آئینہ میں دیکھی شاہ آصف جاہ کی صورت</p>

تمیز علم ہے طوفان قربان بے تمیزی پر
نیکو ہی بد تمیزوں نے رجال اللہ کی صورت

حسب الاشیاء من غیر نظام کلام الملوک ملک الکلام سلطان العلوم کو تاج شامان
زین مزینہ آخبر صبح دکن

غزل مدحیہ نوشتہ شد

سراپا ہادی و شان محفورا است
قصور من در ایندم بقصور است
در آغوشش عروج نو ظهور است
شراب یاد حق ہر دم ظهور است
تہ دامن برنگ شمع طور است
کہ خفیم مثل طاؤس طہور است

تو اے شاہ دکن شیدائے نور است
غزل پر کیف دیدہ مست گشتم
ہلال شہر حجب را چو دیدم
ز لطیف ساقی کوثر بنوشتم
لباس سادہ بر جسم تو اے شاہ
بدام عقل مثل اللہ بینم

بخواں اناقت مخناز و دطوفان
کہ جوش بحر رحمت در دنفور است

دریغ (ٹ)

پوری کر دیجئے اس طالب دیدار کی ہرٹ
دراحمد کا کسی روز تو پہلچائیگا پٹ

بانی برویمانی کا اولٹ کر گونگٹ
جھکو دربانانہ اوٹھالیوں ہی پڑا رہئے

شبِ موعج میں ہوتے تھے خدا خلد پہول
غازیوں نے کبھی میدان میں نہ بہت باری
بھول کر بھی نہ وہ فروں کے در کو دیکھے
تیرے ستوں میں نہیں الفتِ اسلام کا کیف
بحرِ رحمت کا آہی تو بلا دے یا آبی
ذکرِ حسنِ منکلیں کا تو نہ کر یا و صبا
غلِ حجاز کہ جگا خواب ہے اس دشمنِ دین
تیری صبیائے محبت کا سیا ساہول میں

لے لیس حور و رخ بھی لعلوں کی ملائیں چٹ چٹ
وہ پہاڑوں پہ بھی دوڑاتے تھے گھوڑے سر پٹ
جسکو ملجائے اس امی لقیبی کی جو کھٹ
ساقیا بادہ ایمان کا عطا کر تلخ پٹ
چاہِ زمزم پہ تو بیدیں کا جا ہے جگمگ پٹ
گلِ دبلبل کی نہ ہو جا چین میں کھٹ پٹ
دیکھ بدلے نہ کہیں شیرِ حجازی کو کھٹ
دے وہ خم ساقی کوثر کہ اوڑاؤں غٹ غٹ

ضعف پیری مجھے ملے نہیں تیا طوفان
شوق کہتا ہے چلے جاؤ مدینہ جہٹ پٹ

اے مدثر کے دہنی شکل دکھاو جہٹ پٹ
میں سکندر نہیں تو خضر نہیں اے سقا
لاحقِ حال ہے ضعفِ بصری سرِ فروں
میرے سر پہ بھی تو احسان رہے دربانِ تیرا
آج ہم کو وہ مغفرت پہ تو پہونچے لیکن
اے سچا تیرے حسنِ منکلیں کا صدقہ
دل میں ہے ساقی کوثر مئی الفتِ تیری
قاہدا جا کے مدینہ سے تو آیا لیکن
غشِ غش آئے ہیں بیمارِ محبت کو ترے
ساربانِ ضعف تو اوٹھنے نہیں دیتا لیکن
حشر میں رحمتِ باری نے منادی کر دی

رخ پر نور سے گھونگٹ کو اوٹھاو جہٹ پٹ
آبِ شیریں مجھے طیبہ کا پلاوے جہٹ پٹ
خاکِ طیبہ میری آنکھوں میں لگاوے جہٹ پٹ
در پر نور کی زنجیر پلاوے جہٹ پٹ
رہنما روضہ پر نور بتا دے جہٹ پٹ
خواب میں شربتِ مدار پلاوے جہٹ پٹ
خاک میں شیشہ و ساعر کو پلاوے جہٹ پٹ
حالِ دربارِ محمد کا سناوے جہٹ پٹ
خلخو زلفِ معنہ کا سنگا دے جہٹ پٹ
جھکدو ہلیر مبارک پہ پٹھاوے جہٹ پٹ
کوئی مجرم کو ہمارے نہ سزاوے جہٹ پٹ

یا الہی یہی طوفان کی دعا ہے ہر دم
اپنے بکڑے ہو بند و نکو بنا دے جہٹ پٹ

دریغ (ث)

کیوں نہ بن سن کر کہ نہیں پئی انہوں پر حدیث
درحقیقت لعل و گوہر سے بھی ہڑ بکھر حدیث
ہر گلستانِ جہان میں چشمہ کوثر حدیث
ڈھونڈ کر برسوں میں لگا ہوں جو چل کر حدیث
مرشدِ کامل سے بڑ بکھر ہے میری رہبر حدیث
سے کلام اللہ کی تفسیر گویا ہر حدیث
پانی پانی دل ہوا جانا ہے سن سکر حدیث
خوب ہے عصیاں کے چالوں کیلئے نشر حدیث

جب زبان پاک سے فرمائیں بغیر حدیث
یہ وہ دولت ہے کہ جس کی ہونہیں سکتا زوال
اسکے پیار سے ہیں جو عاشق ہیں رسول اللہ کے
ہر مسلمان پر رہیگا اونکا احسان صبح و شام
واجب التعمیم ارشاد رسول اللہ ہے
غسل کر کے چاہیے پڑھنا حدیث پاک کو
اللہ اللہ کیا کلام مضبوط ہے پراثر
زندگی میں جلد کر اپنے گناہوں کا علاج

اسلئے رونا نہیں آتا ہے طوفان و بدم
رات بھر سوتے رہے پڑتے رہی دل بھر حدیث

جانِ حسنین جگر بند ہیر یا غوث
مشکلیں سب میری آسان ہیں برابر یا غوث
دشمن جان ہوں اگر خوش برادر یا غوث
بنگیا قطرہ ناچیز بھی گوہر یا غوث
مثل گل ہوتا ہے دل میرا صطر یا غوث

الہ و اے شہِ بغداد و لادریا غوث
بہرِ خاتونِ قیامت و بحقِ حیدر
آپ ہیں میری مدد پر تو مجھے کیا پروا
نہو اچور بھی فیضانِ کرم سے محروم
آپ کے روضہ سے خوشبو جو صبا لاتی ہے

زندگی سایہ طوبی میں بسر ہو میری جد والا کے اشارہ سے ہوئی رجعت شمس محفل و عظام میں کس شوق سے آتے ہو گئے	آپ ہنر نشان ہو سیر سر پر یا غوث بہیرہ دو میرا بھی خورشید مقدریا غوث حضرت خضر کے ہیں آپ ہی رہبر یا غوث
دوب جائے نہ کہیں صدمہ طوفان سے جہاز جوش پر ہے میرے عصیان کا سمندر یا غوث	
لو خبر فخر رسولان الغیث یا رسول اللہ او ہر بھی دیکھنا آپ کا بیمار الفت یا حبیب معصیت بچد سے عاصی آپ کے آؤں کیونکر آپ کے دربار میں آپ کے در کی زیارت کے لئے وہ بھی دن آئے مدینہ جائیں ہم آپ کی زلفوں کے دُہن میں یا نبی	جا رہی ہے جسم سے جان الغیث جان کر ہونا نہ انجان الغیث اب کوئی دم کا ہے مہمان الغیث ہو گئے اتبولشیمان الغیث روکتا ہے مجھ کو دربان الغیث ٹھوکریں کھاتے ہیں سلطان الغیث دیدہ گریبان سینہ بریان الغیث دل رہے بکسک پریشان الغیث
میرے رونے سے ہوئی جل تھل زمین اب بپا ہوتا ہے طوفان الغیث	

دلِیف (ج)

طے ہو گیا دیدار کا سودا شبِ معراج
تھی مرکز پر کار کی نقطہ شبِ معراج

میں تو کارہا کوئی نہ جہگڑا شبِ معراج
اک پل کے مقابل میں ہیں سو سال ہمارے

<p>اللہ کے محبوب نے کیا خوب تماشہ محبوب کا جانا ہوا بخشش کا بھٹا کس شان سے وہ فرش نشین عرش پہ پہنچا خوسبو کی طرح اود گیا جسم گل احمد اللہ سے پرواز براق نبوی کی اے صہل علی شان رسول عربی کی خردوس میں بھی روح بلا لی نظر آئی یکتا کنی کے حجرے میں کھانِ مصلوحی</p>	<p>دیکھا جو نہ موسیٰ نے وہ دیکھا شبِ معراج تھا اوج پہ امت کا ستارہ شبِ معراج تھا نورِ مجسم وہ سراپا شبِ معراج تکتا ہی رہا بلبلِ سدرہ شبِ معراج بجلی کو بھی جس سے ہوا سکتا شبِ معراج خالق کا سلام آپ کو آیا شبِ معراج کیا مرتبہ خادم نے بھی پایا شبِ معراج تھا چار طرف ایک ہی جلوہ شبِ معراج</p>
--	---

طوفان شفاعت کی ہوا خوب چلی تھی

تھا جوشِ پرِ رحمت کا جو دریا شبِ معراج

<p>اب تو اچھا ہوا تیرا دل بیمار مزاج اون کا ایسا تو نہیں ہے کبھی زہاں مزاج پوچھتے ہیں میرے آقا بہر دربار مزاج کیا انہماکوں نے پایا ہے خوش طوار مزاج ہے لڑکپن سے محمد کا ملنسار مزاج پوچھتے رہتے ہیں ہر دم میرے کارِ مزاج</p>	<p>پوچھتے ہیں لبِ جانِ بخش سے کارِ مزاج کیا نہ دیں گے مرے نامہ کجوائے صفا عزت افزائی غلاموں کی ہے منظورِ نظر ناز برداریاں کرتے ہیں رسولِ عربی ایک ہی بات میں روٹھو گونایتے ہیں اللہ اللہ یہ مدینہ سے خبر آئی ہے</p>
--	---

کیوں نہ طوفانِ کور ہے ہجرِ یمینِ طلال

عشق سے دل جو ہے محروم تو ہے کارِ مزاج

<p>جو رہے ہر وقت مضطرب ایسے لڑکے کا علاج ہے طبیب میں آپ کے آزارِ عھیا کی دوا کوئی کر سکتا نہیں حضرت علاجِ دردِ دل</p>	<p>ہو گیا ہے آپ کا بیمار الفت لا علاج اے سیمائے بدینہ کیجئے میرا علاج اے طبیبِ مہرباں ہے آپ کا اچھا علاج</p>
---	--

عاشقِ نادیدہ کا ہو جاوے در پر وہ علاج
سوزِ نہماں کو نہ لکے کچھ نہیں رسوا علاج
آپ ہی کرتے ہیں بدر پر ہر کاعہ علاج
اس سے بڑھ کر مہ نہیں سکتا ہی انکھ کا علاج
ہے مریضِ عشق احمد کیلئے رونا علاج

خواب ہی میں شربت دیدار ہو جاوے عطا
دل ہی دلیں گے رہے تھے ہم تو الفت کے مزے
نامِ سنکر ہی درِ عالی پہ آیا ہوں حضور
اے صبا خاکِ مدینہ جلد لا کر دے مجھے
اے طبیبِ میری بالین سے نکل جاؤ ابھی

رات دن طوفان در و دریاک پڑنا چاہیے
دل کے دھڑکے کیلئے عمدہ یہی پایا علاج

دریغ (بج)

پڑتا رہوں میں نعمتِ ہر اک بخش کے بیچ
مسکنِ اویس کا تھا اگر جہِ قرین کے بیچ
رکھنا نہ کوئی پہول ہمارے کفن کے بیچ
جب تک یہ ماہِ وقہر میں چرخِ کون کے بیچ
ہر شاخِ جہو متی ہے شجرِ رحمت کے بیچ
ناقدِ زبان ہے مشکِ گوہرِ کون کے بیچ
عقلِ سلیم ہے سیرِ دیوانے تیر کے بیچ
گلشنِ کی قدر کیا دلِ ناز و غن کے بیچ
اک تازہ مازہ جلوہ دہرِ سخن کے بیچ
نعمتِ کوئی ضرور ہے رنجِ دہش کے بیچ

یارِ ب مری زبان ہے جب تک دہش کے بیچ
جاتی تھی جانِ ادن کی مدینہ کو ہر گھڑی
دل میں ہے الفتِ چمنستانِ مصطفیٰ
ہو گا چراغِ دینِ محمد کبھی نہ گل
بلبلِ خوشی سے پہول کے پڑتی ہے جورو
نعمتِ محمدی سے ہے خوشبوِ کلام میں
رہتا ہوں جن میں ہیں بھی روضہ کے آس پاس
کیونکر ہوں غیر محفلِ میلاد میں شریک
لفظوں کے گہو ٹکٹوں میں ہے نورِ محمدی
رونے میں مل ہی جاتا ہے آخر کوئی حرا

طوفان یہی دعا مری حق سے صحیح و ناک
ہو خاتمہ محبت شاہِ زمن کے بیچ

حشر میں ہو گا مرے اند کا دیدار سچ
شریت دیدار کا جب تک نہ سا غر عطا
بہر اِ بلاغ رسالت وادیوں میں بھی چلے
خواب کو آنے نہیں دیتی نگاہ انتظار
چند نیکو سے بھلا کیا مغفرت کی دہم
رات دن رہتی تھی حضرت کی تیمیوں پر نظر
مصطفیٰ کا کیا گھرانہ تھا کہ مٹنے پر بھی سب
اسمِ اعظم کی طرح کیونکر نہادون کا کلام
عاشقِ رُوح سے محمد کی لمبی پہچان ہے
کیوں نہ برائے شر عثمان کی مژدہ مانگی مراد

اور شفاعت بھی کرینگے احمد مختار سچ
ہو نہ عیسیٰ سے بھی اچھا آپ کا ہمار سچ
ہر قدم پر تھے قدمبوسی کو حاضری سچ
اسلئے ہے عاشقوں کا دیدہ بیدار سچ
حشر میں ہے عاصیوں کی گرمی بازار سچ
بیکسوں کے ہیں وسیلہ ستیادار سچ
ہو گیا وہ جنت الفردوس کا گلزار سچ
محتر زرتے ہیں جہوٹی بات دیندار سچ
جس کی ہو بہر بات سچ گفتار سچ رفتار سچ
شیدتہ نور خدا کے ہیں مرے سر کار سچ

جسکو ہے طوفانِ آداب شریعت کا لحاظ
وہ حبیبِ پاک ہے لائقِ دربار سچ

دلِ لیلیٰ (ح)

حضرت مجھے مدینہ بلاتے کسی طرح
ہوتا یقین کہ خواب میں آینگے وہ
ہوش و حواس ہیں میری کس کام کے حضور
ذراہ کو آفتاب بتاتے کسی طرح
آنکھوں کا ہم بھی فرس بجاتے کسی طرح
دیوانہ اپنا جھکوبناٹے کسی طرح

گر انفعال جرم سے روتے گناہگار
ہوتا جو کوئی مانع ویدار مصطفیٰ
آتی شمیم زلف محمد جو اس طرف
محشر میں اونکے سامنے جانا ہی شرط تھا
رو رو کے عرض کرتے جو ہم حال رسول

سینہ سے اپنے وہ بھی لگاتے کسی طرح
محشر میں ہم بھی دھوم مچاتے کسی طرح
جامہ میں اپنے ہم نہ ساتے کسی طرح
کملی میں اپنی مجھ کو چھپاتے کسی طرح
آنکھوں سے اشک وہ بھی بہا کسی طرح

طوفان یہ آرزو ہے مدینہ میں جاؤں
حضرت کو نفٹ پڑھ کے سناتے کسی طرح

دکھلا دے مجھ کو داؤد محشر کسی طرح
یار ب یہی ہے دل کی تمنا یہی مراد
دور پر اسی امید پہ آیا ہوں یا نبی
کرتا ہوں سیدوں کی خوشامد اسی لئے
یجا بہا کے مجھ کو تو اے چشم اشکبار
یار ب ہو پھر اندھیرے میں ایمان جلوہ گر
بتل میری طرف سے مزار رسول پر
یار ب یہ ہے خیال وہ آجائیں خواب میں

دیکھوں گا میں جمال پیغمبر کسی طرح
دلہن پر ہواونکی مرا سہ کسی طرح
ٹھوکر تو مار دو مرے سر پر کسی طرح
راضی ہوں مجھ سے مالک کے ترکی طرح
آئے نظر مدینہ کا منظر کسی طرح
روشن ہو پھر چراغ گھر گھر کسی طرح
جا کر چڑھاؤں پہلو نئی چادر کسی طرح
چمکے میرے نصیب کا اختر کسی طرح

طوفان شب فراق میں روتا ہوں سلائے
آئے شمیم زلف پیغمبر کسی طرح

دلِ زلف (خ)

اوس جوان ہاشمی کا دیکھ کر خسار سُرخ | باغ میں رونے لگی شبنم ہوا گلزارِ سُرخ

پان کھا کر آگئی تھی حور جنگِ بدر میں
یا دلب میں رات بھر جہنم لہو روتا ہے
جب عیادت کو مسیحائے مدینہ آگئے
زرد و روختے تھے عامی سرخ و سبھ گئے
عاشق احمد کی تربت پر جڑ لانے کیلئے
غازیوں کے زخم گردن نہ ہستا تھا ہو
تھی وہ جنگِ بدر میں شانِ جلالی کی شفق
دولت دیدار احمد سے غنی تھے جنگِ دل
حضرت عابد وہ خون روتے چلے چال سال

یا ہونی کافر کے خون سے آپکی تلوار سرخ
یا محمد کیوں ہو پھر دیدہ بیدار سرخ
ہو گیا مارے خوشی کے چہرہ بیمار سرخ
زعفران کا کھیت اوس گل سے ہوا اکبار سرخ
یہول لائی ہے چمن سے بلبلِ نادار سرخ
بلکہ تھے گلہائے جنت کے گلے میں ہار سرخ
ہو گیا چہرہ کے صنو سے خیمہ زنگار سرخ
اون کے قدموں پر فدا تھے درہم و نیار سرخ
جس سے ہوتا تھا غلاف مرقد انوار سرخ

یا نبی خوف ورجا سے یہی طوفان کا حال
زرد چہرہ ہو گیا اکبار تو سو بار سرخ

اس مطلع میں اوس واقعہ کے طرف اشارہ ہے کہ ایک روز آنحضرت یہودی کے
باغ کو مزدوری سے پانی دیر سے تھے کہ اتفاق سے ڈول کنویں میں گر گیا اور
یہودی نے نادانستگی سے آپ کے رخسارہ مبارک سے گستاخی کی بالآخر معجزہ دیکھ کر
معہ اہل و عیال مسلمان ہو گیا اسکی حیرت انگیز ہے۔

نعرہ حق سے نہ خالی رہی کثر کی چیخ
نہ ملکہ کبھی اوستاد کو تعلیم کا پھل
حشر میں ساری کوثر ہے شفاعت کا دہی
مرضِ ہجر سے بیتاب رہا کرتا ہے
سیح ہے سچ بات ہی لگ جاتی ہے دلوں کو زدی

سننے ہی بند ہوئی مجمع گفتار کی چیخ
کب اثر کرتی ہے شاگرد کو مہر ار کی چیخ
سنگے انجان نہ ہو گا کبھی میخوار کی چیخ
سُن مسیحائے مدینہ تیرے بیمار کی چیخ
حق سے خالی نہ تھی منصور سردار کی چیخ

<p>خود نمائی سے بھری ہیں تیری چٹخیں و عطا اصل میں تلخ نصیحت کا شرف سے بیٹھا پہنچا نہ یہی سوتوں کو جگائے گی بدم اوسکو ہی ڈھونڈتے نکلیں گے رسولِ عربی مست ہو جاتے ہیں فولا کی جھنکارِ مرد</p>	<p>کیا ڈرائیگی کسی کو دلِ مروت کی چیخ جیسے بچوں کے لئے مادرِ غمخوار کی چیخ ہے یہ آواز ازاں احمد مختار کی چیخ سننے ہی عمرِ محمد شریف گنہگار کی چیخ حورِ جنت کی وہ چیخ کہ تلوار کی چیخ</p>
<p>دل میں عاشق کے وہ گھر کیوں نہ کرے طوفان بھرو وہ اللہ کے محبوبِ طرہ دار کی چیخ</p>	

دریغ (د)

<p>گنہگار ہوا پڑہ کے باغِ باغِ درود کھاں چھپکی تو ہم عاصیوں سے اے حجت چمن چمن ہے درود و سلام کا چرا درود پڑھنے سے ہوتی ہے قلب کو انگلیں</p>	<p>مشار ہا ہے گناہوں کا دل سے داغِ درود لگائیگا تیرا ہر حال میں سراغِ درود حبیبِ پاک پہ پڑھتی ہیں کوہِ داغِ درود ہوا ہے باعثِ آرام و انصرافِ درود</p>
---	---

<p>بڑا کر ہے دو جہان سے بھی عز و شانِ درود دیکھئے گا لامکان کے مکین کا جہاںِ پاک لیکر علمِ شریعتِ عظمیٰ کا ہاتھ میں کبتک لئے پھرو لگا دلِ بیقرار کو</p>	<p>اندھیری قبر میں گہرا کیا جو میں طوفان ہوا ہے جلوہ نما صورتِ چراغِ درود</p> <p>عالم ہے دل تو ذاتِ محمدؐ کا درود جسکو ملے نصیب سے گریستانِ درود نکلا ہے لامکان سے تڑپ کے جوانِ درود جنز آپ کے نہیں ہے کوئی قدر دانِ درود</p>
---	---

دیتی ہے درودِ دل کا پتہ چشمِ شکر
لکھتا ہوں اگلے درقِ گل چالِ گل
ہرگز ریا کو دخل نہیں درمیانِ درو
ہے عندلیبِ باغِ میری نازوانِ درو

کرنا دے حاجی طوفان کا حالِ عرض
ستے ہیں مصطفیٰ ہی میری داستانِ درو

ہوش میں آبیار محمد
دشش یہ کملی کالی کالی
پہول کھلے گلشن میں ہزاروں
رحمت نے عصیاں کو خرید
پڑنے لگے کفِ ربھی کلمہ
محفل ہے میلادِ نبی کی
جلد سے مدینہ بلبیل نالاں
سے یہ فریضہ بھیج عریضہ
قصرِ شہنشاہوں کو مبارک
آسان ہو گا پل سے گزرنا
گنبدِ خضر الو نظر آیا
شانِ بلالی سے عالی

ہوتا ہے دیدار محمد
نور کی وہ دستار محمد
دیکھتے ہی رخسار محمد
کھل گیا جب بازار محمد
سُن سن کر گفتار محمد
یا کہ یہ ہے دربار محمد
تہو لائے گلزار محمد
راخسہ ہے سرکار محمد
بس ہے اچھے دیوار محمد
سیکھ تو لے رفتار محمد
حاصلِ غلے آنا محمد
واہ رے خدمتگار محمد

کچھ تو کہو کیا ہو گیا طوفان
ہوش میں آبیار محمد

بسم اللہ قرآن ہو ابروئے محمد
ہم سورتِ قوسین دو ابروئے محمد
لجائے آہی مجھے حالِ کامقہ
اے صلِ علی خاںِ مہرِ محمد
دن میں شبِ معراج ہے گہوئے محمد
ہلکوں سے اٹھاؤں جو ملے ہوئے محمد

یکساگل توحید ہے ہاشم کے چمن میں
 ہڈی کو ہما کی نہ کبھی بہول کے سونگے
 لاتا نہ ابو جہل کبھی ہاتھ میں کنکر
 وہ معرکہ بدر میں شمشیر ہلالی
 کیوں گرم نہو حشر میں بازار شفاعت
 اعمال جودن بھر کے ہیں سب قیل و شب
 يعطيك فتوحی کی ہر قرآن میں نشارت

رہتی ہے اسی پہول میں خوشبوئے محمد
 فاقوں میں بھی صابر ہے سگ کے محمد
 گر جانتا ہر شے پہ ہے قابوئے محمد
 وہ بیخہ پُر زور وہ بازوئے محمد
 ہے رحمت باری کی نظر سوئے محمد
 دراصل سے خود ہوش تر ازوئے محمد
 حقا کہ خدا خود ہی رضا جوئے محمد

مومن کی نہ تکلیف کا دیکھے وہ تماشہ
 جس دل میں ہو طوفان رہیں جوئے محمد

در لعل (د)

ہے دل کو میرے احمد مختار پر گہمند
 واعظ مجھے تو اونکی شفاعت پہ ناز ہے
 تہا غازیوں کو ابروئے خمدار کا خیال
 ہے دل میں میرے الفت نور محمدی
 کرتا ہے اب تو شربت دیدار سے علاج
 سونے کی خوبیاں ہیں کسوں کی یہ منحصر
 ہو کیوں نہ میرے دل کو ہر وسوئے سول
 یجا ئیگا وہ منزل فردوس تک ضرور

کیونکر نہ ہو غلام کو سر کار پر گہمند
 تجھ کو ہے اپنے جتہ و دستار پر گہمند
 ہو کیوں نہ اونکو جنگ میں تلوار پر گہمند
 تو اسے عجیب کر نہ کبھی نار پر گہمند
 عیسیٰ کو خود ہے صحت بیمار پر گہمند
 رحمت کو اسلئے ہے سید کار پر گہمند
 ہے جنس معصیت کے خمدار پر گہمند
 ہے مجھ کو اپنے قافلہ سالار پر گہمند

جلی گری جو دین محمد کی مجلس
رحمت کے فیض عام کو قلت سے عار ہے
پہلوں میں رنگ و بو جو عین وحی کی ہے

کسر کا رنگینا در و دیوار پر گہمنٹ
یوسف کو کیوں ہو گرمی بازار پر گہمنٹ
بلبل کو اس سب سے ہر گلزار پر گہمنٹ

طوفان مجھے تو دین محمد پہ ناز ہے

اس کے سوا ہے وعدہ دیدار پر گہمنٹ

اے پیغمبر نہ سایہ خیر البشر کو ڈھونڈ
صحبت نہ فاسقین کی عمدہ اثر دکھا
نورِ قمر یہ کتنا ہے چشمِ بصیر سے
صحبت میں جسکی یادِ خدا و مبدم رہے
اوسان ہوں بجا تو عدد کی بساط کیا
عطرِ کلاب جامہ ناپاک پر نہ مل
روضہ کو دیکھتے ہی تو ایمان مل گیا
خود موت ہی حیاتِ طیبہ کی راہ میں
جاتی تو ہے صبا تو مدینہ میں صبحِ شام
گل ہو گیا ہو وہ ہوائے رسول میں

پہلے تو اپنی آنکھ سے اپنی نظر کو ڈھونڈ
حفظ کی تلخیوں میں نہ شیر و گر کو ڈھونڈ
جھکونہ دیکھ صاحبِ شوقِ القم کو ڈھونڈ
جیل بھر کے ہر دیار میں ایسے بشر کو ڈھونڈ
قبضہ میں تیغ ہو تو نہ پھر کر سپر کو ڈھونڈ
دھوکے عیوب اپنے پھر اہل نظر کو ڈھونڈ
طیبہ کی وادیوں میں نہ لعلِ کبر کو ڈھونڈ
مونسِ عوشت ہے تو ذابِ ہیر کو ڈھونڈ
مدت کے گم ہوا ہے میرے نامہ کو ڈھونڈ
گلشن میں عنایب چراغِ سحر کو ڈھونڈ

کیا خوف جبکہ شوقِ زیارت ہی ساتھ
طوفان نہ خضر کو نہ کسی تہسفر کو ڈھونڈ

دریغ (و)

— (†) —

عجب دہانِ محمد کا ہے لوابِ لذیذ | نہ ایسا ہو گا کہیں شربتِ کلابِ لذیذ

مزا جو اشک نکلنے سے دل کو ملتا ہے
اسی مزے کیلئے کروٹیں بدلتا ہوں
زبان پر وہ محمد کا نام ہے میٹھا
مزا ہے عشق محمد کا نصف پیری میں
زہے نصیب کہ کہتے ہیں جھکو دیوانہ
بگڑتے ہیں میرے عصیاں جسے والہ
سزائے وقت دکھا دیجئے رخ روشن

بتا تو دے کوئی ایسا درخوش آبِ لذیذ
فراقِ زلف سے ہر دل کو بیچ و تاب لذیذ
نہ چاہوں حور سے بھی خلد میں شرِ لذیذ
نہ تھا جوانی میں ایسا کبھی شبابِ لذیذ
ملا یہی مجھے سرکار سے خطابِ لذیذ
تو کرتے ہیں کرم آمیزی عتابِ لذیذ
کہ تا ہو دل کو میرے یا نبی عذابِ لذیذ

یا جو آنسو تو دل غم سے بہن گیا طوفان
اسی شراب کی خاطر ملا کتابِ لذیذ

قاصد ادیتا ہوں خط کا جو بنا کر تعویذ
خط کے عنوان پہ لکھے ہیں محمد کے عد
مرقد پاک کے تعویذ کو آنکھوں سے ملے
لایو قافلہ والو کہ اثر سو پورا
رزق وافر کی تمنا ہو تو پڑھ پڑھ کو درود
کیا ملا دشمنِ ایمان کو بجز حسرت کے
نسخہ لکھ لکھ کے جو دیتے ہیں مریمون کو طبیب
بے ادب کو نہیں اسرار مبارک کا لحاظ

جادیدینہ نویسیں سے لگا کر تعویذ
رکھنا آنکھوں پہ یہ پلکوں سے اٹھا کر تعویذ
کھد و عامل سے اسی دین میں لکھا کر تعویذ
مرقد پاک کے پہلوں میں بسا کر تعویذ
والد و پانی میں آٹے میں ملا کر تعویذ
تربت عاشق احمد کا مٹا کر تعویذ
وہی طیبہ سے کوئی لائے ادرا کر تعویذ
اوسکے سایہ سے کہیں کھد و بچا کر تعویذ

اسمِ اعظم تجھے طوفان بتا دیتے ہیں
رات دن نام محمد کا لکھا کر تعویذ

درف (ر)



نور جس کا چہا گیا سے نار پر
دبدم ادس ہاشمی گلزار پر
جس کے بازو میں نہوں دو چار پر
زندگی موقوف ہے دیدار پر
جنگ میں تیغ دو دم کی دہار پر
آخر ادن کی نرمی گفتار پر
لوٹتے ہیں دیدہ بیدار پر
خوب روشن ہے میری کلار پر
ہے نظر قربان درو دیوار پر
ابو ہو جائے دل بیمار پر
دل کا جب قبضہ رہے تلوار پر

ہو درود ادس سید ابرار پر
بلبلان حسد ہوتے ہیں فدا
وہ کبوتر کیا مدینہ جا کے آئے
یا رسول اللہ النظر حالنا
وہ نبی جو عمر بھر چلتا رہا
سنگدل بھی موم ہو کر رہ گئے
آپ کی فرقت میں تارے رات بھر
دل کا ڈکھڑا کیا لکھوں اے نامبر
کیا سہانے ہیں مدینہ کے مکان
اے مسیحا نے مدینہ اک نظر
کیا تنگ و تیرا نکھوں میں سائیں

بہجتا ہوں دل سے حضرت کو درود
دبدم طوفان نفس کے تار پر

سنگدل مرم مر گئے مہر نبوت و میکہ
ادس جہان ہاشمی کی پاک صورت و میکہ
حال میرا عرض کرنا وقت فرصت و میکہ
اے طبیب مہربان دل کی حرارت و میکہ
عاصیان پر خطا شان شفاعت و میکہ

سرکشوں کے سر جبکہ شان رسالت و میکہ
باغیں عتجے چٹکتے تھے کہ پرتو تھے درود
قاصدا دربار عالی میں لاکھوں کا ہجوم
شریت دیدار کا اک جام ہو جا عطا
حشر کے بازار میں پھر میں اتراتے ہوئے

عدل سے حضرت کے شرمندہ ہوا نوشیرواں
سیر کے قابل ہے جب بچے جائے دیدار خدا
شمع روشن ہوتے ہی آتے ہیں پروا ضرور
حشر میں پہونچا صفوں کو حیرت حضرت کے پاس
زاہدان خشک سے حوروں کی آنکھیں پھر گئیں

ملگیا مٹی میں حاتم بھی سخاوت دیکھ کر
کیا کریں گے زاہد ہم باغ جنت دیکھ کر
آگئے صحرائیں نور شریعت دیکھ کر
نیک حیراں ہوئے بد کی جہالت دیکھ کر
عاصیوں پر آب کی چشم غایت دیکھ کر

لاکھ بردوں سے نکل آئی تراب کی منفعت
حشر میں طوفان گنہگاروں کی نشت دیکھ کر

آگیا دل مصطفیٰ کے ابرو خمدار پر
دن میں سو سوار آتے ہیں عبادت کے لئے
جادو کا سوے مدینہ کی نفس کو توڑ کر
عاشقوں میں آپ کے منصور بھی آگئے سرتار
زاہدان خشک گئے ہیں عبادت پر گم
اللہ اللہ کیا سہانی ہے مدینہ کی فضا
آتشِ دوزخ سے ہو ہم عاصیوں کو خوف کیا
بیوسیلوں کے وسیلہ میں محمد مصطفیٰ
ہجر میں آنکھوں سے ٹوٹ گئی نہ اشکوں کی جھری
مہر سلمان کو نگاہ بد سے بچنا چاہئے
ہر شریعت آپ کی بیشک صراط المستقیم

عاشقوں کی جان ہے قرباں اسی تلوار پر
ہو گئے عاشق مسیحا آپ کے بیمار پر
فصل گل میں گل آئیں میرے دو چار پر
مستے ہی حکم شریعت چڑھ گیا وہ دار پر
ناز ہے مجھ کو بھی اپنے سید ابرار پر
نور کی بارش برستی ہے درو دیوار پر
نور ماہِ مصطفیٰ غالب رہیگا نار پر
حال میرے دل کا روشن ہو میرے گار پر
پڑ گیا پلکوں کا پنجہ ابرو گوہر بار پر
چیل کی ہر وقت رہتی ہے نظر مزار پر
جو چلا اس پر وہ خنجر کی چلیگا دہار پر

یاد فرمایا ہے طوفان کو رسول اللہ نے

یہ خبر آئی مدینہ سے نفس کے تار پر

نگاہ یاس دیکھیں گے دیا مصطفیٰ کیونکر

نکل آئے گا اے دل کیسی میں دعا کیونکر

بنایا مصطفیٰ تنکے کو سیل اب ہل نہیں سکتا
 تعجب کیا نظر سوائیوں سے پار ہوتی ہے
 مجسم نور میں جو عاشق نور محمد ہیں
 فراق مصطفیٰ میں خود وہ آہ سرد بھرتی
 خطاب رحمت اللعالمین سے آگے زیبا
 خیال رکھو اور سے میرا دل ہو گیارہون
 بھرا رہتا ہے ہر دم ایک دربار نیلوں سے
 عطا ہو گا نہ جنت کے ثبوت دیدار یا حضرت
 شراب الفت احمد پلا دے علاج اے ساقی

اڈا ایجا نیکی جھکو مدینہ کی ہو ایونگر
 نہ پوچھو آسمانوں سے گئے خیر اور اکیونگر
 جلا نیکی او نہیں نارہنہم بر ملا کیونگر
 بھلا نامہ میرا ایجا نیکی باد صبا کیونگر
 برنگ نوح دیتے ظالموں کو بد دعا کیونگر
 نکل آیا شت یک میں شمس الضحیٰ کیونگر
 سینکے دیکھنا ہم عاصیوں کی اتجا کیونگر
 مریض ہجر کو فرمایئے ہوگی شفا کیونگر
 برستی آ رہی ہے وہ مدینہ سے گھٹا کیونگر

گدایان محمد کی غلامی شاہ کرتے ہیں
 کرین طوفان پھر ہم خواہش ظلم کیا کیونگر

ہوتی ہے برق دل کی بقراری دیکھ کر
 خلد میں ریح خلیل اللہ پڑتی تھی درود
 عاصیوں پر تھی غضب کی آنکھ خالق کی مل کر
 چہا گیا سایہ سر محمد رسول اللہ کا
 پھول کر غنچے نزاروں کہتے تھے صلی علی
 نیک بھی رحمت کی نظر نہیں بہک سکتا لگے
 کر دیا جاری زبان پاک پر اپنا کلام
 عرش تک روشن ہوا شوق الفجر کا ہجرہ
 ہو گئے بیچین محشر میں محمد مصطفیٰ
 ہائے بد بر میں پھر بہار عیصال ہو گئے

اے بھی روتا ہے میری اشکباری دیکھ کر
 آپ کی یا مصطفیٰ مہمانداری دیکھ کر
 رحم غالب ہو گیا صورت تمہاری دیکھ کر
 ہو گیا ظاہر پریشانی ہماری دیکھ کر
 باغ جنت میں محمد کی سواری دیکھ کر
 معصیت کا عاصیوں پر جو جہ ہاری دیکھ کر
 آپ کی باتیں خدا نے پیاری پیاری دیکھ کر
 ہو گئی فرش زمین مخلوق ساری دیکھ کر
 عاصیان پر خطا کی آہ وزاری دیکھ کر
 اوس رسول ہاشمی کی غمگساری دیکھ کر

مسفرت نازل ہوئی یسین پڑھنے کے لئے
نزع میں طوفان کی بید و م شکاری دیکھ کر

مستِ نرا

— (ۛ) —

دیکھئے ایک نظر
کہ پڑا ہے در پر
معدنِ ہوش تو میں
شوق ہوا جیسے قمر
مثیل سیما رہے
منہ سے جھڑتے ہیں شرر
واں بھی سچیں رہوں
پھر ہو دہلیز پہ سر
آئے کانوں میں نہ
ہو مبارک یہ سفر
سخت مجبور ہوئیں
ہو مدینہ میں گذر
گل کی سرکار ہو تم
ہے کوئی اور بھی کھر
ہے یہی مرا بیان
بڑھ گیا ضعفِ بصر

اے مسیحائے مدینہ میرا دل ہے مضطر
اپنے بیمارِ محبت کو لگا دو ٹھوکر
میں خطا دار سہی آپ خطا پوش تو ہیں
چاک کر دیجئے للہ میرا دامن تر
آپ کے ہجر میں کتبِ دل بیتا ہے
میں وہ ہوں ماہی بے آب بہکتا ہے جگر
وہ بھی دن آئے کج حج کر کے مدینہ پہنچوں
حرمِ پاک پہ سو بار لگاؤں چکر
جاؤں کعبہ سے جو میں کوہِ مفتح پہ ولا
روضہٴ پاک رسولِ مدنی را بنگر
یا نبی آگے قدموں سے بہت دور ہوں میں
طارِ شوق کے بازو میں ہوں جبریل کے پر
شافعِ روزِ جزا مالک و مختار ہو تم
آپ کے در پہ نہ ایں تو بھلا جائیں کدھر
مصرعہ حضرت قدسِ بس اب د زبان
چشمِ رحمت بخشا سوے من اندازِ نظر

ہے تنہا میری گلیوں میں مدینہ کی بھروس
کوئی دیوانہ سبھک مجھے مارے پتھر
اہلبیت نبوی کی بھی زیارت ہو نصیب
حال دل فاطمہ بی بی سے کہوں رورو کو
تو سے عالم کے پرندوں میں بڑا قبلہ شاک
اے کبوتر میرے نامہ سے تو انکار نہ کر
میرے آقا کے بزرگوں کا نہ لے کوئی شک
میر عثمان علی خان یہ جو حجت کی نظر
کیا کہوں اس مہم سادک کی حلا و طوفان
کیوں نہ داح محمد کار ہوں شام و سحر

خوب ہو جوش جنوں
اوسکا احساں مرے سر
میں وہ روضہ کے قریب
نذر دوں دیدہ تر
جاش ہنشاہ کے پاس
ہوں تیرے نور کے پر
اوس کا مطلب ہو برار
اے شہرہ جن و بشر
ہے یہ ایماں کی جاں
ہے یہ مرغوب شکر

آتش عشق میں جلنے کا اثر پیدا کر
دل بلال جنبشی کا سا بنا لے پیلے
بھول کر قہر سلاطین کا نہ لالہیں خیال
صفت ہوتا ہی نہیں عشق محمد حاصل
خاک ہو جائے شب بھر میں ہونا میرا
مال و دھن جائے دیا جان بھی جا لگن
باجر کی رات تو کاٹے سے نہیں کشتی ہے
سیر کذا مدینہ کی ہو جب تجھ کو نصیب

سوڑ پر و انہ کا اے مرغ سحر پیدا کر
پھر اویں قرنی کا سا جگر پیدا کر
جس میں ہو ذکر محمد دی گھر پیدا کر
درِ دل در و جگر دیدہ تر پیدا کر
ایسی بوٹی کوئی اے کیمیا گر پیدا کر
کوئے احمد میں کسی طرح گذر پیدا کر
تو ہی اے داغ جگر نور سحر پیدا کر
بلبل شوق تو جبریل کے پر پیدا کر

لذت گریہ کا طوفان تقاضا ہے یہی
قلزم عشق میں اشکوں کے گہر پیدا کر

سے آنکھ میری خواہگاہِ عرشِ شین پر
مداحِ محمد ہوں سلیمانِ سخن ہوں
ہو جائیگا پل پر سے گذرنا بہت آسان
فرمانِ محمد پہ نہ ہوتے ہیں لاکھوں
نفوس سے ضعیفوں کے زمین ہل گئی ہزاری
پھر جاتا ہے آنکھوں میں گلستانِ مدینہ
طیبہ کو کبوتر تو گسا پر بھی ڈر سے
ہر وقت دروِ آب پہ پڑے ہو رہنا
سر مرا ہوا در بختنِ پاک کا در ہو

سو جان سے قربان ہوں مدینہ کی زمیں پر
نام ایک کندہ ہی میرے دلکے لگیں پر
ثابت قدم ہو جائیں اگر راہِ یقیں پر
مرتے ہیں کھنکھار بھی حسنِ نمکیں پر
کسر کا محل گر گیا بجائے چلیں پر
عاشق کی نظر پڑتی ہے جلیں پر
جس پر میں ہونا مہر کی ٹوٹے نہ نہیں پر
تھی فرضِ عبادت یہی جبر الہی پر
لکھا ہو یہی کا تبتِ رستے جہیں پر

توحید کی تلوار میں دم خم کردہ طوفان
بجلی کی طرح گرتی ہے وہ دشمنِ دین پر

کیونکر نہ کروں نازِ شفاعت کے دہنی پر
عاصی کے رخِ زرد سے خوش ہوتی ہے رحمت
بیل تیرے سب پہول گلستان کے سبک ہیں
دہن شہرِ مدینہ کی لگی رہتی ہے دل کو
محشر میں گنہگار بھی دیکھیں تو عجب کیا
الفقر کے فرمان کی کیا شان یہی ہے
کیا شان ہے شیدائے رسولِ مدنی کی
اوس چشمِ مروت چہا ہوتی ہے صدقے
عیدِ رمضان ہوتی تھی شوق سے قربان
دیکھئے کوئی شہبازِ شہادت کا نشیمن

نازل ہوئی رحمت میری توبہ کی پر
جبکتا ہے خریدارِ طلائے وزنی پر
طرہ گل احمد ہے بہارِ چمنی پر
ہو کیوں نہ مجھے فخرِ غربِ الوطنی پر
ہے آنکھ رسولوں کی رسولِ فی پر
سے نازِ فقیروں کو جو نکلیں کفنی پر
قربان ہوں غلین اوس قرنی پر
قربان خموشی بھی ہے غنچہ دہنی پر
اسند کے محبوب کی فاقہ شکنی پر
تلوار کے سایہ میں ہے چہی کی الی پر

فانی کو ہے ہر حال میں باقی کا سہارا
مفلس کی نظر پڑھتی ہے ہر وقت غنی پر

طوفان عجب نعت محمد میں مزا ہے
گلغند خدا ہے میری شرابِ سخن پر

پڑ ہے کلمہ ربک جو کہ چلے تیغوں کی ہاروں پر
بہاروں پر ہی چڑھ کر دم لیا عاشق احمد نے
سحابِ کرم تیرا اگر یارب برس جائے
حواسِ خمسہ اسلام باقی بچائے ہے
رہے سالہ روہِ بطحی میں پائے شوق کے چھلے
کبوتر لیگیا اس شوق سے نامہ سوئے طبع
میں اور انگشت پر قربان کہ جس شمع سے روزا
شجاعت کے دہنی ہر عمر کہ میں سرخرو نیلے
جو نخلِ باغ ہو اوس پہ ہی تجھ پرستے ہیں
کبھی ربا و ہنزہ آندہ میوں سے ہو نہیں سکتا

غلامانِ محمد ہو گئے بھاری ہزاروں پر
ضعیفوں کا پڑا بچہ ہائے تاجداروں پر
عجب کیا گلشنِ اسلام پھوٹے بہاروں پر
خدا ہوتے رہے اربعہ عناصر چار یاروں پر
یقینِ جنت کی کھلیوں کا ہوا طبعِ خاروں پر
تفوقِ لیگیا پرواز میں بجلی کے تاروں پر
فلک پر ہو گیا شوقِ القمر جس کے اشاروں پر
مسلمانِ فائدہ کشن بدیل ہوئے عالمِ سواروں پر
مصیبت کیوں نہو نازل بھلا امانداروں پر
کبھی پڑتا نہیں پیچہ غضب کا خاکساروں پر

جو فرمانِ محمد مصطفیٰ پر ہو گئے قربان
بڑے کیونکر نہ طوفانِ فائدہ انکی ہزاروں پر

دریغ (ڑ)

بند ہو جائیں نہ جب تک در تو یہ کے کواڑ
دستِ جوشِ تجھے لازمِ ہمدینہ کا ادب

کعبہِ دل سے خدا را بہت غفلت کو کہاڑ
ٹھکڑے دامن کے نکراور نہ گرمیاں کو کہاڑ

موج اسلام کے دریا کی کسی سے نہ رکی
دانت سب غم سے او پس قرنی نے توڑ
یہ بھی ایک فرض خدا کا ہے ادا کر ہر سال
شرح سے باغ حقیقت کی حفاظت ہوگی
زادہ جھوٹ کی آندہی سے بچانا اس کو
دیکھتا رہتا ہوں ہرزہ میں اوس کا جلوہ
سر ملین چشم محمد جوا شاہہ کر دے
جھوٹ کی آئے خزاں بجائے ایسا کی بیمار
پسٹ نہ جائیگا کبھی فرش زمین لٹو کر سے

پڑ گئے سرحد سر کے پہاڑوں میں دراڑ
نام کو بھی تو نہ رکھی وہن پاک میں داڑ
نفس امارہ کو رمضان کے روزوں سے بچاڑ
ملحد دیکھ رسول مدنی کی ہے یہ باڑ
دل میں بویا جو گیا ہے تری ایمان کا جھاڑ
مثیل موسیٰ کے نہ جادو لگا کبھی سوئے لھاڑ
کیا تعجب ہے کہ سر پھر کے پھر آجائے براڑ
جنتی ہے تو کبھی دل کے چمن کو نہ اوجاڑ
جیل اکڑ کر نہ کبھی بچھ سے بھی اونچے ہیں لھاڑ

روز و شب کرنا ہے طوفان یہی حق سے دعا
یا الہی کسی بندے کو بنا کر نہ بگاڑ

شجر عمر میں ہر وقت لگی ہے پت جھڑ
جان پر کھیل کے سر دے مگر ایمان کو نہ ہار
کس طرح حق کے مقابل میں بوجہ بطل کو فروغ
ضعف پیری میں نہوا الفت دنیا دلیں
جشن میلاد نبی فرشتے زمین پر جو ہوا
انکے گونگٹ ہی میں تھی ہے عروس تو حید
نعت لکھنی ہے تو آمد رہے آورد نہو
جس در پاک کے جبریل میں تھے دربان
رعب اسلام کا چہا یادہ شہنشاہ پر
دیکھہ اللہ کے بندے کا یہی ہے شیوہ

حسرت دید مدینے میں نہ دم جاؤ گھڑ
جیتنے کیلئے دنیا کی بکھی ہے چو پڑ
وہ شجر کیا ہو ہر جس کی یہ مضبوط موجڑ
اسے خدا آخری منزل میں نہ آئے کچھڑ
عرشیوں میں بھی ہوئی خوب خشی کی گڑ بڑ
ہے محمد کے فقیروں کی نرالی گودڑ
اسے دل غمزہ ہجر کوئی بات نہ گھڑ
وہ جو طہا کسی روز تو سر اپنا ر گڑ
پڑ گئی تخت نشینوں میں غضب کی گڑ بڑ
کبر و کینہ حد و نفص سے ہر وقت بگڑ

قلزمِ نعمت پیمبر ہی کا طوفان ہو ہیں
میری باتوں کو نہ سمجھ کوئی مجذوب کی بڑ

دلایف (ز)

ہے فرض پانچ وقت کی تجھ پر نماز
روشن اسی سے ہو گیا عالم میں انکا نور
اتما تھا پشت پایہ و دم تک نماز میں
کوہ و شجر قیام میں سبزہ سجود میں
نورِ نظر نماز سے غافل نہ رہ کبھی
معراج مومنین ہے یاں کی جان
سجدہ جبین کا داغِ ندامت نہ کہیں
ہو گا سوالِ حشر میں پہلے نماز کا

کرنے کسی طرح سے ادا وقت پر نماز
پڑھتے ہیں آسمان پہ جو شمس و قمر نماز
پڑھتے تھے اس طرح سے وہ خیر البشر نماز
پڑھتا ہے ذرہ ذرہ بھی شام و سحر نماز
دنیا میں دیں کی نعمتِ عظمیٰ ہے ہر نماز
کرتے نہیں ہیں ترک کسی دن بشر نماز
ہو جائے مگر سے نہ کہیں بے اثر نماز
دیکھا جواب کیا نہ پڑھی ہو اگر نماز

قطعہ

داڑی منڈا منڈا کے نہ موچھیں بڑا کبھی
خالق کو ہے پسند شباہتِ رسول کی

ہو گی شبیہ غیر سے سب بے اثر نماز
ا کرتی ہے فخرِ صورتِ اسلام پر نماز

نادان گذری جائیگی عمر رواں تیری
نوبت پھر آئیگی نہ سوالِ جواب کی
تبیغوں کے چہا دن میں بھی اچھوٹے نہیں

کسخت کیا کر گیا تو پھر چھوڑ کر نماز
ہو گی اندھیری قبر میں جب جلوہ گر نماز
پڑھتے ہیں سختیوں میں سداے جگر نماز

صدقے سے اوس جناب سول کریم کے
مونس کوئی نہوگا لحد میں مگر نماز

دو دنوں کو بیخکا نہ ملا کر مزے اوڑا
طوفان درود شیعہ اور سے شکر نماز

اگرچہ حور کے دل کو ہے رخ کا خال عزیز
خیال ابرو احمد سے دل کو الفت ہے
کلاہ گیسوے احمد ہو جسکے سر یہ مدام
عجب مزیک ہے جو دل ہی ولیں رہتا ہے
مزے فراق میں بھی وصل ہی کے آتے ہیں
جو مانگتا ہوں وہی دیتے ہیں حبیب خدا
مزا وہ عشق محمد سے دل کو ملتا ہے
رہے خیال کہ سید ہیں واجب التعظیم

پر عاشقان محمد کو ہے ہلال عزیز
کہ جیسے عید کا صائم کو ہے ہلال عزیز
تو اوسکو جان بڑا کر ہے بال بال عزیز
حبیب پاک کا در پردہ ہے خیال عزیز
ہوا ہے یاد سے محبوب کی صال عزیز
گناہگار کا ہے آپ کو سوال عزیز
ہزار عیش سے بڑا کر ہے یہ ہلال عزیز
بہت سے احمد مرسل کو اپنی آل عزیز

ہم اپنی حال میں ہیں مست راندن طوفان

ہوا کرے جو ہو واعظ کو قیل م قال عزیز

بلبل کو جس طرح ہے بہا رحمن پہ ناز
جس میں رہا ہو خواجہ عالم کا جسم پاک
در ال گرد براہِ مدینہ ہے پردہ پوش کش
طیبہ کی واویلوں میں انہیں ڈھونڈتا ہوں
جبریل کو تو جہولا جہلانے یہ فخر تھا
جاروب کش سے روضہ پر نور کا ضرور
جس گھر میں شب کو محفل میلاد شاہ ہو
افتد کے حبیب کا روضہ ہو جس جگہ

جھکو بھی ہے شفاعت شاہِ زم پہ ناز
کیونکر نہو اویں کو اوس سپہن پہ ناز
کیونکر نہ بیکسوں کو ہو ایسے کفن پہ ناز
کرتار ہوں میں اپنے ہی دیوانہ پن پہ ناز
جھکو بھی ہے ولایت حسین حسن پہ ناز
ہو کیوں نہ آفتاب کی پچی کرن پہ ناز
اوس گھر کے ہی چراغ کو بھی انجمن پہ ناز
کیونکر نہو ہر اک مدنی کو وطن پہ ناز

ہم رنگ ہے دغون شہیدان بدر سے
نیچی نظر پہ شرم و حیا کو ہے افتخار

ہو کیوں نہ بادشاہوں کو لعلِ مین پہ ناز
زیبا ہے گر ہو کم سخن کو دہن پہ ناز

طوفان عجب ہے نعت رسولِ کریم کی
دل کو دہن پہ خنجر زبان کو سخن پہ ناز

نور پاک بچھتن اسے خواجہ بند نواز
وارثِ علم نبی اسے کاشفِ امرا حق
عرض ہے اسے گوہر تاجِ سلاطینِ مکن
خاندانِ دل میں میرے کر دیجئے روشن چراغ
آپکے سایہ جو سر پر ہو تو بیڑا بار ہے
المدد اسے خضرِ راہِ مصطفیٰ فریاد ہے
کیا سبب ہے میری ناکامی کا کچھ کہتا نہیں
عاقبت محمود ہو ایسی دعا فرمائیے
آپ چاہیں تو رسول اللہ بھی مل جائینگے

ہو نگاہِ لطف مجھ پر بھی کبھی اسے شاہِ ناز
بند کب تک چشمِ طالب پر رہیگا بابِ راز
آپ کی درگاہ سے رکھتا ہے عاصی بھی ناز
موعظا نعمت نصیر الدین کی اسے شاہِ ناز
ایک ہی ٹوک سے لگ جائے لسنارہ پر جہاز
زہ نہ جائے دل میں میری حسرتِ ملکِ حجاز
آپ کے در پر جو آیا ہو گیا وہ بہرِ فراز
آپ سلطانِ دکن ہیں میں بھی مثلِ ایاں
کیونکہ ناناسے ملانے کے نواسے ہیں مجاز

اتہام کو کتنی مری بدلی ہے طوفان کی ہوا
اڈا لدوز لہروں کا لنگر اسے شہ گیسو دراز

ترکیب (س)

قدر ہے اسکی مگر احمد مختار کے پاس
ہر شفاعت کا خزانہ میرے کمر کے پاس

جنسِ عصیان کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس
جرم کتنے ہی گراں ہیں وہ خرید نیلے ضرور

نہیں آنکھوں میں یہ آ آ کے خبر دیتی ہے
 کس خوشامد سے عبادت کو وہ آتی تھی مگر
 آپ کی نعت مبارک کے تصدق سے حضور
 غم وندان مبارک سے اویس قرنی
 قدر سونیلی کسوٹی سے ہوا کرتی ہے
 آپ کے طالب دیدار کو سونا ہے حرام
 اوسکے پاسنگ میں آئے نہ گناہوں کے بہار
 اسلئے چھوڑ دیا قصر شہنشاہوں نے
 در و در دل در و جگر دیدہ تر آہ و فغاں
 لوٹ بوراہ مدینہ میں مرازا و سفر

خواب میں آنکھ کے طالب دیدار کے پاس
 حور کی قدر نہیں آ کے ہمارے پاس
 شوق سے آتی ہے رحمت بھی ہمارے پاس
 عمر بھر جانہ سکے سید ابرار کے پاس
 مغضت اسلئے آتی ہے سیکار کے پاس
 نہیں آتی ہی نہیں دیدہ بیدار کے پاس
 تھا گھر جنگ احد کا جو خدیار کے پاس
 اون کو آرام ملا آپ کی دیوار کے پاس
 یا محمد ہی سو غائب سے ناوار کے پاس
 یجلو محمد کو مگر قافلہ سالار کے پاس

دولت عشق محمد سے غنی ہے طوفان
 کیا غرض ہے کہ وہ جا کسی زردوار کے پاس

نامہ برجاکے مدینہ سے نہ آیا افسوس
 ہاے کیوں بند ہوئی جاکے وہاں چشم خیال
 عطر مل مل کے مدینہ کو گئے ہیں لاکھوں
 جیتے جی بھی نہ ہوئی خاک مدینہ کی نصیب
 پردہ پوشی کا یہی وقت ہے ستار محبوب
 نہ ہوا اون سے بھی بیمار محبت کا علاج
 خواب میں آتے تو کس شوق سے ملتا آنکھیں
 کہ نہ تھا ہجر میں ساون کی چڑی سحر و نا
 ہاے اب تک نہ مہیا ہوا سامان سفر

کیا یہی تھا میری تقدیر کا لکھا افسوس
 دیکھئے پایا نہ جی بھر کے وہ رؤف افسوس
 ہاتھ ملتی ہی رہی لب میں تمنا افسوس
 نہ ملا چشم تمنا کو وہ سرسہ افسوس
 کہلیا حشر کے بازار میں کوہ افسوس
 دست بردار ہوئے حضرت عیسیٰ فرس
 ہاتھ آیا نہ کبھی اون کا کف پا افسوس
 بہلیا دیدہ بیدار سے دریا افسوس
 کہیں خالی کا تھو جج کا مہینا افسوس

روقت افروز ہوں جس پر وہ رسولِ لبی نہ ملا وادیِ لطیفی میں وہ ناذا افسوس

دل سے نکلا نہ کبھی شوقِ زیارتِ طوفان
دیکھنے پایا نہ گلزارِ مدینہ افسوس

درخشی

جنت میں مل بھی جائیں جو جہک نہ عیش
دل میں ترے حبیب کی تلکین جباریں
ہر دم تڑپ رہا ہے فراقِ بول میں
تکلیف تیں من کی ہے بھدا کے خدیتے
رورو کے مر گئے جو فراقِ رسول میں
منعم تو عیش ہی میں تہا نہ درو و ڈیرہ
کہا تا ہے جو فراقِ محمد میں رنج و غم
گر خواب میں فقیر کو شاہی ملی تو کیا
پیدل دیارِ پاک میں جانیکا میزا
تکلیف کو سمجھتے ہیں سنتِ رسول کی
ہاں ہاں خیالِ ساتھی کو ترسمست ہوں

دیدارِ مصطفیٰ یہ کروں گانشِ عیش
میرے لئے تو ہے یہی پردہ گارِ عیش
کس وقت پائیگا یہ دل بیقرارِ عیش
کرتے رہینگے بعدِ فتنہ روزہ دارِ عیش
اونکے لئے ضرور ہے زیرِ مزارِ عیش
پائیگا ایک عیش کے بدلے ہزارِ عیش
رہتا ہے اوسکا خلد میں امیدوارِ عیش
کیا اعتبار ہے جو ملے مستعارِ عیش
اوس راستے کی ہر خلش نوکِ خارِ عیش
کرتے نہیں پسند کبھی دیندارِ عیش
ہاں ہاں نصیب ہے مجھے لیل و نہارِ عیش

طوفانِ عروسِ یادِ خدا کو بقل میں کہ

ہو گا نہ اس سے بڑھ کے کوئی زینہارِ عیش

نظر آتا ہے مدینہ کا بیابان خوش باش

اے جنوں چاک ہو حبیبِ گریبا خوش باش

ابرِ رحمت سے گری برق شفاعت سے اَدل
 ہی یہ حسرت کہ کہیں مجھ کو مدینے والے
 سات پردوں نہیں چھپا کر نہ رکھوں تو مجرم
 اَدل کا مشہور ہے کونین میں وہ خلق عظیم
 اَدل کے دربار میں ہے قدر گنہگاروں کی
 دِل کے ہر قطرہ شہنم سے یہ کہتے ہیں ملک
 مست ہو جاتے ہیں خوشبو سی فدا یانِ حبیب
 چشمِ ترا جہی رو رو کے بہادے دریا
 شوق کے ساتھ ادھڑا دُر دُر کر دِل سے
 قاصدا دِل کی عنایت کا یقین ہو تو گیا
 نعت احمد سے نجاتِ ابدی ہر اے دِل
 تیرے پلہ پہ ہیں محشر میں جنابِ شبیرؑ
 عاشق زار شہنشاہِ دو عالم ہے ہی

جلگیا حشر میں خُشبِ مرنِ عصیا خوش باش
 تُو ہے اَمَل کے محبوبِ کہاں خوش باش
 میری آنکھوں میں تُو اَجلوہِ جانان خوش باش
 کبھی ہوتے نہیں دُجانِ کجاں خوش باش
 اے دِل ہونٹہ نہ زندہ عصیان خوش باش
 آبرو سے گھر تاجِ سلیمان خوش باش
 اے رسولِ مَنی کے چمنستان خوش باش
 اُبر تر ہے ترا پنجہ مرزاں خوش باش
 راہِ طیبہ کے سفر کا ہی یہ سامان خوش باش
 کرنے پائی نہ کبھی منتِ دریاں خوش باش
 مشکلیں سب تیری ہو جائیں گی آسان خوش باش
 اے دِل عمر زدہ شاہِ شہیدان خوش باش
 یا الہی شہ عثمانِ علیخان خوش باش

جوشِ پر کیوں نہ ہو طوفانِ کرم کا دریا
 اوس کے محبوب کا تو بھی ہے شنا خواں خوش باش

درلغیف (ص)

روتا ہوں تُو بن جا تہیں اشکوں کے گہرائی
 دیکھو شبِ معراج میں نکلا ہے قمرِ خاں

نِیان کے مقابل میں رہے دیدہ تھیں
 کہتا تھا یہ خود نورِ جمالِ شہرِ ابرار

یار ب تیرے محبوب جلوہ نظر آئے
 ہے او کا کرم سید ابرار کی خاطر
 وہاں یہ ہیں دھتے جو گناہوں کے تو گناہ
 مجھ پر نگہ لطف و کرم ہو میرے مولا
 اللہ کا گھریہ تو وہ محبوب کا گھر ہے
 عاشق کے غریضہ کو وہ واپس نہر کرتے
 فرماتے ہیں واجب ہوئی زائر کی شفاعت
 اللہ کو محبوب کی اُمت سے ہر الفت
 حضرت کی ہمیشہ سے تیموں پہ نظر تھی
 تو بہ کا جو در بند ہو کچھ خوف نہیں ہے

آجائے کہیں نخل تمنائیں شمر خاص
 رتبی ہر گنہگار پہ رحمت کی نظر خاص
 اس عیب کے دہونیز کا وہ رکھتے ہیں ہنر خاص
 اس تیر کا مشتاق ہے میرا ہی جگر خاص
 کعبہ کا سفر فرض ہے طیبہ کا سفر خاص
 در و دل بیتا کا ہوتا ہے اثر خاص
 دیکھی ہے احادیث نبوی میں یہ خبر خاص
 بخشش ہے او دہر عام شفاعت ہے او ہر خاص
 در بار محمد میں ہے بیس کا گزر خاص
 ہر وقت کہلا رہا ہے محبوب کا در خاص

یا دُرُج بر نور محمد ہے عبادت
 طوفان کا وظیفہ ہے یہی شام و صبح خاص

یقیناً ششجبت میں پنجتن خاص
 معزز چار یار و پنج تن خاص
 جہاں ہیں ہزاروں باغ لیکن
 رہا فردوس کے پہلوں پہ طرہ
 قیامت تک کبھی میلانہ ہو گا
 اوس کی عاقبت جمہور ہو گی
 جہاں شمع محمد جلوہ گر ہو
 زبان پر جس کی لغت مصطفیٰ ہو
 میرا دل اوس پہ لاکھوں بار قرباں

پھر اس میں شان سلطان زمر خاص
 یہی اللہ کے ہیں نور تن خاص
 مہکتا ہے مدینہ کا چمن خاص
 محمد مصطفیٰ کا پاک شن خاص
 ذراے مصطفیٰ کا ہے کفن خاص
 جو اپنی ہو خودی کا بت شکن خاص
 وہی کوئین میں ہے انجمن خاص
 اوس کا ہے ہزاروں میں دین خاص
 ملا ہو جس کو اون کا پیر بن خاص

مدینہ پر نہ کیوں عالم فدا ہو وہ محبوب خدا کا ہے وطن خاص

خدا کو بھی پسند آیا ہے طوفان
جوان ہاشمی کا بانگین خاص

جہوٹ سے کرتی ہے پرہیز زبانِ اخلاص
خود نمائی کا عدو ہے وہ ریا کا دشمن
زلاں دنیا کو تعلق ہے ریا کاروں سے
نکل آتا ہے خزانہ بھی تو دیرانوں سے
رگیا تیر سخن دل میں ترازو ہو کر
کیوں نہ ہو کلبہ خس پوش محمد کو پسند
ساتھ اپنے بھی سایہ کو بیٹھنے نہ دیا
بکریاں اوسکی گئیں خلد کے گلزار نہیں
اپنے رونے پہ جو روتا ہے کہ کیوں روتا ہوں
کبھی فاقہ میں بھی مہمان کو بھوکا نہ رکھا
میر عثمان علیخان کا عمل کہتا ہے

موم کر دیتا ہے پتھر کو بیانِ اخلاص
کبھی جیتتا نہیں لاکھوں میں جوانِ اخلاص
ہے خداوند جہاں مرتبہ و انِ اخلاص
بے نشانوں ہی میں رہتا ہر شانِ اخلاص
کھینچی امی لقبی نے جو کمانِ اخلاص
عرشِ عظم سے بھی اعلیٰ ہر مکانِ اخلاص
ہمہ تن جسم محمد کا ہے جانِ اخلاص
تہا جو کئے کے پہاڑ و ٹہلے شانِ اخلاص
ہے وہی سب سے جدا مرتبہ جوانِ اخلاص
خوانِ نیما ہی رہا آنگے خوانِ اخلاص
دیکھ لے مجھ میں کوئی شک و شبہ شانِ اخلاص

کیوں نہ تاثیر ہو مخلص کی عانیں طوفان
دل میں گھر کرتی ہے فریاد و فغانِ خلاص

در لطف (ض)

مینوش کو تو شیشہ و ساغر ہے غرض مست ازل کو ساقی کو ز سر ہے غرض

زاد کو حور سے ہر تو مجھ کو بھی رات دن
فردوس کی نظریں سماقی نہیں بہار
اس واسطے ہوں حضرت بقیہ کا میں غلام
بیوجہ عاصیوں پہ نہیں مغفرت کی آنکھ
خاک در رسول ہے صندل سے بھی مفید
کس درد فراق میں روتا رہا ستون
جن گلرخون کی دیکھتا شاوان رسول تھے
کافی ہے سر پہ سایہ جناب رسول کا
بہیرا تھا جبریل کا جس در پہ رات دن
سوئے مدینہ کیوں نہ رہے چشم اشکبار
چہرہ سے اپنے برو یا نی ہٹا تو دو
گلدستہ جناں کا سنگھاؤ نہ لخلخہ

نظارہ جمال پیمبر سے ہے عرض
مجھ کو دیار پاک کے منظر سے ہے عرض
خوشنودی طبیعت حیدر سے ہے عرض
اوسکو جناب شافع محشر سے ہے عرض
اس درد کو اپنے ہی ہمسر سے ہے عرض
کس درجہ اوسکو صاحب مہر سے ہے عرض
مجھ کو انہیں کی کفش مہر سے ہے عرض
فرزند وزن نہ خوش برادر سے ہے عرض
ہاں اس فقیر کو بھی ادبی گھر سے ہے عرض
لائیکا کیا جواب کہو تر سے ہے عرض
مجھ کو تو یا نبی رخ انور سے ہے عرض
مجھ کو شمیم زلف پیمبر سے ہے عرض

طوفان کا دل غنی ہے درد و شریف سے
اوسکو امیر سے نہ تو نگر سے ہے عرض

درد و فرقت سے بھلا کیوں نہ شفا پائے مریض
اے سیحائے مدینہ اقبال سکتا نہیں
یا محمد ہجر میں خم کھاتے کھاتے تھا گیا
درد و فرقت کے سوا کوئی بھی اب ہمد نہیں
زندگی تو منحصر ہے شربت دیدار پر
کیا طیبیان جہاں سے ہو علاج درد و دل
جلوہ گر ہے خانہ دل میں خیال مصطفیٰ

دیکھئے کدن مدینہ کی ہوا کھا مریض
آپ کا در چہوڑ کر کھٹے کھاں جا مریض
آپ ہی فرمائیے اب کیا غذا کھا مریض
کس طرح اپنے دل حشری کو بھلائے مریض
یا محمد کیا اسی حسرت میں مر جائے مریض
حضرت عیسیٰ بھی ہو جائیے شیدائے مریض
بن گیا ہے نور کا پتلا سراپائے مریض

آتی ہیں حورانِ جنت بھی عبادت کیلئے

کنج تنہائی میں تا اونکانہ گہرائے مریض

موت آلی پر مدینہ سے نہ آیا نامہ بر

دل کی دل میں لکھی طوفانِ تمنائے مریض

حرف (ط)

روتے روتے آنسو سے مٹ گیا ہر بار خط
ایک لکھتا ہوں تو آتے ہیں اس سے جا خط
وائے قسمت چل گیا وہ راہ میں اکبار خط
کہوں کہ پڑتے ہیں حضرت بھی نہیں ہر بار خط
اس لئے لیکر چلی ہے بلبل ہمار خط
مخمس ہو جائیگا پھر طرہ ہستا خط
بھیجتا ہے جب مدینہ سے کوئی زوار خط
مرحبا وہ آپ زینبہ رخسار خط
میں نے ادنیٰ چار یا دن کو لکھے ہیں ہر بار خط
گرچہ پڑھواتے ہیں اس سے میری ہر بار خط
یوں تو دکھلاتی ہے سب کو ایک ہی ہوا خط
پڑ گیا گردن میں میری ہوا پر کا خط
ایسے منکر کا تو وہ لیتے نہیں زہار خط
بن گیا اک دم ہوا شوق سے پردار خط

یا رسول اللہ کہے کیا آپ بیمار خط
کیا عنایتِ رحمت اللعالمین کی مجھ پہ ہے
سوزِ بیناں کا جس میں لکھ دیا تھا ماجرا
شوق سے لکھتا ہوں جب میں اس پر پڑ کر خط
حالِ لب لباب لکھ دیا دو کو خطِ گلزار میں
جا اسی حیل سے دربارِ نبی میں قاصدا
میں تو اس کو جان بڑھ کر سمجھتا ہوں عزیز
اللہ اللہ نور کی صورت رسول اللہ کی
ہے یقین اب تو ضرور آجائے گا خط کا جواب
کرتے ہیں مہرِ شفاعت اپنے ہاتھوں سے ضرور
اس کے جوہر ہیں کہ میری شہادت کے خطوط
تیغِ ابرو محمدؐ کا ہوں کشتہ اس لئے
جس کو انکارِ شفاعت ہو وہ کیونکر لکھ سکے
طارِ جاں کی طرح اوڑھ کر مدینہ کو گیا

گرچہ ہے تمہر خوشی پر ہمارا حال نل کیوں نہ ہوتا سب ڈیپ پیغمبر کو دعوت کا یقین	کر ہی دیتا ہے زبان حال سے اظہار خط کو فیوں کے رات دن آتے تھے سو سو بار خط
دا کر ہر عین کا طوفان ہے جسم انتظار مجھ سے بڑا ہو گیا ہے طالب دیدار خط	
رسول اللہ کو جسم لکھا خط نہ لیجائے اگر تو قاصد را خط ہما اب کیا مدینہ جا بیگا تو شفیع المذنبین جس پر لکھا ہو کیا جب چاک حضرت نے نفاذ کہیں رونے کا اوس میں ماجرا تھا جو قاصد نے کہیں گم کر دیا تھا ابھی لکھنے نہ پایا حال پورا شنائے عارض گلگوں جو لکھی لکھا ہے دل لگا کر میں نے قاصد	پر جب ریل بنکر اوڑ گیا خط اوڑا لیگی مدینہ کی ہو خط کبوتر آ کے میرا لیگیا خط وہی لیتے ہیں محبوب خدا خط تو پھر کہنے لگا حاصل علی خط رستا بر کی صورت گیا خط مدینہ میں وہی آخر ملاحظہ ہوئے شوق سے اوڑنے لگا خط خط گلزار سارا بن گیا خط نہ کرنا اپنے سینہ سے جدا خط
ملا نک آ کے لیجائیں گے طوفان محمد مصطفیٰ کے نام کا خط	
<p style="text-align: center;">(الف) ظ</p> <p style="text-align: center;">(ب) (بہ) (بہ) (بہ) (بہ) (بہ) (بہ) (بہ) (بہ) (بہ)</p> <p>کسی صورت سے بھی ہمارا کو قائل سنا حافظ یہ ہی اللہ کا نسخہ اسی میں ہر شفا حافظ</p>	

ترے سینہ پہ شاید بھر گیا ہے ہاتھ حضرت کا
 غلامانِ محمد میں ہیں لاکھوں حافظِ قرآن
 ہو ولب بند ایسا نام بیٹا ہے محمد کا
 سما یا ہے یہ کیونکر بحرِ قرآن کو زہِ دل میں
 ہوئی امی لقب سے شانِ اوستا و ازل و فن
 پس مردن نہو گا حشر تک تیرا کفن میلا
 سینن گرمصر کے بازارِ ولے سورہ یوسف
 چمن میں صبحِ رم ہمکو سنا دے سورہ طہ
 محمد کے عدد سرتاج ہیں عثمان کے سگے پر

کلامِ اللہ کا دوسال ہی میں ہو گیا حافظ
 کہیں ہو گا نہ کوئی عیسوی بحیل کا حافظ
 زبان پر ہو گیا پہلکا بیٹائی کا مزاح
 رسول اللہ کا یہ بھی ہر زندہ معجز حافظ
 کلامِ حق کی شاہدِ ہر زبانِ مصطفیٰ حافظ
 دورِ وزہ عمر گر تو نے گذاری باصفا حافظ
 زینِ کبیطرح ہو جائینگے تجھ پر خدا حافظ
 مدینہ سے وہاں کچھ آہی جاتی ہے مہر حافظ
 سلف اس گھرنے کی ہیں محبوبِ خدا حافظ

خدا دکھلائیگا طوفان کو کس دن گنبدِ خضرا
 نہیں معلوم کب ہوگی قبولِ دلی دعا حافظ

اون کا درشن روزِ روشن الحفیظ
 مصطفیٰ کا عشق اور جوشِ جنوں
 بلبلِ جاں کیون نہ تر پے سیر کو
 ہجر میں رنجِ دالم کے رات دن
 ضعفِ پیری سے ہلا جاتا نہیں
 یاد آتا ہے دکن میں صبح و شام
 المداے سیدِ عالی نسب
 ہو گئی راہِ مدینہ پر خطر
 ہجر میں کوئل کی کو کو الحذر
 یا رسول اللہ حالِ من بہ میں

بجلیانِ سوایک خرمن الحفیظ
 تنگ سے صبح کا دامن الحفیظ
 دور ہے طیبہ کا گلشن الحفیظ
 پڑتے ہیں دل پر مرے گہن الحفیظ
 ابتو ماسہ ہو گیا من الحفیظ
 باغِ طیبہ کا نشیمن الحفیظ
 بنگیا ہے دوست دشمن الحفیظ
 گھات میں بیٹھے ہیں رہن الحفیظ
 اوسپہ اور بلبل کا شیون الحفیظ
 بارِ عصیان ضعف گردن الحفیظ

ہجر میں اکدم نہیں دل کو قرار ایک ہے مجھ کو گھر انگن الحفیظ

جہاں تھے تھے جس سے طوفان اڈو گھر
ہو گیا وہ بند روزن الحفیظ

درخلف (ع)

اپنے سایہ کی نہیں تارِ نظر کو اطلاع
آتشِ فرقت سے میں یا مصطفیٰ کہتا چلیں
دیکھئے شیخ الحرم صندل مزارِ پاک
آبر و ریزی میری ہونے نہ نیکے حشر میں
عاصیوں آفتابِ حشر یوں تیزی نگر
وہ مدینہ کو میری جانب سے روتا جا گیا
ابتدا عین انتہا ہے نور ختم المرسلین
تیر مژگان کے لئے قابل ہے میرا ہی جگر
عاشقِ تفتہ جگر کے صبر سے وہ شاد ہیں
جالیوں سے میری حالت کو وہ دیکھنے کے قدر

کس طرح پتک کی ہوتی پھیر کمر کو اطلاع
کب چہ راغِ شام کی ہوگی سحر کو اطلاع
سنگِ در کی ہو نہ جھٹکے دسر کو اطلاع
جنسِ عصیاں کی ہے اوس عالی گھر کو اطلاع
ہو نہ جائے صاحبِ شوقِ القم کو اطلاع
چشمِ گریاں کی تو کرد و ابر تر کو اطلاع
ہاں یہی تخمِ شجر نے دی ثمر کو اطلاع
درونے خود اوٹھ کے دی خیر البشر کو اطلاع
دی یہ پروانوں نے اکرونہ گر کو اطلاع
ہو گئی تیرِ نظر کی خود جگر کو اطلاع

مل گیا درپردہ خاطر خواہ طوفان کو جواب
قافلے والو یہی دو نامہ بر کو اطلاع

سے اوس سے بڑھ کے ذکر نبی انجمن میں شمع
کیوں کر نہ وہ بنے میری فائوس تن میں شمع

جیسے بہارِ آتش گل ہے چمن میں شمع
الفتی جان کو جو سراج المنیر سے

سینہ پہ ہے جو داغ غمِ ہجرِ مصطفیٰ
پڑتی ہے نور کی سورت تمام رات
دل میں بجز خیالِ محسوس نہیں کوئی
سب دیکھتے ہیں جلوہ نورِ محمدی
پروانے کیوں نہ جائیں زیارت کی واسطے
مشتاق ہے جمالِ نبی کا دل ضعیف

ہو جائیگا یہی پس من کفن میں شمع
ہے جلوہ گر جو روضہ شاہِ من میں شمع
روشن یہی ہے اک میر بیت الحزن میں شمع
نورِ سحر او گلشنی ہے ہر انجمن میں شمع
ہے مرقدِ ادیس نضائِ قرن میں شمع
روشن ہو یا آہلی مکان کہن میں شمع

طوفانِ دل کا حال ہے روشن کلام سے
گویا زبانِ بن گئی میرے دہن میں شمع

دلِ لعل (غ)

بزمِ عالم میں ہوا احمد کا جب روشن چراغ
آگیا تھا کفر کی ظلمت مٹانے کے لئے
عاشقِ جلدی مدینہ جا کے ہو جاؤ نثار
روضہ خیر البشر کو دیکھ کر پیرِ فلک
جہو متار ہتا ہے ہر شبِ مرقدِ انوار پر
دل کو میرے روتے روتے اپنی لو لگ گئی
یا رسول اللہ قیامت سے شبِ ہجر اں مجھے
نورِ حق کو کیا بجا دیتی قبیلوں کی ہوا
مدحِ خواں کا دل وہ روشن کر ہی دیں ایک دن

سب کو دکھلانے لگا پھر نورِ رب روشن چراغ
ہو گیا نورِ محمدِ وقتِ شبِ روشن چراغ
اپنے پروانوں کو کرتا ہر طلبِ روشن چراغ
ماہ کا کرتا ہر شبِ بادِ روشن چراغ
وجد کرتا ہے لبدِ عیش و طربِ روشن چراغ
ہو گیا آنکھوں کے پانی سے عجب روشن چراغ
رات بھر جلنے کا بتلاتا ہے طربِ روشن چراغ
دیکھتے ہی رہ گئے سارے عربِ روشن چراغ
ہے رسول اللہ کا میرے لقبِ روشن چراغ

دیکھئے کب خواب میں تشریف لائینگے حضور
یا الہی خاندہ دل میں ہو کب روشن چراغ

اضغف پیری میں بٹل اٹھا ہر شعلہ عشق کا
ہو گیا طوفان کا آخر جان بلبش روشن چراغ

عرش پر ہے بلبل باغِ یمیر کا دماغ
راہ پر آیا نہ لیکن اوس بد اختر کا دماغ
ہو گیا شاہین سے اونچا کبوتر کا دماغ
تھا اسی امید سے روشن سکندر کا دماغ
بس گیا خوشبو سے آخر ہر گل تر کا دماغ
کیوں نہ ہو کسی نشیں اوس کے ہتھکڑ کا دماغ
خدمتِ حیدر تھا پر نور قبر کا دماغ
بستے رہن کا اور اعلیٰ ہی رہ گئے دماغ

ہے معطر نعت احمد سے ثنا گر کا دماغ
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ رسول اللہ کا
اوڑ گیا لیکر جو خط میرا مدینہ کی طرف
شوق سے دیکھینگے آنکھ کو ختم المرسلین
باغِ عالم میں جو پہیلی اوس گل احمد کی بو
سر رکھتے ہوں جہاں ہر دم سلاطین زمین
تھے جو مال مال دیدار یمیر سے بلالؓ
راہ شیطان کی نہ لے رستہ نعت کا یہ جو

دولتِ نعتِ نبی سے ہو گیا طوفانِ غنی
مست ہے ہر وقت مداحِ یمیر کا دماغ

دریغ (ن)

در پر ہی رہ گئی نگہ انشطِ رحیف
بخشا کے مجھ کو شافع روزِ شامِ رحیف
پایا نہ میرے دل نے کسی دم قرارِ رحیف
آیا نہ وہ نظر کبھی ناقہ سوارِ رحیف

قاصدِ مدینہ جا کے نہ آیا نہ رحیف
جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پایا کہ چل دیئے
شب بھر زنگِ شمع فراقِ رسول ہیں
رہتے تھے جسکے ساتھ سدا حضرتِ بلالؓ

بہیگانہ چشم تر سے غلاف مزار حریف
ہوتا نہیں حرم کیں ہرن کا شکار حریف
سب کھلنے گناہ میرے بے شمار حریف
ہے مجھ سے دور وہ شجر سایہ دار حریف
او جڑے ہوئے چمن میں نہ آئی بُہار حریف

حسرت کو میری دیکھ کے روتا ہے ابر تر
تیر نگاہ کی دل خوشی نہ رکھ امید
دکھلا دے اسے خدا تو مجھے شانِ محفرت
یار بلیلی گنبدِ خضر کی چھاؤں کب
خوشبو مزارِ پاک کی لائی نہ اے نسیم

طوفان ابھی تو خانہ دل میں لگی نہ آگ
کیوں سرد ہو گیا نفس شعلہ بار حریف

اک گلِ رعنا مہکتا ہے مگر چاروں طرف
گنبدِ خضر کی رہتی ہے نظر چاروں طرف
جہو متے ہیں جا بجا شاخ و شجر چاروں طرف
دبدم حس سے ٹپکتے ہیں شجر چاروں طرف
دہوم تھی جہلِ غلے کی رات بھر چاروں طرف
ٹھوکروں میں اونکے تھے نعلِ گھر چاروں طرف
تھے محمد کے حوشیدار بے مگر چاروں طرف
کہنتی ہے اونکی زبانوں پر گھر چاروں طرف
باغبانِ لہریل کی ہے نظر چاروں طرف
دھونڈتے ہیں روز و شب سمس و قمر چاروں طرف

نورِ پاکِ مصطفیٰ ہے جلوہ گز چاروں طرف
یہ سماں دیکھے کوئی عاشقِ دیارِ پاک میں
آنکھ شاید ساقی کوثر کی ان پر پڑ گئی
نخلِ بستانِ مدینہ کی یہ ہیں فیاضیاں
ختمِ جدمِ معجزہ شوقِ القمر کا ہو گیا
کیا غلامانِ محمد تھے دیانت کے دہنی
مزدہ جاں بخش تھا اونکے لئے حکمِ خدا
محفلِ میلاد میں جو دل سے بڑھتے ہیں درود
باغیوں کا گلشنِ اسلام میں ہو نفل کیا
ایک بھی اللہ والا اب نظر آتا نہیں

یا الہی اب چلے طوفانِ رحمت کی ہوا
کفر کا دریا بہہ ہے جوشِ بر چاروں طرف



درغیب (ق)

نام اونکا محمد ہے جن کا ہے خدا عاشق
جبریل امین جسکے در کے تھے سدا عاشق
یا عرش معلیٰ کی اوس پر ہے ضیا عاشق
پر عشق محمد کا لیستہ تہا مزا عاشق
بیمارِ محبت پر ہوتی ہے شفا عاشق
اس نعمتِ عظمیٰ کے ہیں شاہ و گدا عاشق
نیچے نظروں پر تھی ہر وقت حیا عاشق
ایسا تو کسی گل پر بلبل نہوا عاشق
کس منہ سے کریگا پھر رستہ کا گدا عاشق
جہاں ہے مدینہ پر رحمت کی گھٹا عاشق

اللہ بخنی بندے کن کا تو ہوا عاشق
محبوب خدا کا وہ بے مثل گھرانہ ہے
روضہ پر محمد کے وہ نور پرستا ہے
کیا روحِ بلائی پر مدد تھے قیامت کے
ویدار کا شربت ہی کرتا ہے سیجائی
تہوڑی سی مجھے درباں خاکِ والا د
ہر آن زمین کو تہا کیا شرف قد مبوسی
خاروں کی طرح مجرم ہیں دامنِ الامیں
گوراہ ہیں کانٹے ہیں پر گل ہے مدینہ میں
ساغر می الفت کالے ساقی کو تر سے

بیکار بن جائیگی یہ نعتِ نبی طوفان
ملجائیگا تجھ کو بھی اک روز صلہ عاشق

اے بلبل جاں تجھ کو اوڑا لیا بر شوق
جاتی ہے تو واپس نہیں آتی نظرِ شوق
ہمت نے ہر دست جو باندھی کمرِ شوق
پائے در درباں پہ جو کر جائے کمرِ شوق
ملجاتا ہے اوس شخص کو آخرِ خضرِ شوق
ہاں ذکرِ محمد ہی سے کہتا ہے درِ شوق

ہے گلشنِ طیبہ کا جو دل میں اثرِ شوق
کس حُسن کی اوس گنبدِ حُضرا میں کشش ہے
طے ہو گئی اک آن میں سب مدینہ
اس در دہری کا ہے مدینہ میں مداوا
گھر کرتی ہے جس دل میں تمنائے مدینہ
ہے شرطِ تلہ دل سے سنیں کان لگا کر

کیا حال ہو پھر دیدہ دیدار طلب کا طیبہ کے طرف گھر سے برستا ہوا جاؤں محبوب خدا او سکی بڑی قدر کریں گے ٹھہرنے کے قدم منزل مقصود پہ دن شہباز و کبوتر سے بلند او سکی ہے پرواز	دربار محمد میں جو ہو گا گذر شوق جھم جائے جو آنکھوں میں بجا جگر شوق ملجائے جو قسمت سے کسی کو گھر شوق ہو جائے اپنا سچ بھی اگر ہمسفر شوق تقدیر سے ملجائے اگر نامہ بر شوق
--	---

طوفان کو بلائیے جو سلطانِ دو عالم
اوڑ جائیگا جبریل کے مانند بر شوق

دلہن (ک)

باقی رہے دم طالب دیدار میں کبتک ہاتھ آئیگا کب وہ گلزارِ بدینہ کب برسے گا سر پر مرے نسانِ شفاعت فرمائے اسے شیخِ حرم آپ کے قربان وہ جنسِ ہوس جز آپ کے کینا نہیں کوئی کچھ آپ ہی فرمائیں علاجِ مرضِ دل رکھ دیکھئے اب سر پہ میر دستِ شفاعت ہو جائے قدِ مبوسِ عالی کی زیارت	تنکے کی کبتک دیدہ بیدار میں کبتک چلتا ہی رہوں گا رہِ پُر خار میں کبتک بیہٹا رہوں دربارِ گھرِ بار میں کبتک پہو بچیکا عریفہ مرا مرکار میں کبتک پھر تا ہی رہوں حشر کے بازار میں کبتک آئیگی کمی عشق کے بازار میں کبتک حسرت ہی رہے قلبِ نکاح میں کبتک بیہٹا رہوں میں سایہ دیوار میں کبتک
--	--

طوفان ترے روئے سے پتا ہوتا طوفان
اشکوں کی ہو برساتِ شب میں کبتک

نگاہِ حسرت کو یا آہی رہی گائی نظر کرتا	کہ سات پردوں میں چشمِ ترکے وہ آئینا کر کے
طواف کر نیک طرز بھولا بنا کسی منہ بھولا	اڈر یکا طیبہ کی وادیوں میں مری لکھنا کرتا
میرا تو رونا، عمر بھر سے یہ فصل سا کھیلج سے	برابری میری چشمِ ترکے کرینا ایر بہار کرتا
بنی ہی کیانِ زح میں بھی گت نظر نہ آئی وہ پاک صفت	فراق میں مضطرب رہیگی بدن میں جان کرتا
بیشکلی بخدی کی کتب است کب آئیں گی دہرِ قضا	رہی گائی خوابِ ستراحت رسولِ پردہ گار کرتا
شیت جانی گئی جو طوفان تو صبح پیری بھی گئی ہے	
حرام ہے دیکھ دن کا سونا نہو کا تو ہوشیار کرتا	
باعثِ کن فکاں سلام علیک	موجبِ ود جہاں سلام علیک
نورِ دل جان جاں سلام علیک	
گنجِ مخفی جو کچھ کہ مستور تھا	وہ رسولِ خدا آپ نور تھا
بے نشان کے نشان سلام علیک	
وُدِ رکعبہ سے سارے صنم ہو گئے	سارے اشعار کے سرفہر ہو گئے
اے شجاعتِ شاں سلام علیک	
جرمِ بید سے ہے جھکو شرمندگی	کی نہ حق کی ادا ایک دم بندگی
شایعِ عاصیاں سلام علیک	
بے بہاروں کے حضرت بہارِ حق	کیوں کہ خلاقِ عالم کے پیارے ہو تم
ما من بیکان سلام علیک	
کیا فصاحت ہے جس پر فدا جان ہے	جانِ ایمان ہے یا کہ قرآن ہے
اے فصیح اللسان سلام علیک	
اک نظر مجھ پہ ماہِ مدینہ کبھی	میرے دل کا ہو روشن نگینہ کبھی
اے مرے مہرباں سلام علیک	

ایک نکتے میں لاکھوں معانی نہاں	جسطحِ تخم میں ہے شجرِ کلفشان
اے بلیغ البسیاں سلام علیک	
اولیا کی تمہیں ذات معراج ہو	چار پہرِ طریقت کے سرتاج ہو
قبلہ مرشدان سلام علیک	
بھٹولے ہٹکوں کو رستہ بتاتے رہے	راہِ جنت کی سید ہی دکھاتے رہے
رہنما ہے جہاں سلام علیک	
آپ کی ہے وہ خوشبو چمن درخشن	زلفِ عنبر فشاں ہے ختن درختن
اے گل بے خزاں سلام علیک	
میرے دل میں بھری ہے ولا آپ کی	بتلیوں میں ہے روشن ضیا آپ کی
راحتِ جسم و جاں سلام علیک	
آپ طوفان کے مالک ہیں مختار ہیں	آپ انہی مصیبت کے خریدار ہیں
اے مرے قدر واد سلام علیک	

زلفِ (گ)

دل میں ہے عشقِ محمدؐ کہ لگی نور کی آگ	ہو مبارک تمہیں موسیٰؑ جنیلِ طور کی آگ
مدد اے نگہت گیسوے رسولِ عربی	پیونک ویتی ہے جگر کو دلِ محرو کی آگ
زاہدِ عشقِ محمدؐ کا صلہ ہے جنت	نہیں ڈالے نہ جہنم میں تجھے حور کی آگ
جوازل میں ہوئی روشن وہ ابدیں چمکی	دلِ عاشق میں لگی آگ بہت حور کی آگ
سنگاری کی تو عاشق کو خوشی تھی لیکن	ایک ہی پھول سے بہر کی فتنہ حور کی آگ

دلِ مجبور کے رونے سے حرارت نہ مٹی
لیجے جلد رسالت کا ستارہ چمکا
شب معراج ہوا جلوہ لیتا کا ظہور
مجھ کو جب تک نہ دینے کا لہجہ پانی
زخمِ دل کا یہ اثر ہے کہ ٹپکتے آنسو

کبھی پانی سے تو مجھتی نہیں کافور کی آگ
کیا سہا یوں ہوئی موسیٰ شبِ مجبور کی آگ
ایک ہی رنگ میں تھی ناظر و منظور کی آگ
کبھی ٹھنڈی تو نہو گی دلِ محرو کی آگ
اس طریقہ سے نکلتی رہی ناسور کی آگ

دل کو دھن ساقی کوثر کی لگی ہے طوفان
پانی پانی ہوئی ساری مٹی انگور کی آگ

دیکھا جو خواب میں رخِ خیر البشر کا رنگ
پیری میں سوزِ الفت احمد نہ چھپ سکا
آنکھوں میں گہو متا ہے جمالِ محمدی
دیکھا جو آستانہ رسولِ کریم کا
لیکر تو حیل چراغِ شریعت کو ہاتھ میں
قاصد اسی پتہ سے مدینہ میں ڈھونڈ لے
ضعفِ بصر ہے یا کوئی بارشِ ہوز کی
فاقہ میں صبر صبر میں یادِ خدا رہے
مفلس ہوئے جو دولتِ اسلام سے غنی
صدقہ سے اوس رسول کی تعلیم پاک کے

کچھ اور ہو گیا میرے نورِ نظر کا رنگ
ہو کیوں نہ زرد و زرد چراغِ سحر کا رنگ
پہیکا سا ہو گیا شبِ بھرانِ قمر کا رنگ
کافور ہو گیا ہے مرے دردِ سر کا رنگ
معلوم نا ہو تجھ کو رہِ پر خطِ سر کا رنگ
سے سبز اوس حبیب کے دیوار و در کا رنگ
آنکھوں میں کیوں سا گیا میری کمر کا رنگ
ہاں تباہی ہمارے پیغمبر کے گھر کا رنگ
آنکھوں میں اونکی صورتِ یقانِ تراز کا رنگ
طاعت میں تہا غلام سے بڑ بڑ کر کا رنگ

طوفان کے دل میں عشقِ محمد نہ چھپ سکا
ظاہر ہوا کلام سے سوزِ جگر کا رنگ



دلِ لیل (ل)

اور پڑ جاتے ہیں دل پر میر بھالے بلبل
اون کے انداز رحیمی ہیں نرا لے بلبل
مجھ کو لیتے نہ گئے قافلہ والے بلبل
ورق گل کے اوڑاؤ نگاہ و شالے بلبل
مل رہے ہیں انہیں جنت کے قبلے بلبل
متواضع رہے کچھ پاؤں کے چہلے بلبل
ٹائڈ جاں نے پرو بال نکالے بلبل
ٹائڈ سدرہ کے انداز اوڑالے بلبل
پڑ گئے اب تو میری جان کے لالے بلبل
واں نگہاں ہیں فرشتوں کے سالے بلبل

نہ سنا ہجر محمد میں تو نالے بلبل
جان و دل کر دے محمد کے حوالے بلبل
بیکسی ہیں نظر آئینہ کا مدینہ کیونکر
لائے گرجا کے مدینہ میرے نامہ کا جواب
عاشقونکا در احمد یہ جو رہتا ہے ہجوم
مجھ سے دیکھی نہ گئی خشک زباں خار و نیکی
اب کوئی دم میں ہے اور نیکو مدینہ کی طرف
گرداوس روضہ النور کے پھر اگر دوزات
بچکیاں آنے لگیں ہجر گل احمد میں
کس طرح سے ہومراشہر محمد میں گذر

تیری جینوں سے بھر جائے طوفان کا مزاج
اب تو بیمارِ محبت کی دعا لے بلبل

وے نذر جا کے روضہ شاہ زمیں میں بلبل
الفت کا میری ایک سے باغِ قرن میں بلبل
ڈوبے تھے رنگِ بویِ گلِ جن میں بلبل
لے لوں مزارِ پاک کے سالے کرن میں بلبل
پیدا ہوں لاکھ نافذِ شکِ ختن میں بلبل
تار سے بنے ہیں دامنِ پُرخِ کہن میں بلبل

جینِ جن کے توڑ باؤ بہاری چمن میں بلبل
فرماتے تھے ایس کی نسبتِ جمیتِ پاک
پہلوں کی قدر اسلئے کرتے تھے مصطفیٰ
جا روبر اس امید پہ دیتا ہے آفتاب
سوئے گئے گراؤ سکو گلشنِ طیبہ کی عنایت
بہرِ نثارِ روضہ والا تمام راست

<p>آئینکے بعد دفن یقیناً رنوں پاک لکھے ٹڑے بھی صورت بلبل تڑپ گئے حلقہ میں عاشقوں کے جمال محمدی ہمت سے غازیوں کی ہے محمود عاقبت</p>	<p>تازہ چمن سے توڑ کے رکھنا کفن میں بچل پیدا ہوئے جو وقت تکلم سخن میں بچل محفل میں شمع یا ہے شگفتہ چمن میں بچل سوسن کا گرز بھی کرف بشتن میں بچل</p>
<p>خوشبو چمن چمن میں طوفان کلام کی نعت محمدی کا میرے دین میں بھول</p>	
<p>ہے ہجر مصطفیٰ میں بہت بیقرار دل پہروں تڑپ کے ہوا اشکبار دل میں کیا ہوں اور دل کیلے کس شمار میں ہر دم زبان کو نعت محمدی سے کام ہے ملتا ہے جب کوئی مدنی مجھ کو راہ میں حضرت کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں صدقہ حبیب پاک کے حسن و جمال کا آیا خیال روئے محمد جو خواب میں اس کو تو بس غرض ہے خدا کے حبیب سے بلبل وہ دل فریب ہے گلزار مصطفیٰ یا مصطفیٰ غلام سے پردہ نچا ہے آل نبی پہ ہوتے ہی شیدا ملا خطاب</p>	<p>تڑپ گیا بعد مرگ بھی زیر مزار دل بجلی کبھی بنا کبھی ابر ببار دل قربان اونچے ہو نہیں لاکھوں ہزار دل رہتا ہے اونکی یاد میں سلیقہ نثار دل ہوتا ہے لاکھ جان سے اوپر تثار دل عصیاں زور رہا ہے میرا زار زار دل دنیا سے پیرو میرے پروردگار دل مارے خوشی کے ہو گیا باغ و بہار دل مطلب کا اپنے ہی یہ بڑا ہوشیار دل جاتا ہے اوس طرف ہی میرا بار بار دل ہے مدتوں سے دید کا امیدوار دل ذیجاہ و ذی مراتب عالی وقار دل</p>
<p>طوفان سیر باغ مدینہ کے شوق میں طاؤس بن گیا ہے میرا و اغدار دل</p>	
<p>جہوم کراچ مدینے سے اٹھا ہی بادل</p>	<p>بہر دے اے ساتی کو زمری غالی بوتل</p>

سیرِ فردوسِ بریں سے مجھے وحشت ہوگی
 آج دل سے حمدِ بغض کی آتش کو نکال
 راہ میں چھوڑ دے شوقِ زیارتِ جہنکو
 روضہ پاک تھے جی بھر کے ذرا دیکھ تو لوں
 ساتھ اپنے نہ لیا قافلہ والوں نے مجھے
 عاشقِ زار کو جب تک نہ دید اِ خدا
 عابدوں کو ہے نقطہ اپنی عبادت پہ مہنہ
 اے سچائے زماں جلد خبر لے اسکی
 حج کے عظمت کو تو حسنین کے دل سے پوچھو
 فرض ہے حمدِ خدا نصیبِ نبیؐ واجب

یا د آئے جو مدینہ کا سہانا جنگل
 سو میگا قبر میں تو راحت و آرام سے کل
 ضعفِ پیرانہ سر جی نہ مہر پاؤں ہوں شل
 دل بیتاب یوں زور سی پینہ میں اچھل
 دل سے ارمان کے ہمراہ تو ای جان نکل
 اوسکو بھاتی نہیں حورانِ بہشتی کی چٹل
 مجھے سیہ کار کو ہے زلفِ ہواں ہار پیکل
 ایک سے ہی بیمارِ محبت بے کل
 بارہا آئے مدینہ سے بہ کعبہ پیدل
 ہے نفلِ مدحِ اولی الامر کی لکھنا غزل

یا د آجائیکا جب سہر محمدؐ طوفان
 تیرے رونے سے نہ فردوسِ بریں ہو چل تہل

دلین (۲)

بلبل بولے گلشنِ گلشنِ صلی اللہ علیہ وسلم
 بیہوشی کو ہوش جو آیا سو جہا پھر تو اپنا پرایا
 کعبہ میں اتر اعرش کا تارا اللہ کا نعرہ مارا
 حشر میں وہ شدت کی گرجی اور وہ تباری و تابش
 بعد فنا پہونچی ہے یہ نوبت فاتحہ خوانی پہونکی کثرت

کول کوئے ہر مومن بن صلی اللہ علیہ وسلم
 نور محمدؐ مدھو گیا روشن صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر تو بہتوں پر پڑنے لگے گن صلی اللہ علیہ وسلم
 آپؐ وہ پھر سب پر دامن صلی اللہ علیہ وسلم
 تربت عاشقِ تنگدلی دوہن صلی اللہ علیہ وسلم

نام کے دساز تمہیں جو ہو تو کی آواز تمہیں ہو
نسخہ قرآن سب کو پڑھایا کہو دلو کو کہر انا یا
چمکا جسم بدر محمد کفر کی ظلمت جو گئی سب
بول اٹھے جب تہیں نہ کہہ سکتے یا جہنجا زمین
بجلی جب سلام کی چمکی چل گئی کھینچی ظلم و ستم کی
معدہ تر سراسر اس بڑے کٹ گیا کنیت کیا کبھی

نے کر دیں منہ لیک سے روز صلی اللہ علیہ وسلم
بنگیا س اک آن میں کس صلی اللہ علیہ وسلم
آگیا رہے گم ہوا رہن صلی اللہ علیہ وسلم
کہنے لگی کہل کر کف و کفن صلی اللہ علیہ وسلم
جھک گئی ہر مغرور کی گردن صلی اللہ علیہ وسلم
سر پہ کہیں پر اور کہیں تن صلی اللہ علیہ وسلم

ایک کل احمد گلشن سجان بلبل نالان سحر میں طوفان
آگ در ہوا و سکا شمعن صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھیں گے کب روضہ خیر الامام ہم
سیر بہشت تکو مبارک ہو زائد و
گوہیں گناہگار پر اتنا ضرور ہے
پڑتے ہیں صبح و شام وظیفہ درود کا
کیوں بیکسوں آنکھ پر آتا ہے قاصدا
نامی ہیں نامور ہیں سکندر نصیب ہیں
وہ اپنے دل جلوں کو کبھی پہولتے نہیں
آتی ہے یاد ساقی کو شرکی و مبدم
کیونکر نہ دل سے حکم شریعت پہ ہونٹا
دیدار ہو جو روضہ پر نور کا نصیب
مسجد میں مصطفیٰ کی پڑیں جا کے یوں غار
جنت میں کر طفیل شفاعت ہو چکے

کدن پڑینگے جا کے درود و سلام ہم
طیبہ کے باغ ہی میں کرینگے قیام ہم
لیتے ہیں جان و دل سے محمد کا نام ہم
لیتے ہیں اب تو اپنی زباں سے یہ کام ہم
بھیجینگے دم کے تار پہ او کو پیام ہم
مشہور ہیں حبیب خدا کے غلام ہم
روتے اسی امید پہ ہیں صبح و شام ہم
پیتے ہیں یوں شراب محبت کے جام ہم
کچھ بھی نہ جانتے تھے حلال و حرام ہم
موسیٰ کی طرح پھر نہ کرینگے کلام ہم
شیخ الحرم کو اپنا بنائیں امام ہم
جھک جہاں کے منکر دن کو کرینگے سلام ہم

طوفان اسی میں اب تو ہماری نجاست ہے

لکھتے رہینگے نعت محمد مہم

ملتا نہیں کسی کو بغیر اضطراب علم
تارا ہے علم چاند ہے علم آفتاب علم
عالم میں کوئی شئی بھی نہیں علم کے مثال
وہ علم جس کے سامنے معلوم بے حجاب
ہے علم سے فقط حق و باطل کا امتیاز
آتش ہے علم آپے علم اور ہوا ہے علم
مرغوب مدرسہ کا نہ کیوں کو دوسرے ہے
ہر قطرہ قطرہ علم کا دریائے نور ہے
ہاں علم ہی سے نفع و ضرر کا تمیز ہے
اس شہسوار علم سے بڑھتا نہیں کوئی
تن علم جان علم ہے ہوش و جو اس علم
حاوی ہے نور علم سپید و سیاہ پر
جسکو مذاق علم نہیں زندگی ہے بھیج
کہتے ہیں نہیں ہے علم کی قوت کسی طرح
سچ تو یہ ہے کہ علم کی دولت لازوال
شاہی سے بڑھ کے لطف عالم کو علم سے

کہتا کلید شوق سے توفان باب علم
روشن گر جہان ہے وہ عالم جناب علم
گویا کہ اس سوال کا نکلا جواب علم
عالم کو ہو رہا ہے خود اپنا حجاب علم
ہر شئی کی ماسیت کا ہوا فتجاب علم
بڑھتا ہے روز خاک کا تیلہ کتاب علم
کرتا ہے میکہ سے سدا اجتناب علم
ہر ذرہ ذرہ میں ہے نہاں آفتاب علم
ہوتا ہے ہر قسم میں سدا پاتراب علم
جسم ثقیل ریل کا ہے ہم رکاب علم
شر علم خیر علم عذاب و صواب علم
سب پر برس رہا ہے ہمیشہ سیاح علم
مستِ اُلت ہو کہیں بیکو شراب علم
پیری میں اور زور پر رہتا شباب علم
اکسیر سے ہوا ہے جو ہو دستیاب علم
لیکن علم ہو تو منقش بر آب علم

قطرہ

آب حیات بھی ہو اے جناب علم
ہوئی اگر نہ ذات رسالتما ب علم

قلما ت میں یہ علم سراج المنیر ہے
اندھیر تھا کسی کو نہ پھر صحبت کوئی

<p>العلم نکلتی کی خبر ہم کو کچھ نہیں ہر شخص کو خیال کی تصحیح چاہیے جاہل کوئی نہو کا زمانہ میں حق شناس علم و حیا وجود کرم میں دلیل علم</p>	<p>ہر ذرہ میں ہے جلوہ نما آفتاب علم تاکیم جودل ہوا تو ملا بے حساب علم ہر بارگاہ حق میں سدا باریاب علم سر سبز باغ خلق ہے ہر دم بہ آب علم</p>
<p>علم یقین کی بحر میں طوفان کا خوف کیا وہم و گمان کے علم سے ہر انقلاب علم</p>	
<p>بیاد مصطفیٰ ہر دم مذاق عاشقی دارم خدا را ساقی کوثر بجالی زار من بنگر بگرد گنبد خضرا نمی گروم بلال آسا گئے پابند جو لائے گئے از قیہ آزا دم جمال آں مرغوبی چگونہ در نظر آید ز رفتن سوے طیبہ ضعف دامن گیر محی باشد طپیدن پیش آں شاہ مدینہ از ادب راست گئے خنداں گئے گریاں گئے بیاں کبا آسا</p>	<p>چو شبنم چشم گر یاغ مذاق عاشقی دارم چشم سست اتو مست مذاق عاشقی دارم کھنکھسوس میاں مذاق عاشقی دارم گئے بر حال خود ناز مذاق عاشقی دارم وگر گون محاشو د حال مذاق عاشقی دارم نگار از شوق لاچارم مذاق عاشقی دارم چہ سازم بے پروا مذاق عاشقی دارم میرا اسے ہم نفس حال مذاق عاشقی دارم</p>
<p>بجز شوق مدینہ و ردلم دیگر نمی ماند بہ بحر عشق طوفانم مذاق عاشقی دارم</p>	
<p>عطر فشاں ہے باغ شبنم صلی اللہ علیہ وسلم آگیا نو زو یک مدینہ روشن ہو گیا دل کا نیکند کئے میں وہ تلوار کا چلنا ناز ہو گئی انا فتحنا خو کر فرشتے کرتے ہیں ہمد و روز بان نام محمد آج شب سرا کی خوشی کو کون نہکنا نہیں ہر دم محی ہے</p>	<p>کہتی ہیں کلیاں بھول کے دم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ پر ہے نور کا عالم صلی اللہ علیہ وسلم بجنے لگے نقارے دما دم صلی اللہ علیہ وسلم ربکا وظیفہ ہے یہی ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم حور و ملائک ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم</p>

بدر کی وہ خون ریز لڑائی آپ کی ہمت فزائی
 ملکہ قبلہ حق سے قبیلے ملکہ اپنی ہمت سے ملیدے
 میخانوں کی لڑائی کوئی رہا باقی نہ شہزادی
 تھی جو قلیل متاع الدنیا ہر اک تھا اللہ کا دنیا

ہاتھیں وہ تلوار کا چم خم صلے اللہ علیہ وسلم
 نور ہدایت ہو گیا ہم صلے اللہ علیہ وسلم
 محض فسق ہوئی سب ہم صلے اللہ علیہ وسلم
 منہی تھے دینار و درہم صلے اللہ علیہ وسلم

بجز الم میں عرق ہے طوفان کا دست گیر احاطہ قرآن
 المدد اے سلطان دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم

صوفیانہ

نہ کعبہ ہم نہ مندر ہم نہ منتر ہم نہ سحر نہ ہم
 شعاع مہر کو خوش بو و بدبو چھو نہیں کئی
 ہماری (ہم) ہمیں خود جانتی ہیں کوئی کیا جا
 ہمیں ہم ہیں تو چہ سنتے ہیں کیوں قوال کاغفہ
 کوئی گم ہم سے مل جی جا تو کہتا ہے کیوں ہم ہم
 کثافت پر ہماری ہی لطافت جلوہ فرما ہے
 وہ ہم ہیں پاک ہر نسبت سے لیکن چشم عاشق کو
 سمجھے سے دور ہیں ہم پر بقا پر ہو نظر جکی
 چڑھا منصور سولی پر نہ چھوڑا حق کے دہن کو
 رکھا ہری رطب یا بس حق نے سب آں میں لیکن
 کسی کا قول اگر شرع مبارک سے نہ ملتا ہو

ہر اک شئی سے جدا ہم شئی کو کوئی دین میں نشن ہم
 تو پھر کیسے مقید ہم بنے کیوں کر تہمت ہم
 کدہ رنگ سے قرین ہم دور سحر کرتے ہیں ان بن ہم
 کہاں کہتا ہے تن پر منہ سکتے ہیں تن تن ہم
 سناتا ہے یہ کس کو مارتے ہیں اس کی گردن ہم
 جدا شئی سے نہیں ہم۔ اور نہ شئی ہم۔ یا کدہ من ہم
 ہم اپنی نور ہستی کا کرا دیتے ہیں درشن ہم
 جلا دیتے ہیں اک دم میں فنا کا اوکھن ہم
 ملے ٹکڑا نہ کھانا نیکو تو پہلا تے ہیں اس ہم
 کبھی ہم رام کے پیرو کبھی بنیتے ہیں لچمن ہم
 تو سمجھنے کے سدا راہ خدا کا اس کو رہن ہم

ہو حفظ مراتب پر نظر جس شخص کی طوفان

تو دینِ مصطفیٰ کا او سکوی جانین گے تسمِ ہم

دریغ (ن)

اڑ کے جاؤں تو بازو میں پر ہی نہیں
اون کے قصرِ سہایوں میں در ہی نہیں
یہ وہ پتھر ہے جس میں شر ہی نہیں
شجرِ آرزو میں غم ہی نہیں
تجھ سے بہتر کوئی ہمسفر ہی نہیں
و اے قسمت کوئی نامہ بر ہی نہیں
صاف کہتا ہے پشکہ کمر ہی نہیں
اس میں رہن کا خوف و خطر ہی نہیں
خیر ہی خیر ہے کوئی شر ہی نہیں
آنکھ نے دیکھی اپنی نظر ہی نہیں
اون کے در کے سوا کوئی گھر ہی نہیں
اوس کا راہِ یقیں میں گزر ہی نہیں
کوئی اُمّی لقب سا بشر ہی نہیں
میرے عبقا کی کوئی خبر ہی نہیں
میری آنکھوں میں نورِ بھر ہی نہیں

کیسے دیکھوں مدینہ کو زری نہیں
عاصیوں کو تو دربار کا ڈر ہی نہیں
میرے تختِ جگر میں اثر ہی نہیں
حسرت ویدِ طیبہ نہ نکلی کبھی
لیسے کے چل شوق تو ہی مدینہ مجھے
دل کا دکھڑا تو لکھا بہت کچھ مگر
تھی لطافت میں تارِ نظر سے نہ کم
منزلِ خلد راہِ شریعت میں ہے
تیری صنعت میں خلاق کون مکان
کیا نظر آئے نورِ حبیبِ خدا
عاصیوں کے ٹھکانے کا ہے یہ پتہ
ہم سفر جس کے ہم دگماں بھی رہیں
کہتا تھا سن کے قرآنِ گودِ عرب
آئینِ گلاب مدینہ سے قاصد مرا
المدد اے جمالِ حبیبِ خدا

تیر فرقت سے ہر دم ہو سینہ سپر

ترا طوفان تو ایسا جگر ہی نہیں

خطا پوشش تو ہے خطا وارہوں میں
تو عالم میں یکتا گنہگار ہوں میں
جو حرف غلط ہوں قہیکار ہوں میں
کہ آزار فرقت سے بیمار ہوں میں
جو وابستہ گل ہودہ خار ہوں میں
بہت زال دنیا سے میزار ہوں میں
بہت ناتواں ہوں بہت نار ہوں میں
غلامِ عسلمان سرکار ہوں میں
کہ ہر دم طلبگار ویدار ہوں میں
گناہوں کا محشر میں انبار ہوں میں

تو قادر ہے یارب تو لاچار ہوں میں
شفاعت میں بے مثل ہیں آپ حضرت
قلم پیر و مجہبِ بخشش کا یارب
خدا را مسیحا نے طیبہ خیر نو
پنہوڑوں کا محشر میں دامن والا
چہرہ او ہے مجھے اس کے پنجہ سے مولا
مدینہ کو لیجا نیگا کون یارب
نہ محشر میں بہو لیں بہ روح بلالی
نظر مہر کی مجھ پہ پڑ جائے حضرت
گرے کیوں نہ مجھ پر سی رحمت کی بجلی

کہو نگا میر حشر چلائے طوفان حبیب خدا کا طلبگار ہوں میں

برستا ہے کہاں تک آنکھ سے یہ اتر دیکھوں
انجم حشر میں خیر البشر کو اک نظر دیکھوں
تمہیں کس آنکھ سے ایسا شوقِ فقر دیکھوں
کہو تر کو نہ میں یارب کہیں بے بالی دیکھوں
غلافِ شامِ کعبہ میں مدینہ کی سحر دیکھوں
ادھریں دردِ جگر کی کون دیتا خبر دیکھوں
نہ تہو کوں آپ جیواں پر نہ سگواں دوزخ دیکھوں
تمنا ہے کہ اس بیتابی دل کا اتر دیکھوں

بخاراتِ جگر میں جو صلہ ہے کس قدر دیکھوں
مجھے بخشے نہ بخشے تو مگر یارب یہ حسرتیں
یہ ہی خورشیدِ محشر کانپ کہتا ہے حضرت سے
ہزاروں بندے کہ ہیں بومِ رہزن راہِ طیبہ میں
اندھیرے میں الہی دیکھ لوں نورِ محمد کو
چلے آہ و فغاں و دونوں سوے طیبہ مگر پہلے
یہی ہے زندگی گردِ دولت ویدار ملے
شبِ فرقت میں تو آجوابِ انہوں خفا کیوں

<p>اسی کی ہے مجھے حسرت سچی آرزو دلمیں آجی گلشن دین نبی میں بھر بہار آئے لٹایا گھر دیا سر راہ حق میں ابن حیدر</p>	<p>رسول اللہ کا یار کبھی صورت سے در دیکھوں مسلمانوں کو پھر آپس میں میں شکر و دیکھوں بہادر ہی جہاں میں کون ایسا بیجو دیکھوں</p>
<p>نظر اپنی ہی مجھ کو جب نظر آئی نہیں طوفان قد بے سایہ احمد کو کیونکر آنکھ بھر دیکھوں</p>	
<p>شفاعت کا کل غیبی کھلا جب باغ اسکاں میں خریدنے کے محمد نقص ہے کو جس عیساں میں شفاعت کا تقاضا ہے نہ گھبراؤ نگہ کار و سلام حضرت جبریل امین ہر در پہنچے میں وہ دنداں منہ میں نوزانی لب زبیر سرخ آئی مبارک فال جب دیدار احمد کیلئے دیکھی چراغ الفت احمد ہے روشن بعد از بھی</p>	<p>مجی ہے دہوم مولود النبی کی حور و غماں میں پھر اگنج شفاعت میری نبی کے جوتے ماں میں جو کچھ اعمال بد میں پسند و طاق نہ انہیں دیا بلبل چمکتا ہے دین کے گلستاں میں گھر ایسے عدن میں ہیں لعل ایسے بدشاں میں نظر آئی ہے ہر دم نور کی صورت ہی قرآن میں یہی اک نور کی قندیل ہے گور غریباں میں</p>
<p>نہی محترم امی لقب ہو یا رسول اللہ مگر وہ آپ نے قرآن کا اعجاز دکھلایا</p>	
<p>بلالؓ پاک کیا مرتبہ ہے کوئی کیا جانے کہلے جاتے ہیں اعمال زبون میدان مجھ میں ہوس پھر دیکھنے کی ہو تو دیکھیں حضرت میری وہ جنت پا نہیں کئے جو نہ کہیں تیرا کئے کھنڈ دست رسول اللہ سنی شہید ہوں کیونکر</p>	<p>وہ عیال رخ احمد دل سے خیمہ انساں میں جہاں لویا محمد محمد اپنے پاک داماں میں وہی ہے طور کا جلوہ مدینہ کے خیاباں میں کہیں کانٹے بھی رہتے ہیں بے لاکھ زخموں میں ہے دہبا ماہ کامل میں جلن ہر درختاں میں</p>

<p>دکھا دو چاند صبر کی شرفیابیاں ہیں کئی ہیرے کی یوں کھانا رواغشی منڈائیں کئی صدیوں سے جو تشکر شہنشاہی میں یہی چشمہ او بلبنا ہے ہمیشہ باغ ایاں ہیں کہ اسکا نام لکھ کو فشر داران دریاں ہیں یہی دو پہول ملتے ہیں شکرانہ کی ہزاراں ہیں</p>	<p>کھل جائیں کہیں مان بُل سے یا رسول اللہ یہی فیض دلی ہے کہ آنسو بیکے جیتا ہوں وہ سب فیض قدم سے بٹلے باغ خلیل اللہ ہمارے چشم گریاں کو ہے الفت آب کوثر سے یہی شیخ الحرم کو یا نبی ارشاد ہو جائے تصویریں جہے رہتے ہیں سبطین رسول اللہ</p>
--	--

تاشہ ہے کہ غنیمتیں ہمیں قطرہ میں دریا ہے
دیا عشق محمد جلوہ گر ہے قلب طوفان میں

<p>درو و گل تو ملائک لالام پڑتے ہیں درو و پاک حج دل سے مدام پڑتے ہیں زبان سے مدحت خیر اللام پڑتے ہیں درو و حق و ملک صبح و شام پڑتے ہیں زہے نصیب جو عالم مقام پڑتے ہیں حقیقتا وہ درو و سلام پڑتے ہیں</p>	<p>بزار دل سے نبی کا کلام پڑتے ہیں زہے نصیب اونہیں کے اونہیں کی تم سے ہے ادب یہ ہے کہ فرشتے بھی سرنگوں ہو کر یہی وظیفہ ہے سبک یہی عبادت ہے عجب درو و ہے جسکو خدا بھی پڑھتا ہے پرند باغ میں ہر دم جو چہماتے ہیں</p>
--	---

جو عاشقان رسول خدا ہیں ا طوفان
وہی درو و لبدا ہتمام پڑتے ہیں

<p>خواب میں شربت ویدار پلا دیتے ہیں وہ جہلک او نکو مدینے میں دکھاتے ہیں میں جو چاہوں وہی مجھ کو خدا دیتے ہیں اسی امید پر دیکھوں مجھے کیا دیتے ہیں ہمکو حضرت کے فنانے ہی مزادیتے ہیں</p>	<p>اپنے بیمار کو حضرت یہ دوا دیتے ہیں طور پر حضرت موسیٰ کو بھی جانا ہو پہاڑ کیا غرض ہے مجھے دنیا کے شہنشاہوں سے کھٹکلی باندہ کے بیٹھا ہوں در احمد پر ذکر گل کا تو نہ کر بلبل شیدا ہم سے</p>
---	---

جس گہڑی میم کے پر کو اوٹھا دیتے ہیں
میرے ساتی مجھے جب جامِ فنا دیتے ہیں
ورنہ ہم عرش کی زنجیر ہلا دیتے ہیں
درد و دل کا میرے اشعار پتہ دیتے ہیں
مری سوتی ہوئی قسمت کو جگا دیتے ہیں
جام کو تراو نہیں شاہ شہدا دیتے ہیں

احمد پاک دکھاتے ہیں احد کا جلوہ
دیکھ لیتا ہوں میں جی بھر کے بقا کی صورت
کہو لدے جلد درخلد برس آرزوئیں
عشق کا راز چھپائے ہی نہیں چھپ سکتا
درد و دل در دجگر پھر مجھ میں مدام
جو لگا دیتے ہیں بانی کی محرم میں سبیل

یہ بھی احسان ہے مجھ کو خلیہ کا طوفان
بھمکو اپنا ہی وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں

پیٹ پڑے کوہِ آتشین نہ کہیں
دیکھ لے صورتِ آفرین نہ کہیں
وہ مدینہ کی ہو زمین نہ کہیں
آپ فرمائیں پھر نہیں نہ کہیں
زہر ہو جائے انگبین نہ کہیں
آپ ہو جائیں خشکین نہ کہیں
خشک ہو جائے آستین نہ کہیں
وہ مدینہ میں ہو کہیں نہ کہیں
اے ہوں ختمِ مرسلین نہ کہیں
خون رونا دلِ حزمین نہ کہیں
ہوں گنہگارِ شرِ ملین نہ کہیں
اور ہو جائے کچھ یقین نہ کہیں
آنکھ دکھلائے خورِ علین نہ کہیں

پہونکدے عشقِ دل نشین نہ کہیں
اوس کے محبوب پر دل آیا ہے
ابرِ رحمت جہاں رستا ہے
یا نبی طالبِ شفاعت ہوں
دو۔ طبیبو درد و پڑ پڑہ کر
میرے نالوں کو روزِ سن سکر
لذتِ گریہ کم نہواے دل
دل مرا گم ہوا ہے مدت سے
نزع میں بوگلاب کی آئی
اونکے دامن کا بھی خیال رہے
حشر کے روز یا رسول اللہ
آپ کو دیکھتا ہوں بے سایہ
وہ گنہگار ہوں کہ جنت میں

دھونڈتے جسکو پھرتے ہو طوفان
وہی شہر رگتے ہو قرین نہ کہیں

وہیں رہتے ہیں دل اچھا دلبر بھی ہو ہیں
مدینہ کی طرح جنت میں کیا منظر بھی ہو ہیں
کہ جس جا آپکا دربار وہی جا بر بھی ہو ہیں
کہیں ایسے عدل میں نور کے گوہر بھی ہو ہیں
کہ ہر دم دست بیعت آپ کے خیر بھی ہو ہیں
مگر وہ صاحب معراج کے ہنر بھی ہو ہیں
خدا کی شان قہمیت کے دہی پھر بھی ہو ہیں
محمد مصطفیٰ کے کلمہ گو نکھر بھی ہو ہیں
وہی حکم خدا سے ساقی کو تر بھی ہو ہیں
اسی امید پر وہ شافع محشر بھی ہو ہیں
دو عالم میں کہیں ایسے پری پکر بھی ہو ہیں

بجز کوہ پیغمبر عاشقوں کے گھر بھی ہوتے ہیں
بہت کچھ سن چکے فردوس کے اوصاف سے واعظ
ہمیشہ آپ کے مجرم بڑے ہیں آپ کے در پر
میرے اسکوٹنے پانی آبرو عشق محمد سے
جہاد فی سبیل اللہ پر شیدائشجا عت سے
نبوت میں برابر نبی ہیں شک نہیں سہیں
بڑے رہے ہیں محبوب خدا کے استانے پر
نہ لاتا ہاتھ میں بوجھل گراو سکو یقین ہوتا
سخاوت میں جو ہوں مشہور دریا دل زمانیں
بہت مرغوب ہیں اللہ کو محبوب کی باتیں
جو انان بہشتی کیوں انہوں سبطین پیغمبر

فدا ہوں اسلئے میں سید و پیر نام بر طوفان
اسی زمرہ میں اہلی سبط پیغمبر بھی ہوتے ہیں

جسم پر نور وہ ایسا ہے کہ سایہ ہی نہیں
جلوہ نگر ہو گیا جب تو موسیٰ ہی نہیں
گل احمد کی طرح گل کوئی دیکھا ہی نہیں
یہ وہ ہے راہ کہ جس راہ میں کشتا ہی نہیں
آنکھ میں گلشن فردوس سماتا ہی نہیں
نامہ برجا کے مدینہ سے تو آیا ہی نہیں

سچ ہے محبوب خدا کا کوئی ہمتا ہی نہیں
لنقرا لی تو فقط مدعت اہل سے رہی
سیر فردوس سے رضوان کوئی حاصل ہوا
اے مسافر تو کبھی راہ شریعت کو نہ چھوڑ
لیکھی چہلین کے دل باغ مدینہ کی بہار
رحم کہ تجھ پہ ذرا تو ہی نسیم سحری

ایک یوسف کے ہیں لاکھوں ہی خریدار مگر امتی ہو نیکا دعویٰ وہ کرینگے کیونکر چلے یا وہ تو مدینہ کے طرف دزد کفن خواب میں جھکے ہوئی سیر مدینہ کی نصیب	نظر شوق نہیں چشم زلیخا ہی نہیں جنکو حضرت کی شفاعت کا بہرہ ہی نہیں کہوں مت قبر کو مداح کا لاشہ ہی نہیں اوسکو گلزار بہشتی کی تمنا ہی نہیں
لاکھ بیدارو کے اشعار ہوں رنگین طوفان گل کا غد کبھی محفل میں ہمکتا ہی نہیں	
تم شفیع المذنبین ہو میں گنہگاروں میں ہوں معصیت میں چور ہوں ہمیشہ عامی ہوں مگر خواب میں وہ نور کی صورت تو دکھلا دیجئے آتش ہجر پیہر سے ملے کیونکر نجاست کیوں نہیں لیتے خبر اپنے مریض عشق کی کہتا تھا شوق شہادت غازیو کو جنگ میں تو ہی اپنے ساتھ جھکے لیسے چل بہر خدا اے زلیخا عشق احمد نے بڑھائی ابرو یاد دندان مبارک میں ہے اشکو کی جہڑی نور کی صورت محمد کی ہے یا قرآن ہے کیوں نہ خیدا ہو بھلا حضرت پہ صورت آفرین قید میں سجاد کہتے تھے زبان حال سے	تم گل پیکتا چین میں ہو توں خاروں میں ہوں عاشقان بے مصلحتے کے کفش برداروں میں ہوں صورت کیو پریشاں ہیں سے کاروں میں ہوں میں کہا بک سا ہر اک ہلو سے نگاروں میں ہوں اے طبیعت مہربان میں بھی بیماروں میں ہوں حور یوں جھمکے میں بھی کھنواروں میں ہوں میں تو ایشوق زیا ر سخت لاچاروں میں ہوں میں بھی یوسف کی طرح محشر کے باناروں میں ہوں ابن سان کی طرح میں بھی گنہگاروں میں ہوں کہتی ہی ہر سطر زلفوں کے طرفداروں میں ہوں شان عجبو بی یہ کہتی ہی طرفداروں میں ہوں اونکے گیسو معجز کے گرفتاروں میں ہوں
عشق کی دولت ہے طوفان کو تو نگر کر دیا زرد رنگت اسکی کہتی ہے زرداروں میں نہیں	
جہان بیٹھے اوٹھ چلے رہ سلطان بن سون	رہیگی وہ زمین ہمایہ عرش برین برسوں

دماغ اپنا پریشان کیوں نہ ہو گلگتِ حنبت سے
رہی اشکِ مسلسل کی جڑی گریوں ہی فرقت میں
یہی ایمان کی جان ہے، اہی میں نورِ عرفان ہے
ملا کرتے تھے آنکھوں سے ملکِ حبلی کفِ پا کو
جب اپنی آئینہ میں دیکھتے تھے نشانِ محبوبِ نبی
مدینہ کو تو لاکھوں جا رہے ہیں یا رسول اللہ
ہزاروں خویوں کے پھول تھے باغِ محمد میں
وہ اخلاقِ الہی سے تھی مملو نشانِ حضرت کی
غذا کیا پوچھتے ہو اوش شہنشاہِ دو عالم کی
شہیدِ کربلا کی یاد جب سے گزرتی ہے

کہ اکثر خواب میں گئی ہر زلفِ عینِ برسوں
تو سو کہے گی نہ پھر ابر تر یہ آستین برسوں
رہی دل میں آہی عشقِ ختم المرسلین برسوں
قیامت سے کہ کانٹوں پر چلا وہ نازنین برسوں
کہیں سے دیکھتا تھا اونکو صورتِ آفرین برسوں
زیارت کیلئے تڑپا پارنگے کیا ہمیں برسوں
معطر جنگی خوشبو سے رہا خلدِ برین برسوں
کسی نے بھی نہ دیکھا آپ کے چینِ جبین برسوں
پسند خاطر اقدس رہی ان جوین برسوں
تو پھر بیساختہ روئے زین العابدین برسوں

ادب میں کے آستانہ پر سینگے جا ہم طوفان

رہی خدمت میں جنکی رات دن روح الامین برسوں

میں بندہ تو مولا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
میں جنسِ مفید ہوں تو سب سے منزہ ہے
ہر موج کو دریائی دریا نہیں کہہ سکتے
جو کچھ تو کرسے دعوے زیبا ہے مجھے مولا
مانا کہ تو سوچ ہے اور دھوپ ہوں میں لیکن
میں میں کثافت ہوں تو عین لطافت سے
تو قادرِ مطلق ہے میں عاجزِ بیحد ہوں
میں خاک کا بتلہ ہوں تو نور کا دریا ہے
ہر فورہ میں گو تا بانِ خورشیدِ منور ہے

میں ادنیٰ تو اعلیٰ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
ہر جائزہ جلوہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
میں موج کو دریا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
لازم مجھے سجدہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
تو اصل میں کہتا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
مجھ پر ترا جلوہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
تو عالم و دانا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
مٹی میں رکھا کیا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
پر حال یہ کہتا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

<p>ہر چند کہ قطرہ بھی دریا کا نمونہ ہے میں ذاتِ فانی ہوں تو ذاتِ باقی ہے تو وہ گلِ کیتا ہے ہر جا پہ چمکتا ہے ہوں ہوں جم میں کہتا ہوں یہ ہو بھی تو تیری ہے</p>	<p>پر تول میں ہلکا ہے جو تو ہے نہ وہ میں تو سب سے زالا ہے جو تو ہے نہ وہ میں پھر سب سے علیٰ ہے جو تو ہے نہ وہ میں پراس میں بھی زدہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں</p>
<p>یا محمد حالِ دل اظہار کے قابل نہیں نذر دیتا ہوں دل پر داغِ شمعِ الحرم آپ کا دستِ شفاعت کیج لے تو کیا عجب محض میلاد میں کب غیر پڑتے ہیں سلام دل کے کٹنے کی خبر تو جانے گی سرکار کو عشق کی ہٹھی میں سونے کو گلا نا چاہئے خواب ہی میں شانِ محبوبی کی جب دیکھ لیتے بدر کے دن کہتے تھے آنکھیں بھرا کر خبر ل ناریوں سے جنگ میں کہتا تھا اکبر کا جمال</p>	<p>صوفی وہ نہیں طوفان جو شئی کو خدا سمجھے اینا ہی کہنا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں</p>
<p>زہد و تقویٰ پر ہوا اپنے جس کو طوفان کچھ نہیں بالیقین وہ رحمتِ غفار کے قابل نہیں</p>	<p>یہی ہے شانِ محمدؐ کی سب رسولوں میں وہ اعلیٰ ہے جبلِ ثور کے بہولوں میں بڑے چلے ہی گئے برہمنوں کی ہولوں میں بھرا ہے پانی بہت پاؤں کے پہپولوں میں</p>
<p>گلاب جیسے چمکتا چمن کے پہولوں میں علیہ سعید یہ تو جس کو دہونڈ نے نکلی دلوں میں گہس گئے سینوں کو تانِ کغازی خبر کرے کوئی طیبہ کے خشک خار و نکو</p>	<p>یہی ہے شانِ محمدؐ کی سب رسولوں میں وہ اعلیٰ ہے جبلِ ثور کے بہولوں میں بڑے چلے ہی گئے برہمنوں کی ہولوں میں بھرا ہے پانی بہت پاؤں کے پہپولوں میں</p>

نہ چہر غنچہ دل کو مرے نسیم سحر
عجب تھی شان چلین جین کی صل علی
نہیں ہے مجھ سا کوئی غمزدہ بلو لوں میں
جہلاتے رہتے تھے جبریل جنگو جہو لوں میں

نکل ہی جائیگی حسرت طواف کی طوفان
ملیگی خاک مری ایک دن بگو لوں میں

چشمِ حُر خواب میں وہ کاشفِ آرازی ہیں
اے تبو جلد نکل جاؤ خدا کے گھر سے
ہم جو مانگیں وہی دیتے ہیں رسولِ مدنی
نامے لے لیکے اوڑے تھے جو مدینہ کی طرہ
بادشاہوں کو ہے دربارِ محمد محمود
بخود ہی میں نہیں تکلیف شریعتِ ساقی
گنجِ مخفی سے نکھل کر جو بنے تھے مدنی
آمنہ بی بی کے گھر مہر رسالت چمکا

سات پردوں میں شہنشاہِ حجاز آتے ہیں
آج کعبہ میں وہ پڑھنے کو نماز آتے ہیں
خوگر خلق کہیں رحم سے باز آتے ہیں
وہ بکو تو مرے سب صورتِ باز آتے ہیں
ہاتھ باندھے ہوئے سب مثلِ باز آتے ہیں
مہوش کے ساتھ ہی اندازِ نیاز آتے ہیں
لامکاں میں وہی سرمایہ نماز آتے ہیں
عرش سے فرش پہ وہ ذرہ لوازا ہیں

بجز عصیاں کے تلاطم سے نہ گہرِ طوفان
تیرے لینے کو شفاعت کے حجاز آتے ہیں

جہاں میں کوئی بے سایہ بشر ہو تو میں جانوں
تصور و مہمِ جا جگہ کے آتا ہے مدینہ سے
براقِ تیز پر مہراج میں کتنا تھا حضرت سے
زبانِ پرزخ میں کیا نام مٹھا ہے محمد کا
یتیم امی لقب وہ جہا گیا صد ہا قبیلوں پر
چراغِ شام کے پر تو سے کتنا تباہِ روانہ
نہیں ہے محفلِ میلاد سے دل بستگی جس کو

برنگِ صاحبِ شوقِ القہر ہو تو میں جانوں
کوئی ایسا کبوتر نامہ بر ہو تو میں جانوں
خیالِ خضر میرا ہمسفر ہو تو میں جانوں
جہاں میں بامِ اسیسی شکر ہو تو میں جانوں
محمد سا کوئی پیغامبر ہو تو میں جانوں
مدینہ کا جو تو نورِ سحر ہوئے تو میں جانوں
تو بھرا شکوے اس کی یتیم کر ہو تو میں جانوں

ہزاروں سختیوں میں جھگیا اسلام کا پودا
تو اے تارِ نفس اپنا اثر ایسا تو دکھلا دے
شجرِ پتھر پہ ایسا بار در ہوئے تو میں جانوں
اونہیں بتیابی دل کی خبر ہو تو میں جانوں

ملے جس شخص کو مندل مزارِ پاک کا طوفان
پھرا و سکو عمر بھر بھی درد سے ہو تو میں جانوں

میں رہوں خوش میں خلوت کا یہ دستور نہیں
حسرتِ شربت ویدار نہ رہ جائے کہیں
کب تو سو جائیگا اے دیدہ ویدار طلب
میں وہ غازی ہوں کہ تلوار ہے مثنوی مرزا
رات بھر رہتا ہے وہ ماہِ مدینہ دل میں
یا الہی کبھی آجائے مدینہ کی ہوا
آنکھ میں جسکی حیا ہو نہ مروت باقی
اے فرشتوں نہ رہو سر پہ سیرِ بارگناہ
مرے اشکوں سے دان کو بچا اے زاہد
میں جو چاہوں وہی دیکھا میرا خالق مجھ کو
غیر کے سامنے آنا اونہیں منظور نہیں
چشمِ مشتاق ہے لیکن دل محروم نہیں
سات پردوں میں وہ آجائے تو کچھ دور نہیں
کون کہتا ہے کہ پہلو میں میرے خور نہیں
لیلۃ البدن سے کچھ کم شب و بچور نہیں
خلد کی سیر سے بھی دل مرا سرور نہیں
بالیقین اوس میں محمدؐ کا کبھی نور نہیں
امتی احمدؒ مرسل کا ہوں مزدور نہیں
آب کو تر ہے یہ کچھ بادۂ انکور نہیں
کیونکہ وہ قادرِ مطلق کبھی مجبور نہیں

بے سبب آنکھ سے آنہیں کرتے طوفان
پھر یہ کیا ہے جو جگر میں کوئی ناسور نہیں

میں مدحِ خوانِ رسالت تاب کے ہون
کے نہ تارِ نفس حسرتِ زیارت میں
یہی طریق ہے در پردہ اونکے آنیکا
ہر اک چراغِ حرم کا ہول سے کہتا ہے
کب اے فضل گناہوں کا دزن کرتا ہے
اگرچہ خار ہوں لیکن گلاب ہو کے رہوں
آلہی ہند میں گتک خراب ہو کے رہوں
خیال میں یہی آتا ہے خواب ہو کے رہوں
جو گل ہوا بھی تو میں آفتاب ہو کے رہوں
وہ بے شمار ہے میں بے حساب ہو کے رہوں

جلا کے آتشِ فرقت مجھے تو خاک نہ کر
اسی امید پر خوش ہو بسی ہے پہلوں میں
انگ عشق محمد کی دل سے کہتی ہے
احد سے کہتی تھی احمد کی شانِ محبوبی
بہادے اشک مسلسل مجھے مدینہ تک
فروغِ حسن یہ اونکا نظر سے کہتا ہے
یہی ہے دولتِ عظمیٰ اسی میں ہے اکسیر

مزا تو جب سے کہ بوئے کباب کے رہوں
پسند خاطرِ عالمِ جناب ہو کے رہوں
ضعیفِ عمر میں زورِ شباب کے رہوں
تو بی مثال ہے میں لاجواب کے رہوں
دیارِ پاک میں میں آبِ آب کے رہوں
میں اپنی شکل کا خود ہی حجاب کے رہوں
کہ خاک پائے سب بو تراب کے رہوں

مجھے تو نام و نشان ہے ہرنگِ اُطوفان
یہی خطاب ہے میں بے خطاب کے رہوں

سنا دے ہمو دواعظِ احمد مختار کی باتیں
کہیںکے نفسی نفسی وہ تو یہ بھی ہر دم
مری آنکھوں میں ل میں جھکیا نقشہِ مدینہ کا
نقدِ دمبدم ہوتا ہوں میں ذکرِ ادیسی پر
ہجومِ حشر میں رحمت جہکے کیا چند نیکیوں پر
لذائقِ لذائذِانی کا مزا کیا بواہوں جانے
حفاظتِ شرع کی موقوف تھی ہر خموشی پر
رہ حق میں یتیم پاک پر کیا راستہ توڑے
بھلا وہ بدر میں انہیوں جان نہ دیکھ ملامی کہ
ہلالِ عید کا جلوہ نظر آئیگا عاشقِ گو
مخالف ہی رہا بوجہل اوس نورِ الہی سے
لگے رہتے ہیں جھٹکے کان ہر دم دل کے کھٹکے پر

پسند آئیں گنہگار کو دل کو ماری باتیں
بنیتوں سے زالی ہیں سرِ ماری باتیں
مجھے بھاتی نہیں مضائقہ گلِ گلزار کی باتیں
خوش آتی ہیں دل ہمار کو ماری باتیں
ہزاروں میں نہیں سستا کوئی دوا پر کی باتیں
کوئی پوچھے کلیمہِ شہیدِ دار کی باتیں
کہیں منصوبہ نے ہو کچھ وہ سب تیر کی باتیں
سستی جاتی نہیں کفارِ نامہِ بخار کی باتیں
لڑکپن سے جو ستار ہا تلوار کی باتیں
سنائے گر کوئی اوس برو خدا کی باتیں
کہاں بھاتی ہیں آلِ نزار کو دلدار کی باتیں
سمجھتے ہیں ہی عشقِ مزاج اس کی باتیں

نہ بھولینگے کبھی ہم قصرِ جنت میں بھی اٹھو گے
محمد مصطفیٰ کے سایہ دیوار کی باتیں

ملیگا شربت دیدار اک دن
عرسے گھر آئینگے سرکار اک دن
کہلے گا حشر کا بازار اک دن
میرے آقا میرے غمخوار اک دن
گلے ملجائیں گی تلوار اک دن
ہمارا دیدہ بیدار اک دن
ملیگی رحمت غفار اک دن
مدینہ کا مجھے گلزار اک دن

شفایا نیگا یہ بیمار اک دن
دور دیدہ کھلا رکھوں نہ کیونکر
چہپائیگا گناہوں کو کہاں تک
پریشانی کریں گے دور میری
نمائے شہادت کہہ رہی ہے
یقین ہے خوابِ راحت سے ملیگا
وہی ہے میرے سونے کی کسوٹی
دکھا دے زندگی میں یا الہی

میسرِ نزع میں طوفان کو ہو گا
رسول اللہ کا دیدار اک دن

قفسِ تن سے نکل جا کہ وطنِ دور نہیں
جذبِ کامل ہے تو صحرِ آخرتِ دور نہیں
بیکسو رہ طیبہ میں کفنِ دور نہیں
اک طرارہ جو بھروں چرخِ کس دور نہیں
تجھ سے کچھ دامنِ دریا عدن دور نہیں
کیا سببِ دل سے مر رنج و محن دور نہیں
اے مسافرِ در سلطانِ مژن دور نہیں
اے غزالانِ خطا مشکِ ختن دور نہیں

بلبلِ جاں وہ مدینہ کا چین دور نہیں
اب بھی سُن لے کوئی آوازِ ایلِ قری
نور کی مہ نے پس مرگ اڑائی چادر
شبِ معراج میں کہتا تھا براقِ نبوی
چشمِ ترا شکِ مسلسل کے عطا کر موتی
گرچہ آیا ہے مدینہ سے تسلی کا جواب
ابھی آثارِ مدینہ تجھے آئینے نظر
منفرت کہتی ہے بلِ جل کے خطا واروں سے

دل میں جو بات ہو نکلے وہی منہ طوفان

ایک ہی رنگ سے دل سے دامن دور نہیں

جو بوجھ و تکلف ناز تھے ہو بیش موج نیاز میں
 کہ دکھائے شکل حسیار با وہ خود اپنی گردن میں
 رخ پاک پر تباہ لیلیٰ وہ حسیا تباہ زلف ازار میں
 وہ ناز تکلف حق نہیں صحر و دہوہ ناز میں
 یہ خیال ہو گیا آئینہ دل پاک آئینہ ساز میں
 چمن قبیلہ پاشی جو تھکے ہاتھ حجاز میں
 نہ کہو تو ریا کھی اور اناہ مجال بازو باز میں
 وہ حسیا دیدہ و گریں جو ہنوتی چشم ایاز میں
 نہ ملے فرشتوں کو جہان و مغفرت کے ہزار میں
 احوال کی کب گئی خوش ادا نگاہ نگہ نواز میں
 رفقا احمد جتبی نہ رکے نشیب و فراز میں

نہ چہی حقیقت بحر ہونظرانی اسیل مجاز میں
 یہ چراغ ہی کا تھا نور سب جلوہ گر مجاز میں
 تباہ عجب ایہ مصطفیٰ شرف میں بھی نہ رہ سکا
 ہر دور و دیا کہ دل نشین خدا بھی پرستایا یقین
 یا امید تھی کہ مر آئینہ وہ حبیب مدد کھینکے آئینہ
 او نہیں کیونکہ وہ ہول تھا ہاں حق کا سول تھا
 میں تباہ اپنے خیال کے کہ نہ جاکے وہ آگیا
 دل پاک بن سبکتگین کھی تباہ سپہ نہ بالیقین
 جوڑا ملا طم عاصیان ہم حشر میں تو نہ تھی امان
 وہ خیال خال راخ صفا ہو جبہ دل میرا مبتلا
 کبھی تھے وہ کعبہ میں بت شکن کبھی بہاؤن ناز

یہ ہی طوفان دل کا بخاری ہو جو روتا دار و زار
 تو دیدہ ابر بہار ہے یہ اثری سوز و گداز میں

نظر آئی بہارِ خلد سا دل کہینے میں
 گل فردوس کی خوشبو تھی تھکے پینے میں
 دکن جس جسم خاک کی ہر گرجاں مدینے میں
 محمد مصطفیٰ سانا خدا ہو جس سفینے میں
 دل بیتاب کیونکر قرار پائے گاسینے میں
 یہی اک فکر ہو کند میرے دل کے نکلنے میں
 اسی صورت قرآن ختم کرنا ہوشیے میں

و فور عشق سے روتا ہوا ہو بخا مدینے میں
 مہکتے تھے عروسان عرب کے گھر مہینوں تک
 فراق مصطفیٰ میں کیا کہوں کیونکر گذرتی ہے
 غریب بحر عاصیان وہ کسی دم ہو نہیں سکتا
 نہو جب تک نگاہ ہر مجاہد پر یا رسول اللہ
 آہی میں نہ بہو لوں کوئی دم کلمہ حسد کا
 جہاں تہا ہے ہر شب آنکھیں حسیہ مجھ کا

<p>اسی کی عاشقوں کو دین لگی رہتی ہے جیسے میں مرا باقی رہا کوئی نہ کھانے میں نہ پینے میں کسی صورت سے حاصل کر اگرچہ ہو وہ سینے میں</p>	<p>رسول اللہ کے احکام پر وہ جادیتے ہیں ضعیفی میں نہ غم کھانا نہ آنسو پینا آتا ہے اگر ہے علم کا طالب تو کھوں دور جا جا کر</p>
--	--

میرے مدفن میں جبرئیلؑ مجھ کو نہیں طوفان
یہی اک لعل آتش رنگ بہتا ہے دینے میں

اس شعر میں حدیث شریف۔ اطلب العلم ولو کان بالسیّد کے طعن
اشارہ ہے اگرچہ علماء و محدث نے سیدین سے مراد ملک چین کی لی ہے لیکن دل کو اس
تاویل سے تسکین نہیں ہوتی اس واسطے قرآن پاک میں سراطب دیا بس سب جو
قطع نظر اس کے سرکار کی ذات عین علم ہے تو ایسا نبی چین میں کہ اس وقت
تک چین میں اسلام نہ تھا۔ جانے کی ہدایت کیوں دیتا بلکہ خاص آیات قرآنی کے
اسرار و معانی سے آپ نے جن اشخاص کو تعلیم دی ہوا ان کے سینے سے حاصل کرنیکے
طرف اشارہ ہے اور اسی سے راستہ کو تسکین ہوتی ہے۔

<p>لاکھوں کو بل رہا ہے ایمان تری گلی میں بھوکا رہا نہ اک دن مہمان تری گلی میں رہتے ہیں دوست و دشمن دان تری گلی میں دشواریاں ہوئیں سب آسان تری گلی میں تیرا ہے رب و جلالاے جان تری گلی میں بگڑے ہوئے سب انسان تری گلی میں جبریل آ رہے ہیں ہر آن تری گلی میں جنت تری گلی میں معان تری گلی میں بخشش کا ہے مہیا سامان تری گلی میں</p>	<p>نازل ہوا ہے قرآن لے جان تری گلی میں خافوں میں بھی دی تھا خوان خلیل تیرا مشہور ہے جہان میں خلق عظیم تیرا اے خاتم الرسالت و امجد شفاعت تو علم اولین ہے تو شمع بزم دن ہے جس ہٹ یہ تھے سہیلے آخر وہی قبیلے بعد از سلام خالق تجھ پر درود بھیجے تیرے فقیر کیونکر چوڑیں دیار تیرا ہر رحمت خدا بھی ہر دم تری رضا جو</p>
---	--

بوجہل جان کر کیوں انجان ہو گیا تھا تیری زبان سے باتیں کرتا ہر حق تعالیٰ آگے ابر سر پر تھمکو چہپا رہا تھا اترا ہے میں دونوں تیری عنایتوں پر دل میں سما گئے جب نہی نکات تیرے	نکلے قمر کے ٹکڑے جانان تری گلی میں سُن سُن کے ہو گئے سب ان تری گلی میں سائے کو ڈھونڈتے تھیں ریاں تری گلی میں وانا تیری گلی میں نا ان تری گلی میں اک طفل بن کے بیٹھا لقمان تری گلی میں
--	---

کرتک یہ خواہاں کھلاؤ پاک صورت

برائے عاشقوں کا طوفان تری گلی میں

غافل نے عمر بھولی میں تو کی گفتگو میں باغ جنان میں گلشن ہو کیوں نہ روج پرور یہ اور دل جلوں کو بہر کا کہ چھوڑتی ہے مرنے سے پہلے توبہ لازم ہے عاصیوں کو سینہ میں ہے جو نافہ خود اوس سے پیچھے ہے جنگِ جدل کی نوبت آتی تھی آخری پر دیدار روزِ محشر اول او نہیں کا ہو گا اخلاص میں سرِ موش اہل ریا نہ ہوئے معنی میں ڈوبنے کو کافی ہر راگ صوفی تاروں میں ماہِ کامل پہلوں میں پہول لیتا میں حور اوسکو سمجھوں جو تیغ ہو بغل میں	مرنے سے پہلے مر کر گم ہو گیا نہ ہو میں احمد کی خوبیاں ہیں ہونے نہ گئے لو میں آتش بھری ہوئی ہے کول کے بنگلوں میں کافی یہی ہے صابن جھپانکے شستہ ہو میں بن بن بچے آئو خوشبو کی جستجو میں حضرت کی عمر ساری لذری صلح جو میں اوٹھینے جوڑیں سے ڈوبے ہو ہو میں ہرگز خلل نہ آئے موتی کی آبرو میں یہ ہائے تیری ہو گی حجابِ بے میں یا ذاتِ پاک احمد یار ان نیکو میں اوٹھوں بروزِ محشر ڈوبے ہو ہو میں
---	---

نکلے دل کے ارمان کیوں رورہا، طوفان

ستر برس تو گزرے طیبہ کی آرزو میں

مجری تھے تشنہ لب آں ہمیر دہوپ میں
آپ بیکان کیا جب حرط نے حلق تر
جس گہری ہیرا امت ہو گیا پیوند خاک
وہن رحمت سے ڈہانکا اونکو پھر اللہ نے
ایک صدمہ کو ہی شکل سے اوٹھاتا ہوش
بعد مدت کے جو حکمی رن میں تیغ جیدی
پونچتے جاتے تھے منہ رومال سے مجبور حق
یہ غذا پالی سفر میں حضرت سجاد نے
رن میں ضرب جیدی ہی ہو گئے شامی کباب
کیا یہی تھا تفرقہ منظور تجھ کو اے فلک

قطعہ

نہر پر رو کا ستم گاروں نے عجیب اس کو
ختم حجت کیلئے آیا تہا یاں تک نہ آج
مالک کو ترا گر جا ہیں تو آہ سرد سے
تحتہا اکھٹا سر تجری کا ہی کہلجا حال

یوں ہوا رطب اللسان وہ ماہ بیکر دہوپ میں
صابر و شاکر کہیں ہو ہیں مضطرب دہوپ میں
سب کے مفلوج ہو جائیں بد اختر دہوپ میں
رف بن بن کر گیل جائینگے پھر دہوپ میں

دارن آل نبی کو ہاتھ سے جانے نہ دے
کام آئیگا یہ طوفان روز محشر دہوپ میں

دریغ (و)

اے شاہ عرب حسن خدا داد و کھادام
چہرے سے ذرا بروریانی تو ہٹا دو

چوڑو نہ مجھے راہ میں اسے قافلہ والو
گھر بھونک دیا جس نے اوپر قرنی کا
لکھے سے زیادہ جو خطا کی ہو تو مجرم
بلبل نہ کبھی بھول کے پھر ہوں کو دیکھے
تم شمع شبستان الہی ہو محمد
دل میں مرے آگ عشق محمد کی بھری ہے
محشر میں درود آپ پر پڑتا جو ہونگا
جو شخص ادب نہ سنے نعتِ یمبر
اللہ کے محبوب ذرا خواب میں آکر
جز ذکر محمد مجھے بھاتا نہیں کوئی
ہو جائے عطا الفت حسنین کا صدقہ

اشکوں کی طرح مجھ کو نہ آنکھوں سے گرا دو
سرکار وہی آگ میرے دل میں لگا دو
کچھ ایسے فرشتے تو میرے اعمال بتا دو
خاک دریا کی آنکھ میں او کی جو لگا دو
تو اپنی لگا کر مجھے پروا نہ بنا دو
اس شمع کو لیجا کے مدینہ میں جلا دو
پھر کون کہیگا کہ گناہوں کی سزا دو
واجب ہے یہ سب پر اوسے محفل سے اٹھا دو
سوتی ہوئی قسمت میری للہا جگا دو
لیل کا فسانہ کسی محبتوں کو سنا دو
اسے ساتی کو تر مجھے دو جامِ بلا دو

پڑہ پڑہ کے قصیدہ کوئی اگر حضرت طوفان

ہنگامہ محشر میں نئی دھوم مچا دو

کھڑا ہوں میں بجاں زار دیکھو
بھلا ہوں یا بُرا ہوں آپکا ہوں
کیا بد نام مجھ کو نفس بد نے
ازل سے آپ کے دامن میں ہوں میں
خبر لو اسے سیحائے مدینہ
بہارِ بوستان ہے روئے احمد
ذرا چشمِ عنایت سے ادھر بھی
عزیز و بزمِ مکیلا و النبی میں

ادھر بھی احمد محنت اریکھو
میری جانب ذرا سرکار دیکھو
ہوا رسوا سر بازار دیکھو
جو تم ہو گل تو میں ہوں خار دیکھو
پڑا ہے آس کا ہمار دیکھو
شگفتہ ہیں گلِ رختار دیکھو
غریبوں کی طرف اکبار دیکھو
نزدلِ رحمت غفار دیکھو

تمہارا یا محمد عاشق زار	ہوا سے جان سے بیزار دیکھو
خبر دی خواب میں ہاں ہے طوفان	رسول اللہ کا دیدار دیکھو
<p>آپ اپنے نامہ بر ہو محض اسقدر بھی ہو آپ علم الاولین ہو عالم و معلوم ہو اول و آخر تمہیں ہو ظاہر و باطن ہو تم یا نبی تم دن کے سوج ہو تو شب کے جائد قلزم رحمت ہو تم میں قطرہ نایب میں لشہ کا مان محبت کیوں دیکھیں انکو خانہ عالم کے ہو تم یا نبی روشن چراغ سبز گہوڑوں پر اڑتے تھے ملاک جنگ میں یا رسول اللہ دل اسلام کی ہمت ہو تم آپ کا درچوڑ کر جائینگے اب مجرم کہاں لحمک لحمی کے وہ ہیں لفظ تو معنی ہیں آپ کیون انہو ہر حکم سے اللہ کے انکو خبر ہے یہی حسرت میرے دل کی تنہا ہی</p>	<p>سامنے نوشاہ عالم کے پیغمبر بھی ہو نام کے امی لقب ہو خضر کے رب بھی ہو گنج مخفی میں جو زرتہا اسکے تم زور بھی ہو وزہ پرور بالیقین نور مرہ اختر بھی ہو میں تو مجرم ہوں مگر تم شافع محشر بھی ہو مالک فردوس ہو اور ساقی کوثر بھی ہو کچھ مدینہ میں نہیں ہو جلوہ گر گھر بھی ہو مختصر سے پیدلوں میں صبا لشکر بھی ہو غازیوں کی تیغ ہو اور اسکے تم جو بھی ہو عاصیوں کے بخشا دینے کی تم خوگر بھی ہو آپ ہی زور علی ہو فاتح خیبر بھی ہو جن کا قاصد تیز دم جبریل شاہپہر بھی ہو آپ کے در پر ہو سر پھر آپ کی لٹو کر بھی ہو</p>
غرق کر سکتی نہیں کشتی کو طوفان کی ہوا	ہے سہارا آپ کا جب اسکے تم لنگر بھی ہو
<p>تنہا ہے کہ میں جی بھر کے دیکھوں ان کی جوت کو سنا ہے بے ادب بھی جو مگر ہر نبوت کو میرے نزدیک ان خوف محشر انہیں سکتا</p>	<p>خدا جانے کہ کتنے سال باقی ہیں قیامت کو خدا کی شان ہاتوں ہاتھ لے لیتا جنت کو رسول اللہ کی دل سے لگا رکھا آفت کو</p>

بلا اذن محمد صورا اسرائیل کیا بھولیں
نبیوں کو تو روزِ محشر اپنی ہی بڑی ہوگی
چراغِ شمع جسے جھوڑ کر راہِ طریقت لی
ہوا وہ لاکھ پردوں ہی میں صورتِ اشیاء سے
ہوا ہوں یا نہیں میں شربتِ دیدار کی قابل
سدا بہر زیارت آسمانوں سے اترتے ہیں
وہ بیمارِ محبت کو بھلا کیا بھول جائیں گے
زمانہ کیوں بنوا سپر سے قربان کیوں بنو صدقے

اوسے دیکھتے ہیں اونکے خوابِ سحرِ راحت کو
مگر وہ ہونڈ دینگے محبوبِ خدا اپنی ہی امت کو
نہ پائیکا کبھی وہ عمر بھر شہرِ حقیقت کو
ہوئی بے پردہ گی جدمِ حیا لیتا کھوت کو
مسیحائے مدینہ دیکھئے دلکی آوارت کو
بناتے ہیں ملائک حرزِ جانِ تعویذِ تربت کو
کہ جو صبح و صبا جاتے تھے دشمن کی عبادت کو
کہ جس نے وقتِ حلت بھی نہ بھولا اپنی امت کو

تھر کو اسلئے میں دیکھتا ہوں شوقِ طوفان

کہ اس نے بھی تو ترستہ سال تاک کیا پھر محشر کو

جنت کی آرزو نہ تمنائے حور ہو
افشائے رازِ عشق نکر چشمِ اشکبار
ہی مغفرت ضرور خطا وار کے لئے
جن کو ازل سے شافعِ محشر کا خطاب
میں ہوں دکن میں آپ مدینہ میں حضور
آتے ہیں صبح و شام مضامینِ عرش سے
رونا میرا فراق میں خالی نہ جائیگا
دیکھوں مدینہ جا کے میں بارانِ نور کو
محروم ہوئے جاؤں میں کوثر کے جام سے
دیدار کے لئے تو ہزاروں پہاڑ ہیں
مارے خوشی کے شہرِ مدینہ کو دیکھ کر

دل ہے وہی کہ جس میں ولائے حضور ہو
کچھ میرے حال پر بھی عنایت ضرور ہو
حور و قصور کے لئے کوئی قصور ہو
کیونکر گناہگار سے اون کو نفور ہو
ایسا نہو کہ شمع سے پروانہ دور ہو
کیونکر نہ مجھ کو لغتِ نبی پر غرور ہو
اشکوں کے موتیوں میں محمد کا نور ہو
سر پر سحابِ رحمتِ ربِّ غفور ہو
ایسا نہو کہ شیشہٴ دل چور چور ہو
دل سے خیالِ طور اگر دور دور ہو
آنکھیں ہوں اشکبار تو دل میں کس ہو

طوفان یاد ساقی کوثر میں رہہ دم گردل میں آرزوئے شراب طہور ہو

اک نظر مجھ پر بھی مجھ کو خدا ایسی تو ہو
عشق میں حضرت کے مرجا میں فنا ایسی تو ہو
بوسہ مہر نبوت لے لیا کس شوق سے
سر کے بل جاؤں مدینہ کو زیارت کیلئے
ہو گیا ہوں مثل تنکہ میں اسی امید پر
رکھ تو کل پر نظر جلد سے مدینہ کی طرف
بعد مرؤن قبر پر ہو فاتحہ خوان ماستا
خواب میں اگر کہیں سبحان و ایل حجاب
اشک ہوں آنکھوں سے جاری اوزبان پر ہو

لوٹ جائے جس پر رحمت بھی ادا ایسی تو ہو
دم بھریں اللہ کا ہر دم بقا ایسی تو ہو
جنتی ہو جائے مجرم بھی خطا ایسی تو ہو
میر کی قیمت یا محمد مصطفیٰ ایسی تو ہو
لے اوڑے مجھ کو مدینہ کی ہو ایسی تو ہو
ہمت مروانہ اے مرد خدا ایسی تو ہو
دل میں پیکر الفت بدر الدجی ایسی تو ہو
لے زبان ممدوح کی مدح و ثنا ایسی تو ہو
عابد نادان عبادت بے ریا ایسی تو ہو

ہو زبان پر نام احمد دل میں ہو یاد خدا عشق کہتا ہے کہ طوفان کی فضا ایسی تو ہو

کافر دل سے عشق حبیب خدا ہو
کیونکر لحد میں اوسکے رہی چاندنی کا فرش
لذت فراق مصطفویٰ میں ہے شہار
اوسکا وہ فضل بخش دیا جھکے بیجا
آنکھوں میں ہے وہ نور محمد لب ہوا
رونے میں جو مزا ہے منہ میں ہلا نہیں
گلشن میں بس گئی ہے شمیم مزار پاک
بھرتا رہا ہر دم جو مدینہ کا بحر بھر

اس پہول سے الہی یہ خوشبو ہو انہو
جس دل میں سوز الفت بدر الدجی ہو
صحت ہوئی کہ درد کی کوئی دوا ہو
میری یہی خطا ہے کہ مجھے خطا ہو
حوران خلد پر بھی مرا دل فدا ہو
شادی وہ عین غم ہے کہ حسین مزا ہو
دوہن بہی ہوئی کہیں باد صبا ہو
ہندوستان میں اوسکی الہی فضا ہو

شیداجو دل سے چشمِ محمدیہ ہو گیا
کیونکر نہ اوسکی آنکھ میں شرم و حیا نہو
سیح ہے کہ اوس بشر کے دہن میں بان نہیں
جس پر رسولِ پاک کی مدح و ثنا نہو

روئے رہو گے یوں ہی جو غربت میں ہر گہری
طوفان یہ خوف ہے کہیں طوفاں بپا نہو

کر دے اودشتِ دل آج ہی بیکل مجھ کو
میں یہ کاریہ کرتا ہوں شفاعت یہ عزور
تشنہ لبِ رو کے پریشان نہ پھڑپھڑ میں
اوسکی کوکوسے تو آتا ہے کلیجہ منہ کو
یاد آئی جو مجھے گلشنِ طیبہ کی بہار
مجھ نیسہ کار کے اعمال نہ کھلجائیں کہیں
حوضِ کوثر پہ تو رحمت کی گھٹا چاہی ہے
جب سے سودا زوہ زلفِ محمد ہوں میں
شوق سے جاتا ہوں طیبہ کو مگر خون یہ ہے
وہ گنگا نظر کردہ رحمت ہوں میں

سوئے صحرائے مدینہ کہیں لیچل مجھ کو
الفنِ زلفِ نبوی پر ہی ربا بل مجھ کو
آبِ کوثر کی عطا کیجئے جہاں گل مجھ کو
آپ کے ہجر میں تر پاتی ہے کوئل مجھ کو
اپنے ہمراہ اوڑا لیکئے ہر مل مجھ کو
حشر کے روز اوڑا دیجئے کمبل مجھ کو
ہو عطا ساقی کوثر کوئی تول مجھ کو
شوق سے لیتا ہے آغوش میں جنگل مجھ کو
راہ میں کوڑے نہ پیرانہ سری شل مجھ کو
کہ ہر اک حورا اوڑا دیتی ہے انجل مجھ کو

رنگِ لا یگام ہجرِ محمدِ طوفان
آج کے رو نیکا آئین کا مزا کل مجھ کو

زلفِ (ہ)

اللہ سے بندے کو نسبتِ رقیباناہ | وہ جس گلے شیدائی یہ اوس کا دیوانہ

موسیٰ کو بنانا تھا اپنے ہی کو بیگانہ
بلبل نہ چین میں ہے محفل میں بیروانہ
اوس ساقی کوثر نے دیکھا جو خوار ہے
یہ نعت محمد ہے عشاق سنیں دل سے
دل دہل گیا کا فر کا دہو یا جو لہاں کا
گر شمع رسالت کے روانے نہ ہم ہوتے
کشکول مرے دل کا بھر دمی الفت سے
وذا ان مبارک کی جیسا درو لاتی ہے
خدا مہم حرم محکوم کو نہ زیارت سے
دیدار کی دولت سے دربار محمد میں
میں سر نہ اوٹھا ونگاہ مونس مجھ کے
دولت سے تو کل کی کچھ ایسا غنی دل سے

پھر دیکھتے جی بھر کے وہ جلوہ جانانہ
عالم میں جسے دیکھو احمد کا ہے دیوانہ
شیشہ سے اوڑھی صہیا ٹکڑے ہوا پیمانہ
فرار کا قصہ ہے مجنوں کا نہ افسانہ
اندر سے حضرت کے اخلاق کریمانہ
اینا دل ویرانہ ہوتا نہ خدا خانہ
آباد ہے ساقی ہر دم ترا میخانہ
آنسو جو ٹپکتا ہے بن جاتا ہے دردانہ
حاضر ہے یہ نقد دل لے لیجئے تھکانہ
ہم کا سہ دل لیکر جائیگے فقیرانہ
کو لو لنگا ادایوں ہی اک سجدہ شکرانہ
احمد کے فقیر و نکاہے ٹہاٹ امیرانہ

طوفان کا پتہ کوئی پوچھے تو یہ کہدینا
اکھلیاں ہیں مدینہ کی پھرتا ہے وہ دیوانہ

روشن ہوئی جب شمع شبستانِ مدینہ
دیتا ہے زبان کو وہ مزار نام محمد
کیونکر نہ ترپنے میں گذر جائیں شربوز
دولت سپہنشاہوں کی وہ تلف نہیں کرتے
جب سے ہوا اللہ کے محبوب کا مسکن
خدمتِ تمہیں احقرتِ یوب مبارک
اے دشمنِ دین جانہ کبھی ملکِ عرب میں

ہر بزم میں تھا جلوہ جانانِ مدینہ
ہے منہ میں میرے دائرہ رمانِ مدینہ
ہے دل میں ترازو مرے پیکانِ مدینہ
کیسے ہیں غنی دل کے فقیرانِ مدینہ
ہیں حضرت جبریلؑ گس راںِ مدینہ
اللہ کا محبوب ہے مہمانِ مدینہ
جاگے نہ کہیں شیرِ نستانِ مدینہ

<p>پہیلی ہے دو عالم میں شمیم گل احمد چو کھٹ پشہنشاہ دو عالم کی پڑے ہیں</p>	<p>اے صہل علی نگہت بستانِ مدینہ کیسے ہیں جہانِ نخت ضعیفانِ مدینہ</p>
<p>کچھ اور کہوں نعتِ مدینہ کی زمین میں طوفان ابھی نکلا نہیں اربابِ مدینہ</p>	
<p>کس منہ سے کہوں میں صفتِ شانِ مدینہ یارانِ وفادار کے حلقے میں وہ گل ہے اللہ کے محبوب کے جلوے کا تماشہ شہباز جہجکتا ہے کبوتر سے وہاں کے دارین کی دولت سے وہ کچھ ایسے غنی ہیں جو دل کا ہوا ندھا او سے کر دیتے ہیں مینا وان جاتے ہی جنت کا بتا دیتا ہے رستہ حضرت کے سبب او نکو ملارتیہ عالی سب رسم بدی بگئے فاروق کے خط سے اک ایک مہاجر پہ فدا ہوتے تھے سوہو حمید کے پسر احمد مرسل کے نواسے روزے کا مزا ملتا ہے محبوب کے گھر میں پہلاتے ہیں دلمانِ نظر چرخ کے تارے وہ پیرس و برلن پہ کبھی رخ نہیں کرتے</p>	<p>صنائع ازل خود ہے شناخوانِ مدینہ تارون میں ہے روشن ترابانِ مدینہ دکھلاتا ہے ہر وقت بیابانِ مدینہ شیریں پہ ہے غالب سب دربانِ مدینہ شاہوں کے ہیں تراج گدایانِ مدینہ ہیں اہل نظر سرمد فروشانِ مدینہ ہے خضر ہر اک طفلِ بستانِ مدینہ ہیں عرش پہ سجائے شینانِ مدینہ دریا پہ بھی جاری ہوا فرمانِ مدینہ کیسے متواضع تھے غریبانِ مدینہ جنت کے یہ دو گل ہیں جولانِ مدینہ اے شوکت و شانِ مردِ مضانِ مدینہ جنوب او گلے ہیں چراغانِ مدینہ ہوتے ہیں شبِ روزِ قمر بانِ مدینہ</p>
<p>بلبل کیطرح ریحِ تریب جاتی ہر طوفان یاد آتا ہے جسمِ چمنستانِ مدینہ</p>	
<p>یاد آتا ہے یارب مجھے دربارِ مدینہ</p>	<p>دکھلا دے جمالِ رخ سرکارِ مدینہ</p>

ہے گوہِ مفتاحِ جبلِ طور کی چوٹی
ہوتا ہے وہاں عشقِ محبت کی سودا
رہتے ہیں ملائک بھی لباسِ عری میں
پڑھتا ہے کوئی ثنوی سے جب نعتِ پیغمبر
میلادِ نبوی کی ہے وہ تعظیمِ حرم میں
جب در سے پڑتے ہیں سلام اپنے عشاق
جب تک نہ ملے شربتِ دیدار کا ساغر
آنکھوں میں رکھوں تیرے ترکانِ اوٹھاکر
وہ چار طرف جلوہ پڑنورِ حرم کا

آتے ہیں وہیں سے نظرِ آثارِ مدینہ
عاشق کے لئے خوب ہے بازارِ مدینہ
رہتا ہے اسی شان کا دربارِ مدینہ
سُن سن کے تڑپ جاتے ہیں زوارِ مدینہ
ہر وقت کہڑے رہتے ہیں شجارِ مدینہ
سینہ سے لپٹ جاتے ہیں ابرارِ مدینہ
عیسیٰ سے بھی اچھا نہو بیمارِ مدینہ
کلیوں سے بھی بڑھکے مجھے خارِ مدینہ
اور بیچ میں وہ خیمہ زنگارِ مدینہ

جنتِ کامل بھی مجھے ملے جو طوفان
یاد آئی گئے ہر دم در و دیوارِ مدینہ

آلی شمیمِ روضہ انور صبا کے ساتھ
ہمدم ہے آہِ سروِ فراقِ رسول میں
وہ اپنے عاصیوں سے ملے نہیں نظر
شہباز ہیں وہ گنبدِ خضرا کے چاؤں میں
جب تک ملے نہ گوشہٴ دامنِ مصطفیٰ
جو بے خطا رہا وہ خطاوار ہے ضرور
واعظ نہ کر ذلیل کہ ہم عاصیوں کا حشر
پڑکر درود مانگی جب اللہ سے مراد
دریادلی پہ ساقی کو تر بھی آگیا
یا رب یہی دعا ہے تیری بارگاہ میں

غنچوں کے منہ بھی کھل گئے صبا کے ساتھ
ہے زندگی چراغ کی ہر دم ہوا کے ساتھ
آنکھوں میں بس گئی ہے مروتِ حیا کے ساتھ
پھر کیوں رہیں حرم کے کبوتر ہما کے ساتھ
جنت میں جاؤنگا نہ کسی پار کا ساتھ
بندہ کا ہے خمیرِ مرکبِ خطا کے ساتھ
ہو گا جوانِ ہاشمی خوش ادا کے ساتھ
بابِ قبولِ کھلیا عزمِ دعا کے ساتھ
رحمتِ اوٹھی ہے جہوم کے کالی گٹا کے ساتھ
ہو جائے حشر میرا شبہ کربلا کے ساتھ

طوفان زندگی کا ایسے ہے لطف خاص
کٹ جائے عمر ذکر حبیبِ خدا کے ساتھ

دریغ (ی)

کس نگاہِ شوق سے دیوارِ درد کو دیکھتے
خوابگاہِ صاحبِ شوقِ القمر کو دیکھتے
بھول کر بھی وہ نہ مٹ کر مالِ و زر کو دیکھتے
کاش ہم بھی اوس زمانہ کی سحر کو دیکھتے
اوس لبِ جانِ بخش کے زندہ اثر کو دیکھتے
ڈھونڈ کر گلیوں میں میرے نام پر کو دیکھتے
کیوں غلامانِ نبیِ لعل کو دیکھتے
وہ شہنشاہوں کے کیونکر کو دیکھتے
کر بلا میں گروہ حیدر کے پس کو دیکھتے
ہم بھی اون اللہ والوں کی نظر کو دیکھتے

کاش ہم بھی روضہِ خیر البشر کو دیکھتے
کیا بگڑتا آپ کا گم ہم بھی اسے شیخِ الحرم
دولتِ دیدارِ احمد سے غنی تھے جنکے دل
جس گہری ہر رسالت ہو رہا تھا جلوہ گر
دعوتِ جابر میں ہوتے گرمی بھی شریک
قلعے والو مدینہ میں وہ ملجا تا ضرور
بورہ سے بھی تو کم قیمت تھی کس کی بساط
صلوٰۃ توحید پر جنکی نظر تھی وہم
حضرتِ ایوبؑ بھی بیتاب جاتے ضرور
جس نظر سے دیکھتے تھے نورِ پاکِ مصطفیٰ

دل جلے گرو دیکھ لیتے دل سے طوفان کا کلام
دردِ دل کو دیکھتے سوزِ جگر کو دیکھتے

نئی جوٹ پھر دل پہ کھاتے بینگی
حرم کے کبوتر اوڑاتے بینگی
تو کھلیوں کو بھی مسکراتے بینگی

مدینہ میں جس بدوز جاتے بینگی
تڑپ جاؤنگا دیکھ کر جب مدینہ
ہوا اگر مدینہ کی آئے چمن میں

شب ہجر گرا نکھ لگ جائے میری
سیرِ حشر اے مالکِ حوضِ کوثر
نذیکہو میرے خرمنِ معصیت کو
کمی کی جگہ نے جو رونے میں آدل
دہنی ہو شفاعت کے یا مصطفیٰ تم
اگر بھول جاؤں بھی میں یا محمد
یہ مداحِ محشر میں گہیرا نہ جائے

تو پھر خواب میں ادن کو آتے بنیگی
مجھے حِسام کوثر پلاتے بنیگی
تبسم کی بجلی گراتے بنیگی
لہو آنکھ سے پھر بہاتے بنیگی
گہنگار کو بخشواتے بنیگی
دمِ نزع کلمہ پڑھاتے بنیگی
شفاعت کا مژدہ سناتے بنیگی

سیرِ حشر عصیاں کی سرنمذگی سے
پسینہ طوفان نہاتے بنیگی

دل بیتاب میں یارب خیالِ مصطفیٰ ٹہرے
جوشیدائے نبی طیبہ میں جا کر جا بجا ٹہرے
روح میں کوئی رہنِ مقابل کے کیا ٹہرے
عجب کیا ہو کر آکر خلد سے خوریں بلائیں لیں
جسے چاہو گے تم اوسکو خدا بھی بخش ہی لگا
بچی ہے نوح کی کشتی فقط نامِ محمد سے
کعبِ افنوس ملتے رہ گئے زہادِ محشر میں
وہی جنت ہے جس جا آپ کا دیدار ہو جائے
کسی صورت سے اے باہِ مدینہ شکل دکھلا دو
ترا مجبوتِ کمل پوشِ یارب یوں نظر آئے
شہِ گل سے ہمارا حال بھی کچھ عرض کر دینا
وہ آئے شافعِ محشر عیادت کو دمِ آخر

یہی شمسِ الفصحیٰ ٹہرے یہی بدر الدجی ٹہرے
میری آنکھوں کا سرِ یارب و نکلی خاک پا ٹہرے
جوارِ عشقِ احمد جب ہمارا رہنا ٹہرے
شبِ حیران مری گرا کی زلف و دوتا ٹہرے
مسلمان ہے وہی جسکو بہرِ وسعہ ایک ٹہرے
وہ ڈوبے ناؤ کوئی نہ کہے خودی خدا ٹہرے
گہنگاروں کے پلہ پر جو آکر مصطفیٰ ٹہرے
وہی مفضل ہے جس میں آپ ہی کا تذکرہ ٹہرے
دلِ بیمار کا کچھ تو علاج ایسا ملے ٹہرے
کہ جیسے جو دونین کے چاند پر کالی گٹا ٹہرے
مدینہ کے جنس میں تو جو اسے باو صبا ٹہرے
اجل بھی آئے تو کھدو کہ بالینِ نذر ٹہرے

قصیدہ پڑھتے ہی محشر میں محشر ہو گیا برپا
کہو حیل علی طوفان کہ شور مچا رہا

ہزاروں میں یہی ایک غنیمت کا گل تر ہے
میرے سینہ میں دل ہے یادینہ کا کبوتر ہے
دل صد چاک میرا گنبد خضر کا جہوم ہے
مبارک کیوں نہ ہو جین میلادیمبر ہے
ہمیں سوسے تمہارے ہجر میں بیتاب مضطر ہے
کھال خار مغیلاں جا بجا پہ لو نکال تر ہے
یہ اعجاز نبی جاری مودن کی زباں پر ہے
محمد کی شفاعت سے خدا بھی بندہ پرور ہے
درق سونیکا ہے یا آفتاب روز محشر ہے
کلاہ کیسوئے خیر اورا خالد کے کمر پر ہے
وہ بلبل ہوں کہ بازو میں سر جبریل کا رہے
چلو وان بھی جہاں اللہ کے محبوب کا رہے
نہو جن ل میں الفت مصطفیٰ کی وہ تو تیر ہے

میرا دل ہے کہ شیدائے مخموب داور ہے
تر پتا لوٹتا ہے دمدم بیتاب مضطر ہے
ازل سے کشتہ شمشیر بروئے پیغمبر ہے
چمن میں بلبلوں کو آج دیدار گل تر ہے
سیحائے مدینہ لو خبر بیمار الفت کی
یہی شوق زیارت کہہ رہا ہر کوٹے چلے
اذاں کا بول بالا ہو گیا ناقوس سے بڑھ کر
ہمیں ہے سابقہ محشر میں یارب نے کیوں سے
تکارت ہو گئی کا فور دیدار محمد سے
نہ آیا زعہ کفار میں اسلام کا غازی
مدینہ کے چمن میں جا کے سو سوار آتا ہوں
تصدق ہو چکے گھر پر خدا کے حاجیوں لیکن
وہی مومن ہر جسے قلب میں شوق زیارت ہے

خیال کوئے احمد بہشت الفردوس سے طوفان
جسے کہتے ہیں کوثر وہ ہمارا دیدہ تر ہے

پو جاری ہو گئے کا فور کعبہ سے صنم نکلے
در محبوب حق سے جہولیاں بھر کھر ہم نکلے
تو ادسکی پیشوائی کے لئے شیخ الحرم نکلے
تمنا ہے رسول اللہ کی چو کہٹ پہ دم نکلے

محمد مصطفیٰ جب باندہ کر تیغ و دودم نکلے
فقیرانہ گئے بنکر امیر محترم نکلے
سنا جب کہ فی ملاح رسول اللہ آتا ہے
کسی جا بھی نکل جائیگا اسکا کیا پرور ہے

ہیں رسوائہ کرسٹار تو بازارِ محشر میں
زیارت سے مشرف ہو کے نکلے ہم مدینہ سے
ہمارا عشق کامل نزع میں بھی رنگ لائیکا
رہ الفت میں صد ہائے کرب و لہو ہوس چلے
غم ہجر محمد کا اثر خالی خباثت کا
وہی مرد خدا ہے اور وہی شہید احمد ہے
پڑے تھے ہجر آرام سے آغوشِ ساقی میں

کہیں ایسا نہو ہم عاصیوں کا واں بھرم نکلے
نکلنے کو تو نکلے ہم مگر با صبر الم نکلے
دہن سے شوق سے نام محمد و مہد نکلے
غلامانِ محمد ہی مگر ناست قدم نکلے
پس مردن مرے داغِ جگر شمعِ حرم نکلے
زیارت کے لئے گھر سے جو بیدام و درم نکلے
جب آیا ہوش تو مینا نہ وحدت سے ہم نکلے

لطیفِ نعت احمد سب ہی کہتے ہیں طوفان کو
شناخوانِ محمد میں یہی معجزات ہم نکلے

شوق کہتا ہے مدینہ مجھے چلنے کے لئے
یا نبی آپ کے بیمار کی لے کون خبر
وہ بھی دن آئے کہ طفلانِ مدینہ یارب
خونِ دل خونِ جگر بگلیا آنسو ہو کر
رخِ پد ابروئے محمد کا اشارہ ہے یہی
حاجیوں نے در احمد کو تو آنکھوں سے نکلا
داغِ دل میں رہا خالِ رخِ احمد کا خیال
آتشِ ہجر محمد سے کھاں نیند آئے
گر مئی الفت احمد سے بڑھی سوزِ دل
اللہ اللہ وہ مدینہ کا سہانا جنگل
مجھ پر احسان ہے ان نعتِ پیغمبر تیرا
شبِ معراج نکل آئے ہزاروں مطلب

جان پہلے ہی سے حاضر ہے نکلے کے لئے
دروادہ تھامری کر وٹ کو بدلنے کے لئے
دوڑتے آئیں مرے سر کو چلنے کے لئے
اے فراقِ نبوی دم ہے نکلنے کے لئے
بدر میں تیرے تلوار یہ چلنے کے لئے
رنگے ہم کھٹا فوس ہی ملنے کے لئے
میرے گلشن میں ملاں آئے ٹہلنے کے لئے
ہے اہی آگ میں سونا میرا گلنے کے لئے
اور شعلہ یہ پہنچو کا ہوا جلنے کے لئے
خوب ہے اس لڑکشی کے بھلنے کے لئے
بھروئے دل میں سر کھل او گلنے کے لئے
بیل منڈوئے پہ چڑھی ہو پہلنے کے لئے

ہو گیا در و زبان نام محمد طوفان
یہ عصا خوب سے گرتے کو سنبھلنے کے لئے

کچھ میرا حال بھی حضرت کو سنانے جاتے
ہم بھی کس شوق سے آنکھوں میں لگاتے جاتے
لختہ سنبھل طیبہ سنگھاتے جاتے
آپ گر جاہیں تو کیا دیر ہوتے جاتے
وجد کرتے ہوئے ہم دھوم مچاتے جاتے
طور موسیٰ یہ گراں ہو گیا جاتے جاتے
ترت باک یہ ہیں پہول خڑباتے جاتے
ہم بھی تلوار کے پہل منہ سے جباتے جاتے
میرے دلیر بھی وہی تیر لگاتے جاتے
فرش آنکھوں کا وہ ہم بھی بجاتے جاتے
صحن گلزار میں بلبل کو لٹاتے جاتے

حاجیو تم جو مدینہ سے ہو آتے جاتے
خاک پاک در اقدس جو کبھی مل جاتی
ہے یہ سودا زوہ زلفِ معبر کا علاج
ہم اگر جاہیں تو مشکل ہے مدینہ جانا
وہ بھی دن آئے کہ حج کر کے مدینہ کی طرف
لامکان تاکئے اک آن میں محبوب خدا
بلبلان چمن خلد بھی ہر شام و سحر
دل کو ملتا جو کبھی شوقِ شہادت کا مزا
یا نبی جس نگہ ناز کے زخمی تھے بلال
چلتے پھرتے رہے جس جا پہ مدینہ میں حضور
غنیہ منہ کہول کے پڑے تھے جوشِ احمد

آتشِ سحر سے دیدیئے طوفان کو نجات
یا نبی دل کی لگی کو تو بجاتے جاتے

وہ نور کی صورت ہی کراۓ غنی ہے
پیتا ہوں جو آنسو ہی سہی گنی ہے
در بار محمد میں فقیروں کی بنی ہے
جو لوگ ہر مڑ گاں کی وہ برہمی لگی ہے
ترت پہ میری چادر مہتاب تہی ہے
سینہ میں وہ دل نافہ شکِ ختمی ہے

کیا نام خدا ایک جوان مدنی ہے
عشقِ در وندان میں عجب جاں شکنی ہے
گوٹینگے کھاں دولت دیدار تو نگر
اک تیر نظری نہیں کچھ کہب گیا دلیں
یہ ماہِ مدینہ کی محبت کا ہے جلوہ
جس دل میں رہے الفتِ گیسوئے محمد

جو چیتا رہتا ہو فراقِ نبوی میں
لب بند ہوئے سُنکے فصیحانِ عرب کے
وے صاف وہ ساتی تو مئی عشقِ محمد
دیدار کے طالب کیا یہ موجود ہے سامان
گر ہم نہ گئے روح تو جائیگی مدینہ
کیونکہ نہ کرین حضرتِ جبریل خوشامد
ہے تارِ نظر سے بھی سوا نورِ کمر کا
کیوں خون نہ رلائے دروندِ انکی شہادت
کی عرض گنہگار بھی ہے دید کا طالب

وہ طائرِ صحرائے اویسِ قرنی ہے
کیا نامِ خدا شہرتِ شمرینِ سخن ہے
بہٹی سے نکل کر جو صراحی میں جہنی ہے
اک تکتہ میں کاسہ ہے گلے میں کفنی ہے
دل میں کششِ صادقِ حبِ الوطنی ہے
محبوبِ خدا ہے وہ شفاعت کا دہنی ہے
پلکے نکل آیا ہے وہ رمزِ بدنی ہے
ہیرے کا جو ٹکڑا تھا وہ لعلِ لمبی ہے
طیبہ سے نہ آئی کہ یہ تو شدنی ہے

طوفانِ مرے دل میں ہے دین کی محبت
گو جسمِ دکن میں ہے مگر دلِ مدنی ہے

جوشِ عشقِ نبوی گر پسِ مرونِ مارے
جلوہِ نورِ نبی ہو تانہ لیلیٰ میں اگر
دلِ پروا غیبیوں رلفِ نبی کا ہے خیال
آپ کے روضہ کی جالی پہ جو پڑ جائے نظر
سامنے جبکہ ہو قندیلِ شریعتِ روشن
آپ کے سامنے خورشیدِ قیامت بھی جوائے

نور کی لہرِ چراغِ سرِ مدفنِ مارے
قیس پھرتا نہ کبھی بھول کے بنِ مارے
جیسے گلزار میں لہریں کوئی ناگنِ مارے
تیر غاشق کو ہر اک دیدہ روزنِ مارے
راہِ فردوس میں کیونکر اوسے رہنِ مارے
سو طمانچے اوسے نورِ رخِ روشنِ مارے

کیا شفاعت کے طلبگار ہو تم سے طوفان
ذرا حتمیہ جو یوں بیٹھے سو آسن مارے

بدل جو کہیں نعتِ نبی بول رہا ہے
تکے سے بھی ہلکا ہے گناہوں کا ذخیرہ

عینجی بھی ثنا کہنے کو منہ کھول رہا ہے
بازارِ شفاعت میں یہی بول رہا ہے

<p>نہند آئے کھاں عاشقِ حسنِ ثکین کو اوس شمعِ نبوت پہ تو پروانہ ہے بلبل عصیاں سے ہمارے نہو چچن چہین آپ خنجر کی طرح چاندی صورت پہ بھوین ہیں مستی میں بھی حضرت کی شریعت کو پھوڑا لبریز ہی دل میں مئی عشقِ محسوس</p>	<p>بیدار ہے آنکھوں میں نمک گہول رہا ہے جل جانی کو تیار ہے پر تول رہا ہے وامانِ شفاعت میں کہیں تول رہا ہے اس بدر میں اوس بدر کارن بول رہا ہے ہر حال میں دانا دل پہلول رہا ہے خالی نہ فقیروں کا کیش گول رہا ہے</p>
<p>فرقت میں ٹپکتے ہیں مڑا شکِ طوفان دامن میں وہ جبریل امیں رول رہا ہے</p>	
<p>جان تن سیکل کر میری آنکھوں میں اڑی گھر کر لیا دل میں غم وندانِ مبارک ہر دل میں میرے اوس قد بیسایہ کا جلوہ کیا شان ہے بیمارِ رسولِ بدنی کی گل شمع سے جہڑتے ہیں دمِ نعتِ پیمبر باغوں میں تو اک باغِ بہو لو نہیں تو اک پہول تلواروں کی دہاروں میں بھی جاو نکا بدینہ خدامِ حرم آپ کے اس مار کے صدقہ</p>	<p>دیدار دکھا دو یہ مصیبت کی گہڑی ہے ہیرے کی کئی لعل بدخشاں میں جڑی ہے لُ شمع کی آئینہ میں بے سایہ گہڑی ہے بالیں یہ عیادت کے لئے حور گہڑی ہے پردانہ ہے بلبل کہ عجب پہول جڑی ہے اسے شہرِ محمد تری کیا شان بڑی ہے دل بھی میرا فلاو ہے منزل جو کڑی ہے یہ ہاتھ میں درہ ہے کہو لو کئی تہڑی ہے</p>
<p>جلی بھی تڑپ جاتی ہے بیتابی دل سے طوفانِ ترار و ناسے کہ راون کی تہڑی ہے</p>	
<p>زہرِ قسمت کہ کس راحت میں اُمت ہے محمد کی نہ جانا تم سیکاری پہ میری حضرتِ اعظ جو موسیٰ نے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا آپ نے جلوہ</p>	<p>خدا کا رحم ہے شامل شفاعت ہے محمد کی براہوں یا بھلاہوں پر محبت ہے محمد کی نظر باز و جد اسبے بصارت ہے محمد کی</p>

بچانا۔ نار سے آزاد کرنا بخشوا دینا
 کہنچا رہتا ہے ہر دم آنکھ میں نقشہ مدینہ کا
 درِ فردوس پر حائل ہوا ضواں تو کھنکھو
 جو فرمانِ خدا ہے بس وہی فرمانِ احمد ہے
 نکل جا دُور ہو چل سامنے سچا غمِ حق
 گنہگاروں کی جانب جب بڑا شعلہ جہنم کا
 گذرتی ہے مری میں فکر دنیا پر غمِ حق ہے

یہ خصلت محمد کی یہ عادت ہے محمد کی
 ہمارے کعبۂ دل میں زیارت ہے محمد کی
 اجارہ کیا کسی کا ملکِ جنت ہے محمد کی
 خدا کی بادشاہت ہے وزارت ہے محمد کی
 یہاں بیشِ نظر ہر وقت صورت ہے محمد کی
 ندا مالک نے دی ہاں ہاں ایت ہے محمد کی
 خدا کی مہربانی ہے عنایت ہے محمد کی

جہاں میں جن میلادِ ایتنی کی ہجومِ طوفان
 زمیں سے عرش تک پہنچی وہ شہر ہے محمد کی

نزع میں عشقِ محمد کی جزا آتی ہے
 دل بیمار شفا ہوگی پریشاں مت ہو
 ہو کسی دن ترے محبوب کا دیدار نصیب
 عطر کہنچو ایتنے اک روز مدینہ دلی
 نہ کرو امتِ محبوب سے سختی کا سوال
 غنچے منہ کہول کے پڑتے ہیں محمد پر
 وجد میں جہوم کے کر لیتا ہوں لکھنؤ
 ناز برداریاں عاشق کی کرتے ہیں حضور
 یوں بکھر جاتے تھے گیسوی مبارک رخ پر
 نہ چلے اسے دلِ نالان کہ مدینہ سے حضور

خوہت کر میری بالین پہ قضا آتی ہے
 فرحتِ افرادہ مدینہ سے ہوا آتی ہے
 یا آلہی مجھے اتنی ہی دعا آتی ہے
 مری تھی سے ادھیں بوئے وفا آتی ہے
 اسے فرشتو تمہیں کچھ شرم دیا آتی ہے
 مریجا کی لبِ بلبل سے صدا آتی ہے
 یا وجہِ صورتِ محبوبِ خدا آتی ہے
 نہ ستم آتا ہے اونکو نہ جفا آتی ہے
 جھٹھ چاند یہ ہر سو سے گھٹا آتی ہے
 اب کوئی خوشخبری لیکے صبا آتی ہے

یا دفرمایا ہے حضرت جلوِ طوفان
 ہاتھِ خیب کی کانوں میں ندا آتی ہے

حضرت کی جب جلال ہو رنگت بدل گئی
 شوقِ القمر سے چرخ کی آفت جو ٹل گئی
 رونے سے رک سکی نہ پیشِ دل کی ایک دم
 برسوں کے بعد کھائی مدینہ کی جب ہوا
 صد حیف جیتے جہانِ زیارت ہوئی نصیب
 لکھنی ہے اور نصیب پر مہر ابھی مجھے
 روشن ہوا جو نورِ سراجِ المنیر کا
 کافی ہے ہلکے سایہ دیوارِ مصطفیٰ
 چہرہ کی کسی نے خاکِ مدینہ جو بعد مرگ
 جب آگیا خیال شفاعتِ برورِ حشر

ابرو کھینچے تو بدر میں تلوار چل گئی
 دستارِ آفتاب کے برسے او چل گئی
 بجلی تڑپ تڑپ کے گھٹا سے نکل گئی
 بیمارِ مصطفیٰ کی طبیعت سنبھل گئی
 ارمانِ خاک ہو گئے اور جاں نکل گئی
 اس واسطے اجل بھی میرے سر ٹل گئی
 نارِ حسد سے جانِ جہنم کی جل گئی
 اسے آفتابِ حشر تری دھوپ ٹل گئی
 مار سے خوشی کے نعش ہماری او چل گئی
 دہشتِ عذاب کی مر دلس سے نکل گئی

طوفانِ شبِ فراق میں نیند اور کس طرح
 سونے کی جانِ عشق کی ہڈی میں گل گئی

اوس شافعِ محشر نے شانِ اپنی جو دکھلائی
 اے بادِ صبا کہدے چپکے سوا نہیں جا کر
 حورانِ بہشتی بھی زلفون سے قدم جھاڑیں
 ہاں کاسرِ دل ساتی بھر دے مئی وحدت سے
 فرقت کے ستم دیکھوں یہ تاب نہیں جھکو
 نقاش نے سایہ کو حضرت کے جو رکھا تھا
 اک چاند کے دو ٹکڑے جب کہ دے حضرت نے
 بیدار نہیں سنتا افسانہ درودِ دل
 خالق سے دعا کر کے بے فکر مجھے کر دو

عش کھا گئے سوسائے حیران ہو عیدائی
 فرقت میں تڑپا ہے وہ آپ کا شیدائی
 گیسوئے محمد کا نل جائے جو سودائی
 بارش ہے شفاعت کی رحمت کی گٹھیا چائی
 روتے ہوئے برسوں کا کم ہو گئی بیتابی
 گودی میں اسے یکر معراج کی شبائی
 گرنے لگے قدموں پر بے کے تماشائی
 دربارِ محسب میں ہوگی مری رسولی
 لمبائے مجھے حضرت ابوبکرؓ تنہائی

میں فخر گنا ہوں پر کیوں کرنے کروں طوفان
اوس شافع محشر تک یہ بونچھری رسوائی

دل مستند کی خواب میں جمع خوشی خوشی ہو گئے
کوئی تباہیوں پر فریفتہ کوئی چاند رو شیفہ
نئی اوسکی شان سے ہر زمان کیا ناتوان گلابان
ہر عجیب بن محمدی کی بھی ہر لبت سردی
تہا جو سر پہ چتر پتھر کی تو علی سر ڈر گئی خیر ہی
وہی رہی خواب خیال میں جس میں نظر جمال میں
وہ کمال خلق عظیم کا وہ کرم رسول کیم کا
کوئی پوچھتا ہی نہ تہا پتہ کھان کھان کھان کھان
دل جان ادنیہ تار میں جو شفیق روزگار میں

عربی عبادنی ادا نکلیں جمال دکھائے گئے
کہ خدا سے بند جو دور آئے نہیں آپ کے ملائے گئے
دیا جالا کڑی نے بے گمان تھو وہ سوغا چرا گئے
دیر پاک کے جو فقیر تھے دی بادشاہی یہ جھل گئے
وہ جو مارا نعرہ حیدری تو زمین عرب کی ملائے گئے
میرے دل میں سینہ میں آنکھ میں وہ حبیب پاک سمائے گئے
نئی شان اپنی دکھائی کہ گدا کو شاہ بنا گئے
اوی گھسے آتی تھی بوسے گل کہ جہاں سول خدا گئے
میری بگڑی بات بنا گئے میری جرم سا کھٹا گئے

کوئی بات ایسی تباہ تو کہ عطا تو بے بقائے تو
دل طوفان ادنیہ تار سے جو حق فنا کا پیرا

بلبل وہ نہیں ہم کہ جوش میں رہینگے
محبوب خدا ہیں وہ دکھائی نہیں جوتے
نیکوں کی نظر حشر میں فردوس پہ ہونگی
کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشوں کا ٹھکانا
کیا غم جگر و دل میں غم غم فرقت
جائے گئے کھان آگ درہموز کے عامی
جنت میں بھی حوروں کا چہرہ ہوتا تاشہ
جو دہن میں ہیں نعت ہمیر کے مضامین

یار ب تیرے محبوب کے مسکن میں رہینگے
وہ مثل نظر آنکھ میں یاسن میں رہینگے
کس شوق سے ہم آپ کے درشن میں رہینگے
طیبہ ہی کے ہم کو چہ و برزن میں رہینگے
یہ بیول ہمیشہ مرے مدفن میں رہینگے
گو خا رہیں پر گل ہی کے دامن میں رہینگے
ہم واں بھی خیال رخ روشن میں رہینگے
ایسے نہ خواہر کسی مسکن میں رہینگے

<p>لاغر بھی ہوے ہجر محمد میں اگر ہر دم لیجائینگے کیا دیدہ خون باز سے بازی مجرم ہوں مگر حلقہ کیسوئے محمد</p>	<p>تنگے کی طرح دیدہ دشمن میں رہینگے گواہ برہستے ہوئے ساون میں رہینگے یہ طوق کیصورت مری گزں میں رہینگے</p>
<p>جوراء شریعت سے جدا ہو گئے طوفان اک روز وہی پنجہ رہن میں رہینگے</p>	
<p>جشن میلاد البنی کی دو جہاں میں دہوم ہے آج تار اعش کا آیا ہے فرش خاک پر گر گئے لات و ہبل ٹوٹا ہے کسر کا محل ہو گیا مکے میں خورشید رسالت جلوہ گر نہج رہی ہے عرش پر نبوت رسول اللہ کی چشمہ کوثر میں ہے کس زور کا جوش و خروش ذکر علم الاولین پر غش ہے سلطان العلوم</p>	<p>ہر مکان میں دہوم ہے اور لامکان میں دہوم ہے آمد آمد کی زمین و آسمان میں دہوم ہے برق دین کی زمرہ نوشیرون میں دہوم ہے جا بجا ہر مجمع پیر و جوان میں دہوم ہے قدیموں میں شور و کون و مکان میں دہوم ہے ساقی کوثر کی آمد سے جنان میں دہوم ہے جسکے علم و فضل کی ہندستان میں دہوم ہے</p>
<p>آیا دریائے رحمت جوش پر طوفان آج نعت احمد کی گردہ عاشقان میں دہوم ہے</p>	
<p>اسلام کی حضرت نے جو وقت بنا ڈالی بلبل نے نہ سوٹکھا ہوا دس پہول کی لاڈالی تنگے سے بھی ہلکا تھا کیا بار امانت کا گو نخل محبت میں آئے ہیں شریکین کیا نام محمد کا میٹھا تھا لڑکپن سے کیا نخل شہادت کا پہل قند سے پیٹھا تھا کیوں جہو متی رہتی ہے ہر وقت حجر پر تو</p>	<p>کعبہ میں بتوں کی پھر بنیاد ملا ڈالی حضرت کیلئے مالی کشتی میں لگا ڈالی کیوں حضرت انسان نے سر پہ بلا ڈالی بیدار کے پتھر سے مالی تو بچا ڈالی رحمت نے بھی مصری گھٹی میں ملا ڈالی تلوار کو حمزہ نے دانتوں سے چبا ڈالی کیا آج مدینہ کی کھائی ہے ہوا ڈالی</p>

تھی راہِ مدینہ میں جو خاکِ مری باقی
میزان میں تو بباری تھے پر ایسے برکات
اے عشقِ نبی تو نے چھوڑا نہ شریعت کو
صدقہ حیف کہ آمد ہی نے اس کو بھی اوڑا ڈالی
قیمت ہی گناہوں کی رحمت نے گھسا ڈالی
اللہ کے بندے کی تصویر مٹا ڈالی

کیا روج نہ جا بیگی طوفان کی مدینہ کو
کیون نعرش وہ بکس کی مٹی میں دبا ڈالی

یا الہی شاہِ مہو گایہ دلِ ناشاد بھی
معفرت نے دیکھ کر حشر میں شانِ مصطفیٰ
میں وہ بلبل ہوں کہ پڑتا ہوں چھوڑ دو
بعدِ مرون ادنیٰ کو چہ تک گیا اور کربار
صبر تھا وہ معجزہ روشن رسول اللہ کا
غازیوں کی سخت جانی سے خمیدہ ہو گیا
اوس یتیم پاک سے سن کر کلام اللہ کا
کہنچکر تصویرِ نقاش ازل نے ایلکی
حشر میں شانِ جمالِ مصطفیٰ کو دیکھ کر
دبدم دیتا ہے ساتی جھکو صہبائے طہور
حضرتِ عابد رہے زندانِ غم میں عمر بھر

کیا حبیبِ پاک عاجز کو کریں گے یاد بھی
عاصیوں کو دی شفاعت کی مبارک یاد بھی
نذر دیکھا پہول لالا کے مجھے صیاد بھی
کسا ٹھکانے سے لگی مٹی میری برباد بھی
دیکھ کر ایمان لائے تھے ستم ایجا د بھی
اونکا لوہا ماننا تھا خنجرِ فدا د بھی
شوق سے شاگرد ہو تھے بڑے استاد بھی
دیکھ کر چہرہ کو آنکھوں پر کیا ہر صا د بھی
قیس لیلیٰ سے تو شیریں سے چھوڑا د بھی
کیا مزے کی ہر محبت میں خدا کی یاد بھی
ہو گئے تھے گرچہ قیدِ شام سے آزاد بھی

ہم تو ایسے دل کو طوفان کہتے ہیں مہمان سرا

جس میں ہوا الفت بتوں کی اور خدا کی یاد بھی

خواجہ ترے گنبد پر کیا نورِ برستا ہے
اے ہجرِ معین الدین مجبور نہ کر مجھ کو
اے برسرِ دسانی کی راہِ زنی تو نے

میرا بے بانی کو ہر شخص ترستا ہے
دوہری کے شکنجہ میں کیوں تو جھکے ستا ہے
حالانکہ بہت آسان اجمیر کا رستہ ہے

کس شان کا وہ گل ہے جانولِ طبل ہے
توال کے نعروں میں تیرا ہی ترانہ ہے
کیوں ہاتھ پڑاؤ بھاتا تیرا شہِ اجمیری
ساقی نے سمجھ کر بجایا بھر کے ندی جھکو
جب جلے ہوئے دل کا تم تم کے بخار اڑا

اجمیر میں رہتا ہی باغوں میں بہکتا ہے
سُن سن کے ہر اک شیدا محفل میں تڑپتا ہے
اتنا کہ وہ تیرا کشتہ قتل میں سکتا ہے
وہ خوب سمجھتا ہے کمظن بہکتا ہے
بن بن کے وہی آنسو انکھوں سے ٹپکتا ہے

خواجہ کی عنایت سے کچھ دور ہیں طوفان
خورشید کے رتوں سے ذرہ بھی جھپکتا ہے

کوشش مرنے کی شش کی وہ کیا کیا نہ کرے
ہاتھ آئیگا جسم گل گلزارِ مدینہ
وہ ان مبارک کی شہادت سے قیامت
دلکش ہے وہ اللہ کے محبوب کا روضہ
اوڑتے پر شوقِ مدینہ کی ہوا پر
ہم دیکھ چکے روضہ پر نور کا جہوم
ہر چند کہ دیوانے ہیں پر حسنِ اوست
محبوبِ خدا کو کوئی کیا دیکھ سکیگا
ویدارِ الہی جو میسر ہو تو پھر ہم
اس شرط سے زہاد کو مل جائیگی جنت

برائے گنہگار کو رسوا نہ کرے
ہم بھی خلش خار کا شکار نہ کرے
عاشق کبھی قدرِ دریا نہ کرے
جنت کی طرف رخ کبھی شیدا نہ کرے
سامانِ سفر ہمتو مہبت نہ کرے
نظارہ ہوئے عفتِ دریا نہ کرے
گلیوں میں مدینہ کی تماشہ نہ کرے
برائے غلاموں سے تو پروہ نہ کرے
دو رخ میں بھی جنت کی تمنا نہ کرے
گراہی عبادت پہ وہ خرا نہ کرے

کیوں ابر بھاری کی طرح رو ہو طوفان
صحرا سے مدینہ کو تو دریا نہ کرے

اپنے پلے پر رسول اللہ کو باتے ہوئے
قلعے والے مدینہ کو تو جا کر آگئے

شرم آتی ہے گنہگاروں کو شرماتے ہوئے
رہ گئے ہم یاں دلِ وحشی کو بھلا ہوئے

دیکھ کر حسن تکلم کو فصیحان عرب
مژدہ کا تقنیو سکر ہویم باغ باغ
بیکسی جانے نہیں دیتی مدینہ کو حضور
جائے گئے پیش خدایوں حشر سلطان دین
ہی یہی احسان تراجمہ پر مزار پاک سے
یون رخ پر نور پر تھے گیسوی عنبر نشان
حشر کے میدان میں وہ رحمت اللعالمین
عاشقوں کو کیوں نہو شمع رسالت کا تاب

سامنے آکر نکل جاتے تھے کتراتے ہوئے
اور تازہ ہو گیا ہر پہول کھلاتے ہوئے
آپ کو کیا دیر سے پھر خواب میں آتے ہوئے
بہر شکن عاصیوں کو شکل کھلاتے ہوئے
لا یو دو پہول اے باد صبا آتے ہوئے
شمع کے سر سے دھواں نکلا پھیل کھاتے ہوئے
آئینے ابر شفاعت سب پر رساتے ہوئے
کچھ نہ نکلا منہ سے پروانوں کو طبا تھوئے

معصفت کا مژدہ جان شمس سکر خوابیں
آج طوفان صبح سے پھرتا ہے اتراتی ہو

جب شمع محمد کی لودل سے لگا بیٹھے
اوس شان کریمی نے محشر میں چنا ہو کو
ہدیت سے لگے ملنے تخت سلاطین کے
خدام حرم ملو کیوں یا اس اوٹھاتی ہو
اے در و جگر نکلے منہ سے مریوہ نالہ
حضرت ہی نہ آئیں تو کیا خاک شفا ہوگی
آذر کے وہ بت سار رشتے ہو ہی پھر کے
گھر پاک نہیں لگا ہر گز وہ نہ آئینے
کیا درد بھرے دل کی آواز ملاتی ہے
افسوس تیش دل کی ٹھنڈی ہوئی رو سے
ہم خاک شینوں کو کیا کام چہر پر نہٹے

ہم صورت پروانہ سن اپنا جلا بیٹھے
ہر چند کہ نیکوں کے مجمع سے جدا بیٹھے
خرنے کی چٹائی پر جب نور خدا بیٹھے
ہم اپنے ہی آقا کی دہلیز پر آ بیٹھے
جو عرش معلیٰ کی زنجیر ہلا بیٹھے
بیمار محبت سے سب ہاتھ اوٹھا بیٹھے
کعبہ میں معاذ اللہ وہ بن خدا بیٹھے
کس طرح سے لوہے پر کندن کی جلا بیٹھے
یارب کہیں کوئل کا گو گو سوا بیٹھے
بڑے کے ہوئے شعلہ کو بانی سے بگھا بیٹھے
اکدم بھی نہ راحت سے مجبور خدا بیٹھے

شرمندہ عصیاں پر رحمت کا پڑا پانی
گیسوئے پیمبر کی الفت میں پریشان ہے
جو فخر سلاطین تھے اور وہ بھی جوتن ہیں تھے

ہم اپنے پسینہ میں خود اپنے بیٹھے
بلبل ترے گلشن میں کیا با و صبا بیٹھے
کوچہ میں محمد کے وہ مثل گدا بیٹھے

طوفان کی طبیعت بھی ہر نعمت سے شاکہ نہ
کچھ فخر نہیں اس کے بازو پہ تھا بیٹھے

برون کو کچھ ایسی بھلی سو جہتی ہے
فراق محمد میں روتی ہے شبِ بنم
عجبت روتے رہتے ہیں پاؤں کے چہلے
شفاعت کی اُمید میں یا محمد
و ظیفہ سے نام مبارک کا ہر دم
مرے دل میں وہ عشق کی دُور بین ہے
مبارک ہو کعبہ کاج حاجیوں کو
جو روشن ہوئی بزم امکان میں پہلے
فراق محمد میں تڑپا رہا ہے
سر آنکھوں سے جانیکے سوئے مدینہ
نقطہ آرزوئے شہادت کے دل میں
یہی سلطنت ہے کہ در پر پڑے ہیں
بجا ذال و ناک کی الفت سے مولا
گنہگار کو بخشوا کر ہی چوڑا

مدینہ کی ہر دم گلی سو جہتی ہے
غضب ہے گلوں کو سنسی سو جہتی ہے
زیارت کی دل کو خوشی سو جہتی ہے
بدوں کو بھی نیک کی بدی سو جہتی ہے
ہیں تو یہی یا نبی سو جہتی ہے
کہ جب دیکھے دُور کی سو جہتی ہے
ہیں راہ کچھ اور ہی سو جہتی ہے
اوسے شمع کی روشنی سو جہتی ہے
عجب درد کو دل لگی سو جہتی ہے
جو کچھ سو جہتی ہے یہی سو جہتی ہے
گنہگار کو خوب ہی سو جہتی ہے
غلاموں کو شامِ شہی سو جہتی ہے
یہ کالی بلا اک پری سو جہتی ہے
یہی تہکوا اسے ہاشمی سو جہتی ہے

جوانی تو عھیاں میں گزری ہر طوفان
بڑھاپے میں امر و نہی سو جہتی ہے

دہوم ہے مصر میں یوسف کا جمال چھا ہے
 ذکر وہ ذکر کہ جس ذکر سے مذکور ملے
 یہی قاصد یہی دمساز ہے میرا ہر دم
 قدر مداح یہی مہر کی بڑھی روزِ جزا
 ہجر میں یاد محمد بھی نہیں وصل سے کم
 نہ رہے ناظر و منظور نہ حیرت نہ نظر
 جب دلخواہ وہ دیتے ہیں تسلی کا جواب
 مثل طوبیٰ ہے ہر ادین محمد کا علم
 کلمہ گو کی شفاعت تو یقینی ہے ضرور
 حسن پر اپنے نواسے حور بھی ناز نکر

غل ہے کونین میں امجد کالال چھا ہے
 جلوہ گر حال ہو جس سے وہی قال چھا ہے
 جا کر آتا ہے مدینہ سے خیال چھا ہے
 آئی رحمت بھی مر پاس یہ مال چھا ہے
 عاشقوں کیلئے یہ ریخ و طال چھا ہے
 جب نہ میں تو کا ہو جگر کا وصال چھا ہے
 میری جانب سے شفاعت کا سوال چھا ہے
 باغ عالم میں یہ سرسبز نہال چھا ہے
 جسکا آغاز ہو نیک اد کا مال چھا ہے
 خال ریخ سے ترے حضرت کا بلال چھا ہے

دیکھ کر خلد میں طوفان کو کہا حضرت نے

اب تو بیمار محبت تیرا حال چھا ہے

دلا صبح و ماسا جو مندہ باشی
 زبان تا در دہن زمیندہ باشی
 خدا را در دلم اے عشق احمد
 بکن گریہ چو بلبل در فراقش
 خطاب تو شفیع المذنبین
 نداے غیب می آید بگو شمع
 اگر تو بازید وقت ہستی
 طوائف تو باین امید کردم
 خدا را و ابکن چشم بصیرت

نشان بے نشان یا بندہ باشی
 شنائے مصطفیٰ انوار بندہ باشی
 چو خورشید فلک تابندہ باشی
 لسان گل بہ فردا خندہ باشی
 ز عصیا تم حیرا شرمندہ باشی
 بہ عشق مصطفیٰ پایندہ باشی
 بہ پیش مصطفیٰ لچوں بندہ باشی
 کہ بر من مہربان آئندہ باشی
 بہ ہر سو نور او بینندہ باشی

<p>فدا یم بر تو اسے نام محمد چو خواہی لذت عشق محمد</p>	<p>خوشا وقتیکہ بر دل کن ہوا کباب آسا دلا سوزندہ باشی</p>
<p>کلام تو جوان شد در ضعیفی طفیل نعت طوفان زندہ باشی</p>	
<p>کعبہ جا کر جو مدینہ کی زمین دیکھ چکے رہ گئے اپنا سامنے لیکے حریصان عذاب کیوں نہ ہو فخر حضوری سے اونہیں شام و سحر قدم پاک سے سرمیرا اوٹھاتے کیونکر پھول کر بھی تو وہ حورو نگونہ پیشہ کبھی قافلے والو سے کیا عرض کریں غل اپنا قد بے سایہ یہ کہتا تھا نظر بازوں سے بزم میثاق میں بیہوش جس جو ہوشیار ہو حسن اخلاق پہ حضرت کے فدا ہیل کہوں</p>	<p>زندگی میں وہی فروں برس دیکھ چکے جب گنہگار کو حضرت کے قرین دیکھ چکے آپ کی شان کو جبریل میں دیکھ چکے کیونکہ خدا ام ادب نقش جہین دیکھ چکے جو مدینہ میں وہ حسن نمکین دیکھ چکے بستاناے غم و اندوہ حزن دیکھ چکے لامکان جسا کمکان کو دیکھ چکے جسم مشتاق سے حق کو دین دیکھ چکے کہ قدر شمع کو پروانے حیدر دیکھ چکے</p>
<p>اسپتہ مداح کو مدوح طلب کرتے ہیں عرصہ حشر میں طوفان کو کہہ دیکھ چکے</p>	
<p>ہر دو عالم میں ہوئی جلوہ نمائی اونکی جہاز کرپلوں سے ہر صبح بچھا جاتے تھے ہو گیا ایک اشارہ سے خرد و خلوت قدسیوں نے بھی نہ پایا کہیں سایہ کاپتہ محضرت حشر میں ڈھونڈ لی اوسی کو ہر سو لات و عزیزی کی زبان پر ہوا جاری کلمہ</p>	<p>وہ ہیں محبوب خدا کے تو خدائی اونکی چومتے رہتے تھے جبریل چٹائی اونکی بیخہ مہر کو پہیرے گی کلامی اونکی ہے وہ دربار الہی میں رسائی اونکی سوختہ دل کوئی دیکھا جو دوہائی اونکی عین کعبہ میں جو صورت نظر آئی اونکی</p>

<p>دامن پاک سے ہوتی تھی کسی دم نہ جدا عاشقوں کا وہ مدینہ میں سلامِ رخصت روزہ داروں نے بھی لاکھوں سے نہ سمجھا آئینہ دل کا نہ دارا سے مکدر ہوتا</p>	<p>ہم سے بہتر ہے مقدر میں بلائی اونکی کس قیامت کی قیامت سے جدائی اونکی جنگ الہی کہ پہاڑوں پہ چڑھائی اونکی دیکھ لیتا جو سکندر بھی صفائی اونکی</p>
<p>امتی آپ کے کتنے ہی برے ہوں طوفان رحمتِ خدا کو بے منظور بھلائی اونکی</p>	<p>امتی آپ کے کتنے ہی برے ہوں طوفان رحمتِ خدا کو بے منظور بھلائی اونکی</p>
<p>آئی دم بھر میں غلافِ شاہِ ملتی ہوئی خضر بھی راہِ مدینہ دیکھ کر کہنے لگے عاشقوں کے قبر کی مٹی اوڑھ لی عرش پر اللہ اللہ مغفرت کی خبر کس شان کی داغ اوکھیں تھیں تو انکے حرسِ دل باغِ باغ ہو گیا تنہا شفاعت ہو گناہوں کا پہاڑ</p>	<p>ہے نسیم صبح میری آہ سے ملتی ہوئی ہاں یہی فردوس کی ہے راہ ملتی ہوئی خاکِ نعلین رسول اللہ سے ملتی ہوئی آگئی پیغمبرِ ذبیحہ سے ملتی ہوئی پاک صورت بھی کہیں چہاہ سے ملتی ہوئی کوہ کو نسبت نہ تھی کچھ کاہ سے ملتی ہوئی</p>
<p>کیوں نہ ہوئی مجھ کو طوفانِ ساقی کوثر کی دھن اونکی الفت سے خدا کی چاہ سے ملتی ہوئی</p>	<p>کیوں نہ ہوئی مجھ کو طوفانِ ساقی کوثر کی دھن اونکی الفت سے خدا کی چاہ سے ملتی ہوئی</p>
<p>رحمتِ خاص جہاں روزِ برستی ہوگی حاجیو دیکھ تو لو قبلہ کو نین کا گھر رہ گئی در پہ نظر حیف نہ آیا قاصد ہے خریدار گناہوں کی فقط رحمتِ عام ہر دہر دایرہ سے محمدؐ سے عیان ہوتا ہے مٹی انور ہوئی مستِ محبت پہ حرام</p>	<p>وہی اللہ کے محبوب کی بستی ہوگی ختم کب حج کی یہ ارکان پرستی ہوگی آنکھ ایسی تو کسی کی نہ ترستی ہوگی جنسِ منگی ہے مگر حشر میں سستی ہوگی یہی ہر جنگ میں اک تیغِ دوستی ہوگی اوسکے فاقہ میں کوئی اور ہی سستی ہوگی</p>
<p>رنک لاریکا جنوں حشرِ جہنم طوفان</p>	<p>رنک لاریکا جنوں حشرِ جہنم طوفان</p>

الفبت زلف محمد مجھے کتنی ہوگی

قرآن کا نسخہ بڑھ کر تڑپا دیا کملی والے نے
 سونہ کی پہونک سے شعلہ کو بھڑکا دیا کملی والے نے
 نقارہ اڑانا فتنے کا بجوا دیا کملی والے نے
 یوں جانکے دو کھٹے کرکڑ کھلا دیا کملی والے نے
 اُمت کو قبالہ جنت کا دلو دیا کملی والے نے
 بعد اسکے مقام حقیقت سے فرما دیا کملی والے نے
 ببل کی موٹی گل کے کھٹ پٹ تیرا دیا کملی والے نے
 محلوں میں افسد والوں کو کھٹلا دیا کملی والے نے
 شاہوں میں افسد والا، سمجھا دیا کملی والے نے

چالیس برس میں نور خدا دکھلا دیا کملی والے نے
 عشاق کو اپنے ذکر جلی بتلا دیا کملی والے نے
 کعبہ سے نکل گئے لات وہیل گونج گئے کربل
 کنگھی سے سلجھ کر گیسو سر لٹکے جو منکر نہ مٹی پر
 لکھا ہوا کلاب قدرت کا حنین کے خون شہادت کا
 بے کھٹے راہ شریعت سے اوپر چلنا ہی طریقت سے
 اوٹنا جو مٹر کا گھونٹ حیران بنائیں لہر چٹ چٹ
 تلوار سے کاٹا ڈالوں کو توڑا فلاں کے جالوں کو
 حال شہ عثمان علی ہلاکو بن سکوں میں زالا

اپنے ہی رکھا بیماروں میں اپنے ہی رکھ لایا انہیں
 طوفان کا ستارہ تاروں میں چمکایا کملی والے نے

گو مرض اچھا نہ تھا لیکن دوا اچھی رہی
 دل میں شمع آرزو جلوہ نما اچھی رہی
 پرہیز کی صدائے جانفزا اچھی رہی
 باغ دل میں کیا مدینہ کی ہوا اچھی رہی
 کیا زبان پر لذتِ حمد و ثنا اچھی رہی
 جسم پر اونکے شفاعت کی قبا اچھی رہی
 مفلسوں کی قدر بید جا بجا اچھی رہی
 کیا جوانِ با شمش کی ہر ادا اچھی رہی
 نیم شب کی آج تاثیر دعا اچھی رہی

عرض میری پیش محبوب خدا اچھی رہی
 بعد مردن قبر میں سر سوا جلا سونگیا
 ہجر کی شب یوں کانٹے کی نہ کٹتی تھی کبھی
 کس خمی سحر ارمانوں کی کلیاں کیل گئیں
 ذکر افسد محمد ہی رہا رطب اللسان
 اصل میں سارا یہ خیال ازل کا تھا کمال
 راہِ طیبہ کے ہیں رہن بھی بڑے مہمان نواز
 انبیاء میں منتخب ہیں خاص محبوب خدا
 راحتِ اخرا صمد امی مدینہ سے ہوا

کیوں ہنومہر نبوت کی زیارت عام کو	لاکھ نیکوں سے عکاشہ کی خطا اچھی رہی
مترودہ کا تقصیر سن کر ہوا دل باغ باغ یہ خبر طوفان طفیل مصطفیٰ اچھی رہی	
حشر کاروز ہے محبوب طر حدار بھی ہے ریخ پر نور پہ وہ گیسوئے خمدار بھی ہے اسلئے خلد میں جانیکی دُعا کرتا ہوں صلح جو آسے ہو گانہ زمانہ میں کوئی یاد نیکوں کی جو دربارِ محمد میں ہوئی وہ رحلت بھی رہا امتِ عامی کا خیال ختم ہے اوسہ جمالی و جلالی اوصاف قاصد اکیسے یقین ہو کہ ملاصاف جواب المدد اے شہ کونین رسولِ عربی اے شب ہجرِ نبی اپنے کو تنہا نہ سمجھ دیکھ لے بلبل جان باغِ مدینہ کی بہار عاصیوں کے لئے اونکاح ہے ہمارا کافی	جلوہ طور بھی ہے لذت دیدار بھی ہے شعلہ طور ہے پھراؤں پہ دہواں دہار بھی ہے بزمِ افروز وہاں جلوہ سرکار بھی ہے ختمِ حجت کے لئے ہاتھ میں تلوار بھی ہے عرض کی میں نے کہ حاضر یہ گنہگار بھی ہے انبیاء میں کوئی اسطرح کا مختار بھی ہے رحم پرور بھی ہے اور قاتل کفار بھی ہے اونکے انکار میں پنہاں کوئی اقرار بھی ہے ضعف پیری بھی ہے اور شق کا آزار بھی ہے ترے ہمراہ مرادید و بیدار بھی ہے خوابِ راحت میں وہاں سیدِ ابرار بھی ہے ابرِ رحمت کے سوا سایہ دیوار بھی ہے
اللہ اللہ وہ نبی ہکولا ہے طوفان سبکا ہادی بھی ہے رہبر بھی ہے مختار بھی ہے	
حسنِ محیض اور حسنِ مصطفیٰ کچھ اور ہے زادِ ان خلد تو جنت کے خواہشمند ہیں اپنے عاشق کو وہ دیدارِ خدا دکھلائیے خوبیوں سے متصف تھے گرچہ سار کا انبیا	اے زینِ اطراز محبوبِ خدا کچھ اور ہے یا رسول اللہ میری التجا کچھ اور ہے اے نظر باز و محمد کی عطا کچھ اور ہے پر جو ان ہاشمی کی بھی ادا کچھ اور ہے

<p>عاصیوں کو دیکھتے ہی مسکرا کر رہ گئے مسند نوشیرواں کا ہے تکلف ہر طرف ٹہنڈی ٹہنڈی آ رہی ہے کیا ہوائے مغفرت گلوامت کے چرواہے ہیں سرسبزیاں کفر اور اسلام میں ہے ایک ہی لفظ کا فرق</p>	<p>آب کی چشم مروت میں جیا کچھ اور ہے سادگی کہتی ہے فرش بویا کچھ اور ہے وہ مدیتہ جو ادھی ہے گہٹا کچھ اور ہے جبتو کئے کے پہاڑوں پر فضا کچھ اور ہے ہے دغا کچھ اور تاثیر دغا کچھ اور ہے</p>
<p>سب بخور کہتے ہیں سن سن طوفان کا کلام بلبل باغ پیمبر کی صدرا کچھ اور ہے</p>	
<p>دیکھ کر شمع رسالت کو جلے گھر والے اللہ اللہ وہ طرح دار جوان مدنی دل و جاں آپ کی تعلیم مبارک کے نثار جنکی آنکھوں میں ہو آئینہ رخسار نبی فقر نے توڑ دیا کفر شہنشاہوں کا ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات بے پردہ بالی نے ہلکا نہ کہیں کار کھسا اے جوان مدنی کیوں نہ بھرون دم تیرا میں ترے صبر کے صدقہ ترے فاقونکے نثار</p>	<p>مثیل پروانہ فدا ہو گئے باہر والے بال شانوں پہ وہ ٹکے ہو گئے گھر والے مہر و رو و آپ پرانے گنبد اخضر والے وہ بھی میں اپنے نصیب کر سکندر والے گر گئے آپ کے قدموں پہ بڑی سرد والے ہم بھی اک جام کے محتاج ہیں کوثر والے اڑ گئے نگلشن بطی کے طرف پروالے مرے ایمان کی جان جانکے جوہر والے شکرم پاک پہ باندہ ہے ہوئے پتھر والے</p>
<p>ہمتو بیتاب رہے ہجرت میں طوفان آگئے جا کے مدینہ سے مقدر والے</p>	
<p>باب جبریل میں پراپنا مسکن چاہیے ہے یہی یارب تری شان کریمی سے امید یا الہی میں ہوں دیوانہ رسول اللہ کا</p>	<p>بھر نگاہ منتظر کو او نکادہ دشمن چاہیے روزِ محشر مصطفیٰ کا سر پہ دامن چاہیے بعد مردن وادی طیبہ میں دفن چاہیے</p>

<p>عاشقانِ مصطفیٰ کی آرزو جنت کو ہے ابرِ رحمت میں ہوا نورِ محمد جلوہ گر بعدِ مروتوں بھی خیالِ مصطفیٰ دل میں رہا ان دریچوں میں تو محبوبِ خدا ہیں جلوہ گر جسکے دل میں ہوں ہزاروں خواہشوں کی تہنیں</p>	<p>کہتی ہے دوزخ کہ مجھ کو ادھکا دشمن چاہیے ایسی بجلی کو مرے عصیان کا خرمن چاہیے میری تربت میں یہی اک شمع روشن چاہیے کیوں نہ پھر بزرگہ پر پلکوں کی چلمن چاہیے اوسکی پوجا کو تو کا سی کا برہمن چاہیے</p>
<p>بمجرِ احمد میں جو تم طوفانِ لہو رونے لگے کہتی ہیں حوریں انہیں لعلوں کا جوش چاہیے</p>	
<p>کون سے مست نے نظر ڈالی نامِ میٹھا جو ہے محمد کا میں اوس انگشتِ پاک پر قربان خاکِ میری اوڑا کے آندھنی نے کیا سبک بار تھا امانت کا جب ہوا کھائیگی مدینہ کی حشر میں گرجی شفاعت نے غمِ شبیر سے گلستان میں</p>	<p>جہو متی ہے چمن کی ہر ڈالی حق نے منہ میں یہی شکر ڈالی جس نے ٹکڑے قمر کے کر ڈالی لو مدینہ کی راہ پر ڈالی یہ بلا کیوں ہمارے سر ڈالی لائگی یہوں کر شمر ڈالی آگِ دوزخ کی سرد کر ڈالی خاک پر لوٹتی ہے ہر ڈالی</p>
<p>ہمنے دریائے عشق میں طوفان ناچو دل کی توبے جگر ڈالی</p>	
<p>دل و جان تجھ پہ فدا تاجِ شفاعت علی کبھی فاقون سے شکستہ نہوا دل انکا ساتھ اللہ کے پڑے ہیں فرشتے بھی درود قبر سے جہو متے اوٹھیں گے بروزِ حشر</p>	<p>دے سندِ خلد کی اسے جہرِ نبوت والے کبھی لاکھوں سے نہ پسا ہوئی رحمت والے ہو سلام آپ پر اسے نور کی تربت والے ہم تو اسے ساقی کو ترشیں رحمت والے</p>

قابل دید ہے گلزار مدینہ کی فضا
ہے مثل جسکو پایا جائے سہاگن ہے وہی
لامکان سے یہی معراج میں آتی تھی ندا
عاصیوں نے تجھے آنکھ پھراتے دیکھا
بجھکیا جھوٹ کی آنکھوں سے جو ایسا کجا چراغ
نار و دوزخ سے نہیں کم حد و فیض کی آگ
ہو گیا بعد فنا دیکھتے فقہروں کو عروج

تکتے ہیں کس نگینہ شوق سے جنت والے
متکلم ہوئے اللہ سے لکنت والے
صرح کیا اے نمکین بن کبھی ت والے
اے جوانِ ندی چشمِ مروت والے
اُدھلے محفلِ عالم سے صداقت والے
قبر میں سوتے ہیں راحتِ محبت والے
ملکے خاک میں سب دولتِ حشمت والے

آگِ عشقِ محمد سے نہ گھبرا
پیتے ہیں شربتِ دیدارِ حرارت والے

مدینہ کے طرف عاشق کوئی پیدل جو چلتا ہے
خبر لے کون حضرت آپ کے بہارِ الفت کی
دکن سے کہنچر سوئے مدینہ کی جنوں بھل
وہ دندانِ مبارک کی شہادت لگاتی ہے
مجھے جب ساقی کوثر کی صورت یاد آتی ہے
شبِ عشقِ نبیِ عاشق کو سونے نہیں دیتی
تری رحمتِ شفاعتِ مصطفیٰ کی دیکھ کر یارب
شبِ شوقِ القمر کا خون ایسا چھا گیا دل پر
رسولِ ہاشمی امی لقب کی نعمت سن سن کر
ملکِ گامِ ہر ایمان تصدیقِ رسالت سے
گردہ مشرکین غارِ حرا کو گھیرتا کیونکر

دید میضا کی صورت پاؤں سے جھالا نکلتا ہے
مراک درِ دول ہر دم مری کر و بدلتا ہے
عرب کی وادیوں میں دلِ حشری پہلتا ہے
قرن کا لعلِ امتِ دمِ موتی اوگلتا ہے
تو ان آنکھوں سے بہاؤں حشر کو ترا پلتا ہے
اسی آتش میں سونا چاہئے والو کا گلتا ہے
بزنگِ طفلِ محشر میں ہر اک عاصی جھلتا ہے
کو خورشیدِ فلک بھی زرد ہو کر نکلتا ہے
بزنگِ شمعِ سینہ میں دلِ مومن گھلتا ہے
شہادت کا دہنی تلوار کے سایہ میں پلتا ہے
کبوترِ پاسبانِ مکران کی جا میں نکلتا ہے

بخارا سے جگر آنکھوں میں جم جگر ٹپکتے ہیں

وہی روتا ہے طوفان جس کا دل سینہ میں جلتا ہے

جسے نازل ہوا قرآن وہی صورت ہوگی
جس جگہ نور خدا ہو وہی جنت ہوگی
اونکے دیوار کے سایہ میں جو راحت ہوگی
دیکھنا حشر میں پھر اور قیامت ہوگی
دنوں سے آج تمہاری ہی شفاعت ہوگی
اونکی امت بھی نظر کرو درحمت ہوگی
وہ رسول مدنی کی ہی محبت ہوگی
واہ کس شان کی وہ شمع رالت ہوگی
پشت پر جنکی عیاں تہر نبوت ہوگی
ان میں پیغمبر برحق کی شہادت ہوگی

حسن محبوب خدا میں وہ ملاحمت ہوگی
عاشقوں کو یہی کہتی ہے مدینہ کی فضا
کیا ملیگی ہمیں فروس میں وہ عطا
عاصیوں کو جو محمد کا ہو دید انصیب
مغفرت کہتی ہے حشر میں گنہگار دست
احمد پاک میں محبوب خدا کی توفور
کہنچکر حشر سے جنت میں جو بجا یسگی
دیکھ کر بن گئی خاموش قبیلوں کی ہوا
اپنی امت کو وہ جنت کے قبلے دینکے
سنگریزوں کو ابو جہل تو خالی نہ سمجھ

خوانِ نعمت کا وہی شخص وہی طوفان

جسے ہر پوش مصیبت پہ مصیبت ہوگی

اللہ کے پیارے کا وطن اور ہی کچھ ہے
ماہِ مدنی کا وہ گہن اور ہی کچھ ہے
دل میں میرے الفت کی جلن اور ہی کچھ ہے
صحرائے مدینہ کا ہرن اور ہی کچھ ہے
غنجوں میں محمد کا دہن اور ہی کچھ ہے
ابروئے محمد پہ شکر اور ہی کچھ ہے
لیکن وہ گل باغِ قرن اور ہی کچھ ہے
شیدائے محمد کا کفن اور ہی کچھ ہے

باغوں میں مدینہ کا چمن اور ہی کچھ ہے
رخ پر جو بکھر جاتے تھے گیسوئے معنیر
نازاں ہنور و عنں پہ چراغِ شہجہان
اس بھیس میں ہو گا کوئی شیدائے محمد
ہیں ایک خموشی میں ہزاروں گل خندان
ہوتا ہے یقین بدر میں تلوار چلے گی
گو عشق کے گلشن میں کھلے پھول ہزاروں
گردہ طیبے نے مہر ارکھ لیا پردہ

شہید اے رسولِ مدنی ہر شیعہ عثمان

علاج محمد کے تو لاکھوں ہوئے لیکن
طوفان کا اندازِ سخن اور ہی کچھ ہے

بادِ وہ تو حید سے معمورِ میخانہ بھی ہے
وانِ محمد کی شفاعت کا شفا خانہ بھی ہے
کعبہ دل کے قرین کا ہی کا بتخانہ بھی ہے
موش میں جا کر وہاں بہوش ہو جانا بھی ہے
آپکا شہید تو اب اپنے سر بیگانہ بھی ہے
لامکان تک جاکے پیر اک آن میں نا بھی ہے
اشک حسرت بالیقین پانی بھی روانہ بھی ہے
اوسکے بہلانے کو جنت میں پریشانہ بھی ہے
عاشقی میں انکی اک شانِ رقیبانہ بھی ہے
مرے گم مدینہ میں تو کچھ پانا بھی ہے

میکشوں کی بزم ہے گردش میں پیمانہ بھی ہے
کیا نہو گا حشر میں بیمارِ عصیاں کا علاج
المدد اے قبلہ کو تین شاہِ انبیا
دیدہ مشتاق کیا دیکھے مدینہ کی فضا
آئیے خلوت مراے دل میں محبوبِ خدا
کہتا تھا جبریل سے اونکا براق تیز پر
آبِ دانہ طبلِ باغِ نبی کا ہے یہی
گر ہو دیوانہ سلیمانِ مدینہ کا کوئی
مرے ہیں بندے بھی لو اللہ کے محبوبِ بے
خاک میں ملکر بھی ہو جاتا ہے دانا پھر نہال

عاشقوں کی خسیہ حالی پر نہ جا طوفان کبھی
ہے خزانہ بھی وہیں جس جا کہ ویرانہ بھی ہے

وہ مدینہ میں پہنچتے ہی ہما ہوتا ہے
وہی ہر وقت ہم آغوشِ بقا ہوتا ہے
اب سچا بھی جو آجائیں تو کیا ہوتا ہے
ترے رونے میں نرالا ہی مزا ہوتا ہے
آج ہی وعدہ دیدار وفا ہوتا ہے
اس کا جلوہ بھی نیا ہوش رہا ہوتا ہے

خط مرا لیکے کہو ترجو ہوا ہوتا ہے
جب کوئی عشقِ محمد میں فنا ہوتا ہے
اے خرقِ نبوی جان لبوں پر آئی
تو سلامت رہا اے دیدہ دیدارِ طلب
حشر میں رحمتِ باری نے منادی کر دی
طور سے کم نہیں کچھ وادیِ طیبہ کی فضا

کیوں نہ رحمت کی رہے آنکھ تیرے کاروں پر کیوں نہ رونے سے ہو سر سبز نہال امید	قابلِ قدر کسوٹی سے طلا ہوتا ہے جس میں پانی ہو وہی کھیت ہر ہوتا ہے
وہی ہو جاتا ہے مداح محمد طوفان روزِ اوّل سے جو مقبول خدا ہوتا ہے	
جود میں یاد و رسالت مآب کی آئی کریم نے مجھے ہاں یہ حساب بخند یا زبان پہ نام محمد تو دل میں یادِ خدا بہارِ لوت رہی ہے خوشی سے پیہلوں پر اثر یہ ہے مرے ساتی کے حسنِ نمکیں کا خیال آیا جو نصرتِ نبی کا پیری میں کسی سے بارِ امانت نہ اوٹھ سکا جدم جب آئے دہوم سے محشر میں شائعِ محشر سنی جو نصرتِ نکرین لا جواب ہوئے نظر پڑا جو سراج المنیر کا جلوہ	دماغ میں مرے خوشبو گلاب کی آئی جو سیری حشر میں باری حساب کی آئی اجل بھی آئی تو کس آفتاب کی آئی چمن میں جب سے سواری جناب کی آئی کبھی نہ کیف میں تہی شراب کی آئی تو ذہن میں مرے قوتِ شباب کی آئی خرابی اس دلِ خانہ خراب کی آئی ہوایہ غل کہ تباہی عذاب کی آئی کوئی گھڑی نہ سوال و جواب کی آئی تو آفتاب کو نوبتِ حجاب کی آئی
چہا کبھی نہیں طوفانِ دل جلے کا کلام دہن سے وقتِ سخن بو کباب کی آئی	
ہو گیا ٹکڑے غم اس میں نہ کوئی راز ہے یا الہی کس طرح دیکھوں دیا مصطفیٰ اللہ اللہ کیا جمالِ مصطفیٰ ہے دلہا اے کہو تر خطِ اعراسِ یادِ مینہ کو ابھی جسے دیکھا بعد حج گھر قبلہ کو نین کا	اون کی تجبونی ادا کا نام ہی اعجاز ہے ضعف و امنگی بے طاقت پر پرواز ہے سادگی میں بانگین ہے ہانسی انداز ہے تو پرندوں میں بڑا شارین ہے شہباز ہے در حقیقت طاعیوں میں وہ بڑا ممتاز ہے

پڑھتے ہی کلمہ طے کیوں کر نہ جنت کی سند
اوسمیں ہے شرکان کی خوبی سہیں رخسار کی
آرہی ہے دہم دم وہ خوشنما دلکش صدا
یاس و حسرت درد فرقت کے سوا کچھ بھی نہیں
وہ نہیں میں جو کروں اپنی عبادت پر کمند
قافلہ تو بڑ بگیا راستہ میں تنہا چھوڑ کر
شاعری کا زمزمہ میری ترانے میں نہیں

خیر ہے انجام اوسکا جسکا نیک آغاز ہے
خار و گل (طغ) و لونوں کو اپنے باتنکین پرنا ہے
میرے کانوں کو بھی درد پر وہ کسی سے سزا ہے
نعت احمد میں جلے دل کا یہی انداز ہے
میں وہ عامی ہوں تری حمت پہ بھجوانا ہے
بیکسی میں عشق احمد ہی مرا وساز ہے
وہ صد اقوال کی بلبل کی یہ آواز ہے

لاکھ راز دل جیسا ہوں یہی کہتا نہیں
دیدہ گریاں مرا طوفان بڑا غماز ہے

جہاں مصطفیٰ میں کیا او دل نشین رکھ دی
مسیحا مدینہ اک نظر بھارا الفت پر
فراق مصطفیٰ جس شیم تر کیوں کی کمی تو نے
طفیل نور احمد کہہ رہی ہے شان آدم کی
قلوب المؤمنین کو حق نے دی الفت مدینہ کی
یہیں سے دیکھتا ہوں مثل موسیٰ طوطا جلوہ
چل کر منفرت کے سامنے گھڑی گناہوں کی
ہزاروں نعمتوں میں ایک تھی وہ نعمت عظمیٰ
جنازہ اوڑ گیا سوئے مدینہ ابر کی صورت
ملی وہ عقل علم الاولین کے عشق میں اونکو
بجز اسکے نہ تھی معراج میں دیدار کی صورت
کبوتر ہو گیا بازو شکستہ راہ سے واپس

جہاں انبیاء ہی تو نے اوسیں صورت آفرین رکھ دی
خدا نے کیا شفا چشم عنایت میں نہیں رکھ دی
گریاں تر ہوا لیکن اچھوٹی آستین رکھ دی
بڑی بنیاد کعبہ کی جہاں میں نے جبین رکھ دی
دیوار مصطفیٰ کی عرش اعظم پر زمین رکھ دی
مری آنکھوں میں نور مصطفیٰ نے دور بین رکھ دی
بہر وسہ پر تھارے یا شفیع المذنبین رکھ دی
کسی نے آپ کی دعوت میں گزراں تو بن رکھ دی
کفن میں جس گھڑی خاک مرسلطاً دین رکھ دی
در عثمان علیخان پر اسطو جبین رکھ دی
فضلاً لامکان میں بیکر سالار دین رکھ دی
مری عرشی اوڑا کر بارہی آندھی کہیں رکھ دی

زبان پاک سے سن سن کے قرآن الہی کو فصیحان عرب نے آپ کے در پر جبین رکھ دی

وہ قسم ازل کا مجھ سے احسان طوفان
زبان پر لذتِ نعت تشفیغ المذنبین رکھ دی

محمدؐ کو خوشبو جو پیاری نہوتی
خدا کو جو اُلفت تمہاری نہوتی
سفر میں تڑپتی تھی روحِ بلائی
نہ لیتا اگر چٹکیانِ دردِ دل میں
پہو بختے نہ جنت میں بے دغدغہ ہم
جو فرقت میں ساون کی بدلی نہوتی
غلاتِ مبارک کی خوشبو جو آتی
دم واپس تک بھی آتا جو قاصد
دکھاتا جو صورت وہ ماہِ مدینہ
بتوں کی نہ صورت نکلتے کی نہوتی
شفاعت کو محشر میں آتے نہ احمدؑ
جو دریا دلی پر وہ ساقی نہ آتا

گلستان میں بادِ بہاری نہوتی
رہائی کی صورت ہماری نہوتی
جو ناستہ یہ ادنیٰ سواری نہوتی
لبوں پر کبھی آہ و زاری نہوتی
شفاعت کی گراہداری نہوتی
تو بجلی میں یہ سمیت ساری نہوتی
شب ہجر پھر مجھ پہ بہاری نہوتی
نظر سوئے طیبہ ہماری نہوتی
شب ہجر آخر شمارِ ہماری نہوتی
جو کعبہ میں صورت تمہاری نہوتی
تو غم سے کبھی رستگاری نہوتی
تو کوثر کی پھر نہرِ حباری نہوتی

نظرِ ہاشمی کی جو طوفان پہ پڑتی

تو پھر نیند آنکھوں میں طاری نہوتی

سرگین چشمِ محمدؐ میں حیا خوب رہی
صدقہ ہو ہو کے یہ کہتے تھے مریضانِ کین
زندہ اک دم میں شوخ حضرتِ جابرؓ کے پسر
حسنِ منکین تھا محمدؐ کا وہ اللہ اللہ

نیچی نظروں میں مروت کی ادا خوب رہی
لبِ پیغمبرِ برحق میں شفا خوب رہی
مرحبا آپ کی تاثیر دعا خوب رہی
خال و خط پر نظرِ اہل وفا خوب رہی

<p>جسمِ اطہر سے کسی دم ہوئی کمبل نہ جدا دامنِ پاک پہ قربان ہزاروں دل تھے سرخرو ہوئے مبارک سے ہندی کا خضاب شبِ فرقت میں نظر آئی بہارِ جنت گلِ خلاقِ محمد کی وہ خوشبو پیہیلی ہو گئی مہربوت کی زیارت سب کو شبِ فرقت میں بجز اسکے نہ تھا کوئی علاج</p>	<p>ہر گہری ماہِ مدینہ پہ گہٹا خوب رہی عربی طرز کی قامت پہ عبا خوب رہی قسمتِ برگِ جنا جلوهِ منا خوب رہی چمنِ دل میں مدینہ کی ہوا خوب رہی باغِ اسلام کی عالم میں فضا خوب رہی عاشقِ زار کی محفل میں خطا خوب رہی درِ دل کے لئے رونے کی دوا خوب رہی</p>
<p>جان دی نام محمد کا جو لیتے لیتے سب یہ کہتے ہیں کہ طوفان کی فضا خوب رہی</p>	
<p>سوزِ دل محسوسِ درد نہ دیکھا مجھے جینے اے بلیسیٰ مسافر راہِ مدینہ گھس جاتے تھے لاکھوں میں وہ یارانِ محمد افوسِ مراد میں تر رہ گیا سو کہا تھی بیرہنِ پاک میں بھی نشانِ شفاعت کیا معجزہ قرآن کی بلاغت کا دکھایا اک آن میں آئے گئے معراج میں حضرت شیدائے بنی ہے تو شریعت پہ عمل کر وہ چشمِ بصیرت کو بھی کیونکر نظر آئے یہ کوئی عبادت نہیں۔ دولتِ محبت</p>	<p>آتے ہیں شبِ روزِ بسینو نہ پسینے احسانِ ترا مجھے پر ہے کہ پوچھا نہ کہینے شہیروں کے جگر کھتر تھے فولاد کہینے شرمندہ ہی رہا مجھے اشکو نالی کی نے بخشا دیا لاکھوں کو او ایس قرنی نے پڑھ پڑھ کے فصاحت سے اولیٰ بقی نے ہر چند کہ افلاک پہ در تھے نہ تو زینے رہتے ہیں یہی جاہنے والو کئے قرینے دیکھا نہ قدیا کے سایہ کو پری نے طاقت ہے یہ کس کی جو گنہگار سے چھینے</p>
<p>جہنگتی ہے برحش گنہگار یہ رحمت نیکوں کو خجل کر دیا طوفان کی بدی</p>	

<p>کھا کے تلوار کے پہل مست جو بہاؤ نہیں ہے بے زرہ لڑتے تھے لاکھوں بہادر ایسے بادشاہوں کی نہ تھی اونکی نظر میں قوت بجنہ کارانِ عرب لائے نبی پر ایمان بھولے بھالوں تھے ہی فردوس کی بازی چیتی آپ کے دل میں تھی ابلاغ رسالت کی جو توت صلح جو ہو گئے تعلیم محمد سے وہی ہو گئے سینہ پر لاکھوں سے بارانِ نبی خارِ طیبہ سے مراد دل نہ کبھی ٹوٹے گا بالیقین خاص وہ بندہ ہے خدا کا بخدا حسنِ حورانِ بہشتی کا نہ چمکے گا کبھی</p>	<p>وہی جان باز محمد کے رسالوں میں رہے شہید کے لکڑی کے بھی جالوں میں رہے جنگِ تلوار کے پیوند و دشالوں میں رہے بستِ فطرت ہی مگر خام خیالوں میں رہے وہی ہارے کہ جو شطرنج کی چالوں میں رہے کبھی بے فکر مہینوں میں نہ سالوں میں رہے جو قبیلے ہمہ تن جنگِ جدالوں میں رہے پہلوں جنت کے وہ ایسے تھے کہ دہالوں میں رہے ٹوٹ کر گروہ میرے پاؤں کچھالوں میں رہے احمد پاک کے جو چاہنے والوں میں رہے رخ بہ گز رنگِ بلالی جو نہ خالوں میں رہے</p>
--	--

آرزو ہے یہی طوفان کی ٹمنا ہے یہی
 بلبِلِ روحِ دینہ کے نہالوں میں رہے

<p>رہی دو کریموں میں اُمت تمہاری نہ آئی کسی میں نہ سوچھی کسی کو کیا پست فاقوں نے روئیں تنوں کو پڑھا سنگرزوں نے کلمہ تمہارا تمہیں نے بنایا ہے کعبہ کو کعبہ تمہاری اطاعت ہے طاعتِ خدا کی خدا ہو گئے مثل پر و انہ لاکھوں ازل سے یہی بات مانی ہوئی ہے</p>	<p>خدا کی ہے رحمت شفاعت تمہاری فصاحت تمہاری بلاغت تمہاری کسی دن ہوئی کم نہ ہمت تمہاری عجب شان کی ہے رسالت تمہاری نہیں حج سے کچھ کم زیارت تمہاری حنہ اسے ملائی شریعت تمہاری وہ روشن ہے شمعِ نبوت تمہاری نبیوں میں ہوگی امامت تمہاری</p>
--	---

خدا خود در دآپ پر پڑھ رہا ہے
مرے دل کو ہر روز دیتی ہے تسکین
پسند آئی ز ابد کو حور بہشتی
کہوں کیا جو ملتی ہے رونے میں لذت
دل غمزدہ کی یہی آرزو ہے
اسی میں خدا یاد آتا ہے طوفان

وہی جانتا ہے فضیلت تمہاری
کلامِ الہی میں صورت تمہاری
مجھے بندہ پر و غنایت تمہاری
مزا دے رہی ہے محبت تمہاری
میسر ہو مجھ کو زیارت تمہاری
بنی سنگدستی فراغت تمہاری

یہ طوفان سے کہا ہے دریا ہے حسرت
نہیں دیکھی جاتی ندامت تمہاری

آیا نہ نامہ بر نہ مدینہ سے تار بھی
پیری میں جوشِ عشقِ محمدِ خدا کی شان
غم ہو کہیں نہ راہِ مدینہ میں نامہ بر
کرتا ہے جب ذکرِ سراج المنیر
وحشت تو نیچلی ہے مدینہ مجھے مگر
رونے پہ مستعد جو ہوئی چشمِ اشکبار
واعظ مجھے تو اُنس ہے ذکرِ حبیب سے
تقدیر سے وہ قافلہ سالار مل گیا
ہے ایک یہ ذرہ ناچیز مدحِ خواں
اوس چشمِ مستِ ساقی کوثر کو دیکھ کر

تک تک کے تہمت گئی نگہِ انتظار بھی
جلوہ دکھا رہی ہے خزان میں بہار بھی
نکلے گی ڈھونڈنے کو مری جان زار بھی
پر دانہ بنگیا ہے چرخِ سزار بھی
چھپرے نہ بھر کہیں غلّشِ نوکِ خار بھی
سوزِ جگر سے جہوم کے اوشا بخار بھی
آرام کچھ تو پائے دلِ بقرار بھی
راحت رساں بھی ہے وہ مرا غمگسار بھی
ہر دم نگاہِ مہر کا امید وار بھی
بیہوش ہو گئے تھے بڑی ہوشیار بھی

قطعہ

لکھے گئے وہ جرم جو سرزد ہوئے نہ تھے
اس مصلحت میں شانِ شفاعت کے تھے حقوق

محرم بنا ازل ہی سے ناکردہ کار بھی
شامل تھی اوس میں رحمت پروردگار بھی

طوفان کو کیون نہ نعت محمد پہ ہو گمبند
ہیں اس کے قدر دان شہِ دلدل سوار بھی

ہوش میں آوہ مزاروں کی مٹانے والے
ہم ضعیفوں سے تو تنگ بھی نہیں مل سکتا
کر دے غلغلہ بس اب مردہ دلوں کو زندہ
بول بالا رہے ہر وقت موزن ترا
ہائے اسلام کے وہ نورِ نظر ہیں کس چاق
زندگی میں ہوئے ظالم سے کبیدہ نہ کبھی
کیوں نہ میں شوقِ سحرِ کھوں تجھ سینہ میں درود
ساقیا چشمِ کد کو تر ترا لبرِ زیرے
حشر میں پاکتِ سبکدوش نظر آتے ہیں
بھڑ بھڑیں شوکتِ اسلام دکھا دو یارب
وہ کھال گم ہوئے سہتے تھے تلوار کی گنج

خوابِ راحت سے محمد کو جگانے والے
سو گئے عرش کی زنجیر ہلانے والے
لبِ جان بخش سے مردوں کو جگانے والے
پہنچانہ دلِ خفستہ کو جگانے والے
تیز تلوار کو دانتوں سے چبانے والے
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے
دل بیتاب کو تسکین دلانے والے
جام کو تر بجھے بھر بھر کے پلانے والے
شوق سے بارِ امانت کے اوٹھانے والے
اپنے بگڑے ہوئے بندوں کو بنانے والے
آگِ پانی میں بھی ہمت سے لگانے والے

نگہِ یاس سے تکتے ہی رہے ہم طوفان
روزِ طیبہ کے طرف جلتے ہیں جانے والے

صورتِ نمکین ادا ہے بانگی
احمد کی کبھی ہوا نہ بگڑی
جابر کے پسر ہوئے ہیں زندہ
خوش ہو گئی زرد رو سے حمت
تھی شمع جو بزمِ کنِ فکان میں
خالق سے کریں کلامِ موسیٰ

پیغمبرِ آخرِ التَّزمان کی
غیرِ دن نے ہزار خاکِ پساہی
کیا بات ہے ہاشمی جو انہی
ہے شاہ کو قدر زعفران کی
روشن ہے اوی سے دو جہان کی
لکنت سے ہے منزلتِ زبان کی

پیری میں ہے جوش عشق احمد دیدار کے دُہن میں یا محسوس بیٹھے ہوئے آبِ دگل کا پتہ	درِ اسل بہار ہے خزاں کی آنکھوں میں ہے جانِ نیجان کی کر لیتا ہے سیرِ لامکان کی
---	---

طوفان نے اوڑائی خاک کیا کیا
وحشت کے سبب کھاں کھاں کی

کیا قدر بڑی رگِ گل کی یہ بھی ہے بہت شرابِ الفت اسے دل نظر آگیا مدینہ کیا شان ہے اسکی لامکان میں رودِ رو کے نہ کر تو مجھکو رسوا لاٹی رہی گرمیوں میں دزات ہے خال سے حسنِ صورتِ حور روتا رہا جو ہجرِ مصطفیٰ میں معراج کے شب میں تھی شفاعت اللہ نے بال بال بخشا پہلے دنیا سے ہاتھ دھو لے چھوڑی جس نے رہِ شریعت دیدار میں تھی دوی کھاں کی	قریب سے ہوئی جسکو خاص ہو کی کڑوی کڑوی نہ لون سب کو کی برائے مراد آرزو کی اللہ سے جس نے گفتگو کی اسے چشمِ تجھے تسمیہ ہو کی کھنسا رہے اندھی فوجِ بھوک کی کیا قدر بڑی سیاہ رود کی رحمت نے اسی کو آبرو کی ہے اور ہی باتِ رود کی اوجھنِ زہی وہ موبہ کی نیت یہی خاص ہے ضیو کی جنت کی اسی نے راہِ جو کی تھی ایک ہی دید و دید کی
--	--

توحید کی وہ ہوا ہے طوفان

گم ہو گئی راہِ جستجو کی

دور سے ہے جو دل لگی دل کی	ہے اسی میں ہنسی خوشی دل کی
---------------------------	----------------------------

اونکی صورت جو یاد آتی ہے
درحقیقت خوشی سے باعث غم
یاد کر دمبدم محسوس کو
نور احسوس میں غور کرنے سے
چہن سے بیٹھنے نہیں دیتی
نفس کے حکم کو نہ مان کبھی
المدد اے شفیق روز جزا
بمخود ی سے خدا بھی ملتا ہے
قافلہ جب چلا دینے کو
میں نے سے جو ہم بگڑا بیٹھے
کھائی جسم ہوا دینہ کی
دل سے نکلی نہ آرزو اکدم
رکھ نظر موت اختیار ی پر

دیکھ لیتا ہوں آرسی دل کی
خوب روتی رہی ہنسی دل کی
تو نے یہ واعظا کہی دل کی
خوب بڑھتی ہے روشنی دل کی
شب فرقت میں بیکلی دل کی
مان لے ہاں بری بہلی دل کی
کیا بھڑکے کوئی لگی دل کی
دور کر دیتی ہے خودی دل کی
ہائے ادسوقت بیکسی دل کی
بات بگڑی ہوئی بنی دل کی
پھر تو کھلنے لگی کلی دل کی
رکھی دل میں یا بنی دل کی
ہاں اسی میں ہے زندگی دل کی

سوزِ فرقت سے جل گیا طوفان
لے خبر جلد ہاشمی دل کی

کیا مری پیاس قلوبِ حشر کے سامنے
ٹکڑے قمر کے ہوتے ہی شرمندہ ہو گیا
فصلِ خزاں کے ساتھ موسم بہار کا
شر کو عزیز رکھتے ہوں مطلبِ خیر سے
جنت کا عیش رنجِ مصیبت سے کم نہیں
تلوار کی طرح ہمہ تن سرخوں ہوئے

عصیان کی کیا بساط شفاعت کے سامنے
بوجہل بارگاہِ رسالت کے سامنے
راحت کٹری ہوئی ہے مصیبت کے سامنے
ایسے ہی لوگ ہونگے قیامت کے سامنے
اوس ہاشمی جوان کی محبت کے سامنے
لاکھوں جوان اونکی شجاعت کے سامنے

اے ضعف تو نے کی رو طیبہ میں رہ نہی کیونکہ انہو سوال شفاعت سے افعال کیا منزلت ہے بلبل باغ رسول کی	شرمندہ ہوں میں شمع قریب کے سامنے کیا میری عرض ادنیٰ عنایت کے سامنے ہے جبر کا آستان درجہ کے سامنے
--	--

طوفان کو معصیت کا ہر موالم نہیں

پڑتا ہے نعت شوق سے حضرت کے سامنے

اے دست جنوں تہم جا طیبہ نظر آتا ہے عاشق کی نگاہوں سے پوچھے کوئی دل ڈالا بلبل کے ترانے میں جبریل کا لہجہ ہے دنیا کے تماشوں کی الفت کو مٹا دے نورِ رخ احمد سے نسبت ہے کہاں اسکو ہے سب میں وہ ہر جا بئی اور سب عالمیہ یوں جسمِ بلائی کو تکلیف نہ دے ظالم احمد کے فقیروں کو کیا کام ہے کاہنوں سے الحاد سے بچ بچ کر مل راہِ طریقت پر	دامن کے نہ کر ٹکڑے روضہ نظر آتا ہے صحرائے مدینہ میں کیا کیا نظر آتا ہے ہر نخل مدینہ کا طوبیٰ نظر آتا ہے اس خواب خیالی میں وہو کا نظر آتا ہے شکلِ مدہ کامل میں وہب کا نظر آتا ہے خورشید کا ذروں میں جلوہ نظر آتا ہے یہ نور محمد کا شیدان نظر آتا ہے اس رنگ میں ہیں تو کا جگر نظر آتا ہے اس راہ میں چور و نکاح کا نظر آتا ہے
---	--

رحمت کی اولیٰ العزمی کہتی ہے یہ طوفان

دریا ترے عصیاں کا قطرہ نظر آتا ہے

ہائے کیا روضہ پر نور کی جالی ہوگی بچ تنہائی کا قاصد رو طیبہ میں نہ کر عمرہ خشر میں مخصوص ہے نیکوں کی نجات ہے مدینہ میں اسی نخل کی تقدیر بلند دشتِ طیبہ میں جو کہاتا ہو بگولہ چکر	بالیقین طور کے جلوے سے نہ خالی ہوگی ساتھ تیرے میری آشفتمہ خیالی ہوگی رحمتِ عام کی صورت بھی زالی ہوگی جسکی اوس روضہ پر نور پہ ڈالی ہوگی دل یہ کہتا ہے وہی روحِ بلائی ہوگی
--	--

بد میں کیوں نہ ہو خورشید رسالت کو جلال
ہو گیا ایک اشارہ سے قہر و ٹکڑے
ابر رحمت ہے وہی مامن امت ہے وہی
کفش برداری خدامِ معلے کی سند
اوس گنہگار کو کیا خاک جلائیگی جہیم

دست پر نور میں جب تیغِ ہلالی ہوگی
شان اوس ماہِ مدینہ کی جلالی ہوگی
جو عبائے عربی جسم پہ کالی ہوگی
کسب عنایت مرے اکامروالی ہوگی
قدرت حق نے جسے چاہے بانی ہوگی

نعت کی فکر سے کس عرش میں ہو طوفان
دیکھنا اور طبیعت مری عالی ہوگی

حور و ملک ہیں سارے خیر البشر یہ صدقے
قمر و حیا پہ اونگی شمس و قمر میں قربان
ختمِ الرسل کے تن پر ہے ختمِ جامہ زری
تارِ نظر پہ قابو کس طرح پاسکے اگلا
روشن بھی نشان ہے اعجازِ مصطفیٰ کا
کس شان کی شجاعت امی لقب نے پائی
شب بھر کے سونے والو! ڈھونڈنا زپڑھ لو
چاروں طرف حرم میں وہ نور کا عالم
طینت میں جسکی مضمحل خلقِ محمدی ہو
پڑتی ہے آنکھ میری جب ہاشمی چمن پر
شبیر کی نصیحت کیونکر زید مانے

عالم ہے در پہ قربان جبریل کھ پر صدقے
افلاک ہو رہے ہیں نیچی نظر پر صدقے
ہر ایک پر مہن سے پیغا مہر پر صدقے
گر لاکھ بار بھی ہو بنگلہ کمر پر صدقے
کیوں کر انہوں ستارے نورِ قمر پر صدقے
جبرائیل دلپہ قربان ہمت جگر پر صدقے
پردانے ہو رہے ہیں شمعِ سحر پر صدقے
ہوتی ہے جان زائر و دیوار و در پر صدقے
کیونکر انہوں فرشتے ایسے بشر پر صدقے
ہوتا ہوں مثلِ بلبل گلہائے تر پر صدقے
اسلام پر یہ قربان وہ مالِ زر پر صدقے

ذکرِ خدا میں لذتِ میٹھی درود سے ہے

طوفان کا دل ہے ایسے شیر و گریہ صدقے

دے دے ساقی کو خیر مجھے جگر خالی

کبھی رہتا نہیں ستوں سے زادِ خالی

کبھی سید ہی نہوی ظالم اصلی کی کجی
 کبھی نیکو سے نہیں دینِ ہمیبِ خالی
 جہولیوں میں ہے فقیروں کی خزانہ سارا
 گھر سے اللہ کے اذکو تو نکلتے ہی بنی
 مالکِ چشمہ کو تر ہے وہ دریاد دل ہے
 ہے وہی مفلس و محتاج فقیر و نکافق
 مجھے سیہ کار سے ہے رحمت باری کو فروغ
 چلن اک آن بھی محبوب خدا کو نہ ملا
 آند ہیوں نے مرے نام کو اڑایا فوس
 گہو متار ہتا تھا حسین کے گہواروں پر
 مرودہ دل اوس لب جان بخش کو کو بوجھا
 خضر شوق مدینہ مجھے پہنچا دیگا
 سادگی پر شہ عثمان کی ہر شاہی کو فروغ

باکین سے تو نہ دیکھا کوئی منجھ خالی
 موتیوں سے تو نہو گایہ سمندر خالی
 کیوں نہ رہ جائے کفِ دستِ پیمبر خالی
 دعویٰ کرتے تھے خدائی کا جو پتھر خالی
 دیکھ سکتا نہیں ساقی مرا ساغر خالی
 ہے سخاوت اگر دست تو گر خالی
 بے کسوئی کے تو پر کہے نہ کوئی زر خالی
 نہ رہا خارِ الم سے کبھی بستر خالی
 پھر گیا راہِ مدینہ سے کبوتر خالی
 نہ تھا حضرت جبریل کا شہر خالی
 زندہ کر دیتی ہے محبوب کی ٹہو کر خالی
 راہ میں چھوڑ نہ دیگا مرا رہب خالی
 ہیبت حق سے نہیں تیغ میں جوہر خالی

جشن میلاد کی ہے دہوم دن میں طوفان

موجشِ الفت سے نہو گایہ سمندر خالی

کر لگا قدر جو اللہ مدح خوانوں کی
 تو وہ حبیبِ معراج ہی میں دستِ بستہ
 جہکے ہیں روضہ احمد کو دیکھنے کے لئے
 جہاں میں شور ہے اعجازِ حسنِ نمکین کا
 بنی کے سامنے لڑا بڑ کے مٹ گئے لیکن
 تڑپتے رہتے ہیں تیغِ فراق کے گہاں

کہے گی حشر میں تقدیر خوش بیانوں کی
 ملی کلیدِ خدائی کے کارِ خالوں کی
 نگاہِ شوقِ زمین پر ہے آسمانوں کی
 شراب ہو گئی سرکہ شرابِ خالوں کی
 بہادر ی نہ مٹی ہا شمی جوا نون کی
 خبر تو لیجئے لہلہ نیم جانوں کی

<p>ہنسی خوشی سے بنے زبان رسول اللہ لکھا ہوا کبھی قسمت کا مٹ نہیں سکتا جلوسِ مدینہ کو لو اسرارِ محمد کا دکھائی قوتِ روحی جو روزہ داروں نے</p>	<p>خلوصِ دل سے تواضع تھی مہمانوں کی ہزار پہیرے تسبیح لاکھ دانون کی وہی جگہ تو یقیناً ہے بے ٹھکانوں کی رہی نہ قدر زمانہ میں پہلوانوں کی</p>
<p>ایسا کہیں دلکش کوئی منتظر تو نہیں ہے اے خضرِ مدینہ کا پلا دے مجھے بانی جس سنگ کے کعبہ میں لیا کرتے ہیں نبیؐ سے تشنہ نہ اکھیگا جو کسی کو بحرِ شمر خط لیکے اوڑا شوق سے طیبہ کو کوثر خورشید کہاں نورِ محمدؐ کے برابر آوارہ و سرکش نہ جو رہتا ہو ہمیشہ چٹلی کی طرح آنکھوں میں فرماؤں ہیں آرام</p>	<p>خطابِ ملکِ فتحان کا نامور طوفان نبیؐ کے حکم سے تلوار سے پٹھانوں کی تینت ہے مگر شہرِ سمیرا تو نہیں ہے قسمت مری کچھ مثلِ سکندر تو نہیں ہے وہ غارِ سرا کا کوئی پتھر تو نہیں ہے دراصل وہی ساقی کوثر تو نہیں ہے جبریل کا بازو میں کوئی پر تو نہیں ہے روشن صفت شمع وہ گھر گھر تو نہیں ہے وہ شیفتہ زلفِ سمیرا تو نہیں ہے محبوبِ خدا کا یہی بستر تو نہیں ہے</p>
<p>اشعار میں دکھلاتا ہے جذبات کی موجیں طوفان کہیں الفت کا سمندر تو نہیں ہے</p>	<p>راحت کے سوا دیتا ہے رہڑ کو کھر بھی خورشیدِ فدا ہوتا ہے صدقے پر کھر بھی روشن مرے دل میں ہے مدینہ کی کھر بھی کس شوق سے اڑتے ہیں بخاراتِ کھر بھی سامان بھی مہیا ہوا باندھی سے کھر بھی</p>
<p>ہے فیضِ رسانِ راہِ مدینہ کا شجر بھی وہ بہرِ مدینہ ہے کہ جس پر سحر و شام ہمدن نہیں کچھ تو ہی چراغِ شبِ حیران رونے پر جو آجاتا ہے شیدائے محمدؐ اب دیر نہ چلنے میں اور شوقِ زیارت</p>	<p>راحت کے سوا دیتا ہے رہڑ کو کھر بھی خورشیدِ فدا ہوتا ہے صدقے پر کھر بھی روشن مرے دل میں ہے مدینہ کی کھر بھی کس شوق سے اڑتے ہیں بخاراتِ کھر بھی سامان بھی مہیا ہوا باندھی سے کھر بھی</p>

اک آن میں تانبے کو بنا دیتی ہے سونا	اک سیر ہے اللہ کے بندوں کی نظر بھی
<p>طوفان ترے رونے سے بیاہوتا ہے طوفان</p> <p>اے مردِ خدا جلد شبِ ہجر میں مہر بھی</p>	
<p>ہوئی کافورِ ظلمت کفر کی نورِ محمد سے</p> <p>زمانہ کی نظر سے گر گئے گرم تو کیا غم ہے</p> <p>محمد مصطفیٰ مداح سے راضی نہوں کیونکر</p> <p>وہ کیونکر قلامِ توحید میں خطوط لگا سینگے</p> <p>کلام اپنا محمد کی زبان پر کر دیا جاری</p> <p>سیچائے مریضِ عشق کو کیونکر شفا ہوگی</p>	<p>کر و رول گھر سے روشن اسی شمعِ محمد سے</p> <p>اوٹینگے زور سے گھر سے تعلق خُدر کو دے</p> <p>خدا بھی بالیقین خوش ہو ہی جاتا تو تار سے</p> <p>کہ جنکے کان ہی واقف نہیں ہیں صوتِ کرم سے</p> <p>بہت راضی ہے اوستا وازل شاگردِ ارشد سے</p> <p>مشرقت ہو نہ جب تک شربتِ دیدار احمد سے</p>
<p>شفاعت کی سرِ مشرعی جب ہو م طوفان</p> <p>خدا کے نیک بندے بھی تو شرمائے لگے بد سے</p>	
<p>مقی بالخصوص کوئی تحسلی نہ طور کی</p> <p>خاقہ رسولِ پاک کا روزے سے کم نہ تھا</p> <p>آنکھوں میں اشکِ دل میں محبت کی آگ ہے</p> <p>خرد و س کے قصور میں جو قصور ہو بلب</p> <p>کیا بواہوس کو بادۂ الفت نصیب ہو</p> <p>جس دل میں خاصِ مخبرِ صادق کا عشق ہو</p> <p>مداح کی جو موت بھی آئی تو نیک خو</p> <p>جھکے ہے اس امید پہِ مشرک کا انتظار</p> <p>عاصی کو مصطفیٰ کا ثنا خوان بتا دیا</p> <p>زادہ تو اپنے زہد پہ نازاں نہو کبھی</p>	<p>موسمی وہ اک جہلک تھی محمد کی نور کی</p> <p>گنگھلی کبھی گھلی نہ دہن میں کھجور کی</p> <p>بہٹی سلاک رہی ہے شرابِ طہور کی</p> <p>منزلِ وہی ہے ایک ہمارے قصو کی</p> <p>میکش کے آنکھ میں ہے نشانیِ سرور کی</p> <p>کیونکر خبر نہ اوس کو ملے دور دور کی</p> <p>سیرت میں وہ بلال ہی موت پر خور کی</p> <p>دیکھوں اسی بہانے سے صورتِ حضور کی</p> <p>بیحد یہ مہربانی ہے رتِ غفور کی</p> <p>ہے بابِ مخفرت میں رسائیِ قصو کی</p>

طوفان بے تمیز بہ رحمت کی ہے نظر
ہوتی رہی معاف خطا بے شعور کی

بندگی رہ گئی مصطفیٰ کے لئے
قول حق تھا یہی حق نما کے لئے
آئینے خود مسیحا دوا کے لئے
وہ فنا ہو گئے تھے بقا کے لئے
جوڑ پتے تھے بدرالدجی کے لئے
سرسیمیلی پہ رکھ لے خدا کے لئے

ہے خودی خود خدا کی خدا کے لئے
من برکتی تھی خیر الورا کے لئے
کوچہ مصطفیٰ ہے وہ دار الشفا
اللہ اللہ شہیدان راہ خدا
قبریں اونکی آخرت اور جلالہوا
آرزوئے شہادت اگر دل میں ہے

قصہ

یہ یقین ہے خیر الورا کے لئے
شرک ہے ہر اشارہ خدا کے لئے
ہو یلی اک بہانہ قضا کے لئے
خون بہا اپنا وہ خون بہا کے لئے

اول و آخر ظاہراً باطناً
پر سمجھ سوچ سے ذات حق ہے ہری
یا الہی نکل جائے سجدے میں دم
کر بلا میں شہیدوں کو حق مل گیا

اوسکی رحمت سے ہرگز نہ مایوس ہو
ہاتھ اوٹھا جلد طوفان دعا کے لئے

رفتہ رفتہ لی کف دریا نے صورت خاک کی
ہو گئے کجیا ملی جب نیک محبت خاک کی
حضرت آدم میں تھی سب آدمیت خاک کی
ابرن بن کر رہتی ہے حرارت خاک کی
لامکان میں جلوہ گر ہوتی ہے صورت خاک کی
دید کے قابل ہے اسی حقیقت خاک کی

قدرت باری سے پانی بے بضاعت خاک کی
آب آتش بادل جل کر کبھی بہتے نہ تھے
شیوہ انسانیت سے خاک راری ہر عیان
خاک ہی دکھلا رہی ہے باغ عالم میں بہار
قدسیوں میں تہا یہی چرچا شب معراج میں
ذرہ ذرہ بن گیا ہے خاک کا قندیل طور

دیکھنے پاتا نہ انپا نور خوشید فلک
گہومتی رہتی ہے آوازِ اذانِ افلاک پر
کیوں نہ مقبول بندوں کی تیمم سے نماز
خانہ زادِ خاک ہیں الماس و لعل و سیم و زر
ہے وہی جنتِ جہان دیدارِ ہوا شد کا
دیکھنے کو خاک کے چشم بصیرت چاہیے
زر میں جو ہیں خوبیاں زیور ہی ہوتی ہیں عیان
خاکساروں نے کیا اسلام کا جہنمِ بلند
مال ہے تو فرض ہے تیر زکات اے مالدار

گرنہ ہوتی سامنے اسکے کثافتِ خاک کی
پنجگانہ عرش پر بھتی ہے نوبتِ خاک کی
پاک سے مانند پانی کے طبعیتِ خاک کی
کیوں خزانوں میں مقفل ہے ہر دولتِ خاک کی
ورنہ حق میں ہے نظر باز و نکو جنت کی
اوسکے جلوے سے نہیں خالی حقیقتِ خاک کی
خاک کے پتوں سے تر بجاتی ہو زینتِ خاک کی
ہفت کشور پر ہوتی جاری حکومتِ خاک کی
ورنہ ہو جائیگی لاکھوں کی سخاوتِ خاک کی

اناک پر ہیں خوابِ راحت میں محمد مصطفیٰ
نعرش سے بھی بڑی گئی طوفانِ فضیلتِ خاک کی

اللہ احد ہے یہی توحیدِ کبریٰ ہے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کی
سادات کے ملبوس کا ہے خاص ہزارنگ
اک روز یہی خرمنِ عصیاں پہ گریگی
وہ چشمِ بصیرت کبھی چھپ نہیں سکتا
دشمن پہ ہے تلوار چلانا بہت آسان
محشر میں گناہوں کی خریدار ہے حمت
طیبہ کو گئی عطس میں ڈوبی ہوئی آئی
گر ظالمِ حق ہے تو کپڑا ہوش کا دامن
شید کیمبر کی علامت ہے یہی خاص

وہ پاک ہے ایسا کہ اشاروں سے بڑی ہے
دل میں مرے افیتے کشتے ہیں سہمی
بن پانی کے کہتی یہ حسد کی سہمی ہے
ایمان کی جو بجلی دلِ مومن میں بہری ہے
پردہ جسے کہتے ہیں وہی بے بصری ہے
میں پن کے پرچے جو اوڑھے وہ جری ہے
بازارِ شفاعت میں یہی جنسِ کبریٰ ہے
رشتکِ گلِ فردوسِ شیم سہری ہے
یہ واقعہ اسرارِ رہ بے خبری ہے
لبِ خشک ہے رخِ زرد و آنکھوں میں تری ہے

اخلاص فنا ہوتا ہے رنگین کفنی سے
طوفان یہ فقیری نہیں در یوزہ گری سے

سادن کی گھٹا بن کے وہی آنکھ سے بر سے
لپٹا ہوا رہا حضرت جبریل کے بر سے
سچ ہے کہ مزا شیر کاڑھتا ہے شکر سے
کبت تک مرادیدہ ترے دیدار کو تر سے
آئے جو مسافر کوئی طیبہ کے سفر سے
ہتیار پس مرگ کہلےں جسکی کمر سے
شل یادوں جو ہو جائیں جاؤنگا میں سے
پوچھے کوئی گردش کا مزا شمس و قمر سے
دل جسکے لرزتے رہے اللہ کے ڈر سے
کنکر نہ ابابیل کی منقار سے بر سے

اوپتے جو بخارات شب بھر جگر سے
خط لیکے اوڑا سوئے مدینہ جو کبوتر
دیدار محمد سے ملا عشق حشر کا
محبوب خدا اک نظر ہمراہ دھر بھی
خاک کف پاؤں کی میں آنکھوں میں لگاؤں
غازی ہے وہی مرد بہ فرمان محمد
اے ضعف تجھے شوق ہی لیجا ینگا طیبہ
روضہ پہ محسود کے فدا ہوتے ہیں درخت
سرکش جو قبیلے تھے جبکے سامنے اونکے
ہاتھی کی سواری پہ نہ مغرور ہو غافل

بروانہ ہی دیکھتے تھے اُستار کو طوفان
نسبت نہیں کچھ شمع کو مکھی کی نظر سے

ساتھ خوشبو کے کوئی خوشخبری آتی ہے
چھوڑ کر شہر سلیمان کا پری آتی ہے
بہول کر بند جب آنکھوں میں ذری آتی ہے
حور پہننے ہوئے پوشاک ہری آتی ہے
ساتھ میرے مری آشفہ سری آتی ہے
ہوش جاتا ہے تو پھر یہ خبری آتی ہے
رحمت حق کی کسوٹی پہ کہری آتی ہے

آج طیبہ سے نسیم سحری آتی ہے
ہے مدینہ میں وہ احسن نمکین کا جلوہ
درد اوٹھ اوٹھ کے مرے دل کو جگا دیتا ہے
آگیا خواب میں جب گنبد خضر کا خیال
قافلہ چھوڑ گیا راہ مدینہ میں حضور
ایک منزل میں تو رہتے نہیں بلکہ دونوں
کہیں ہو سکتی ہے محبوب کی امت کہوٹی

شاعری میں تو مرے عجب کو حال ہے کہاں | نکتہ چینی کی کسے درد سہی آتی ہے

عجم تبسم میں اس کوں کا بہادے دریا
تجھ کو طوفان فقط نوہ گری آتی ہے

اوی کو حق تعالیٰ دولت ایمان دیتا ہے
میں اوس پر جان دیتا ہوں تو وہ ایمان دیتا ہے
مرا ساقی مجھے جب باوہ عرفاں دیتا ہے
مگر دل کو تسلی آپ کا ارمان دیتا ہے
مرا مولانا ہدایت صبر کی ہر آن دیتا ہے
دلا سالیوں تو ہر دم آپ کا دربان دیتا ہے
گنہگاروں کو فضل رب ہی علان دیتا ہے
یہی قرآن میں ہر مومن کو وہ فرمان دیتا ہے
کہ اول جس بہادر کو خدا اوسان دیتا ہے
پتہ سوز دروں کا خود مراد یوان دیتا ہے
سفر کا حاجیوں کو بے طلب سامان دیتا ہے

جو فرمان رسول ہاشمی پر جان دیتا ہے
نبی المحترم اُمّی لقب کی وہ عنایت ہے
نہ پائے رفتنی دارم نہ جائے ماندن بنیم
بجز ویدار والا سیرِ جنت سے بھی جنت ہے
خبر میری کوئی لے یا نہ لے ہر حال میں خوش ہوں
بلائیکے مجھے دربار میں کب یا رسول اللہ
شفاعت کو شفیع المذنبین آؤ میں محشر میں
درو و پاک پڑھنا فرض ہے فعل الہی ہے
اوی کئے ہاتھ میں تلوار اپنا کام کرتی ہے
اگر چہپ جاؤ دیکھینگے پھر سب کھنے والے
خدا رکھے سلامت میرے عثمان عیلمی ان کو

قطعہ

کہ او کو عید کی دعوت مہ رمضان دیتا ہے
تو او کو مژدہ کا تقبّل قرآن دیتا ہے

مبارک میں یہ روزِ تیس دن کے روزہ داروں کو
رہے محروم من و جہہ جو اس نعمت سے دیتا ہے

عجب عاشق ہے طوفان بعد تیرہ سو برس کبھی
محمد مصطفیٰ کے نام پر وہ جان دیتا ہے

جان کی جان رہے ایمان کا ایمان ہے
یا واللہ سے خالی نہ کوئی آن رہے

دل میں یارب ترے محبوب کا ارمان ہے
کیسے وہ لوگ تھے دنیا میں محمد کے غلام

رہ گئی دل میں مدینہ کے سفر کی حسرت
عید اور نئی تہی جو تلواروں سے کھتر تھے گلے
ساتھ اللہ کے پڑستا ہو جو بند بھی درود
نام سنتے ہی محمد کا ترپ جاتے ہیں
حکم کو اونکے شہنشاہوں نے سر پر رکھا
نوح محفوظ تو دی حق نے مسلمانوں کو
آئے تو جائے نہ پھر نعت مبارک کا خیال

عمر بھر ہم تو میان بے سرو سامان رہے
حکم پیغمبر ذی شان پہ قربان رہے
مومن خاص وہی ہے یہی پہچان رہے
ہم اسی ایک سہارے سے مسلمان رہے
احمد پاک کے جو تابع فرمان رہے
کیوں نہ پھر سینہ حفاظ میں قرآن رہے
خانہ دل میں الہی یہی مہمان رہے

قطع ہے

نیک اعمال بُرائی سے بدل جاتیں
وہی باغی وہی غدار ہے دشمن ہی وہی

فرص ہو ترک کیوں قلب میں یگان رہے
جو طاعت سے اولی الامر کی انجان رہے

بحرِ عصیاں میں ہے موجود شفاعت کا جہاز
دلِ طوفان میں کیوں دہشت طوفان ہے

علم لدن کے عالم اُمّی قرآن والے
سایہ تراکھاں ہے اوسکا پتہ بتاے
نعلین پاک تیرے پہنچ رہے لامکان تک
قرآن سنا سنا کر حق کا یقین دلایا
سرکش جو تھے قبیلے نیچا اونہیں دکھایا
عصیاں کھمبہ لاکھوں بازارِ حشر میں ہیں
خالق مع الملائک بھیجے درودِ جہیم
سب انبیاء کہیں گے ہواک نظر درمیر بھی
خالق کا نور تو ہے دل کا سرور تو ہے

ایمان کا سبق دے ایمان کی جان والے
اوس ذات بے نشان کے اعلیٰ نشان والے
خزمی کی ڈالیوں کے سادہ مکان والے
پتھر کو پوچھتے تھے دہم و گمان والے
لاکھوں سے منہ نہ پھیرا ایمان بان والے
تنگے میں تیری صورت اونچی دکان والے
صبرِ علی محمدؐ کا اے مان پان والے
اے وہ شفیق حشرِ رحمت کی شان والے
شانِ غفور تو ہے ہاشم کی آن والے

تلوار بدر کے دن جب انکی چل رہی تھی
حسنین کے الم میں روتی ہیں منوں آنکھیں
سید مصطفیٰ ہے تو سب میں ہے معظم

گوشہ کو دھونڈتے تھے تیر و کمان والے
ہوتے ہیں انبیہ قربان منوں چہان والے
اے شہر یار اعظم مند و ستان والے

طوفان ترے سخن کی محشریں داد دینگے
حسان ابن ثابت شیرین زبان والے

وہ جوان عربی ملے رہا یاروں سے
کیوں نہ الفت ہو محمد کو گنہگاروں سے
قدر سونے کی کسوٹی سے ہوا کرتی ہے
یوں تو بیکہ نکل آتا تھا کئی بار مگر
قبر شیدائے محمد پر چڑھانے کے لئے
عید انکی تھی جو مرتے تھے شہادت کیلئے
اہل جنت ہوئے بلکہ ہی بہ فرمان نبی
لے خبر جلد مسیحاے مدینہ انکی
دیکھ کر مہر شفاعت کو ہر اک سینہ پر
بلبلین پڑتی ہیں جب نام محمد پر درود
زرد رو ہو گئے جو زریہ فدا رہتے تھے

نہ ہوا چاند مدینہ کا جدا تاروں سے
پہول رہتا نہیں گلشن میں جدا خاروں سے
کیوں لگا دٹ نہو جنت کو سیکہ روں سے
کمر پاک نہ خالی رہی ہتیاروں سے
بلبلین پہول اور الاتی ہیں گلزاروں سے
ہاتھ پہلا کے گلے ملے تھے تلواروں سے
خوب چھ رہے نادان ہی شہید روں سے
اب تو پرہیز قضا کو بھی ہے ہماروں سے
بخطا جھیتے رہتے ہیں خطا کاروں سے
پہول جنت کے ٹپک جاتے ہیں منقاروں سے
کوئی پر سس نہونی محشر میں ناداروں سے

عاشق شہر محمد ہے ازل سے طوفان

وہ تو ملتا نہیں جنت کے طلبہ کاروں سے

صُوفِیَانِہ

اشکباری کا مزا دردِ جگر سے پوچھئے

دید بازی کی حلاوت چشم تر سے پوچھئے

پوچھے سوزِ دل مضطر کا پروانہ سے حال
اشیاء تک رسائی کا سبب کیلئے انہیں
اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن میں
ہوش میں کس طرح پیئے ہیں شرابِ بخودی
آئینہ خانے میں ہیں کسکی ہزاروں صورتیں
سب نظر آتا نظر لیکن نظر آتی نہیں
ابتدا میں انتہا ہے انتہا میں ابتدا
کس کا سوزِ عشق ہے اور کس کا سینہ پر داغ
طور پر موقوف کچھ اوس یار کا جلوہ نہیں

عاشقی کی انتہا شمعِ سحر سے پوچھے
یہ فسانہ طائرِ بے بال پر سے پوچھے
کون سے زیور میں رہتا ہے یہ زر پوچھے
یہ خبر کہتے ہیں کیونکر باخبر سے پوچھے
جلوہ آرائی کا عالم جلوہ گر سے پوچھے
یہ نظر بازی کسی اہل نظر سے پوچھے
تجھ کی جو کچھ حقیقت ہے شمر سے پوچھے
آئینہ ہو جائیگا شکرِ شمر سے پوچھے
ہر جگہ ناظر ہے وہ نورِ نظر سے پوچھے

اوسکی جیتوں پھرنے ہی عالم میں اہلِ حل و حل
کسلے طوفانِ بیا ہے بحرِ و بر سے پوچھے

سکلام



ہو سلام و نہ رسول کا جو شہید تیغِ جفا ہو
ہے شجرِ شہید کا بار و نہ رہا زید کا کروڑ
وہ بہارِ پرچمن علیؑ وہ جو کبیل ہی تھی کلی کلی
تیرِ ستم سے کئے گلو ہوئے سبز پوش ہی خرو
نہ رہا زید کا مکرو فن نہ وہ سلطنت نہ وہ چمن
وہ خطا ہی کیا تھی شہید کی گری حسیہ فوجِ زند
یہ وہ آلِ پاکِ مَولِ حقِ داغِ خلدِ پور میں

ہو در و دارِ نہ قبول کا جو اسیرِ رنج و بلا ہو
جو فنا ہوئے وہ بقا ہو جو بقا ہو وہ فنا ہو
جو ستم کی گرم ہوا چلی تو وہ پہول سار ہو
گلِ نخلِ فاطمہؑ ہو یہ ہو جو پسے تو رگِ حنا ہو
لے خاک میں بھی جو گلِ دن تو وہ عینِ خاکِ شفا ہو
وہ ہوا تھی ظلمِ شدید کی کہ ہزارِ حشرِ بیا ہو
کہ وہ غائیں نئی قبول میں یہی کعبہِ دو سر ہو

وہ جو دُستانِ نگوں سرِ شہِ کربلا کے تھے ہم سفر
وہ علی کی شانِ عبودیت جسے چاہتی تھی ربوبیت
یہی ایک نقطہ کا فرق تھا رفقائِ بخش و سید میں
وہ زیدِ ظلمت کو فریادیں حسین شمعِ رو لقیں
نہ مٹا شقی تو نبی کا گھر کہ یہ اہلبیت ہیں پاک تر

ہو تین سواونے جدا بھی سرِ حسین ہو نہ جدا ہو
اسی منزلت کی تھی کیفیت کہ نصیر ہوئے خدا ہو
وہ خطا ہو یہ عطا ہو وہ دعا ہو یہ دعا ہو
وہ بنا جو رہزنِ راہِ دین شہنشاہِ شہدِ خدا ہو
اسی در ویکھا خدا کا گھر یہی لوگ قبلہ کا ہو

دلِ طوفان : اونکے الم کا گھر کہ چڑیا نہ منیر چڑیا گار
اسی غم میں روتے ہیں بجزوہ کہ شہیدِ عقدہ نسا ہو

سلام

مجرئی فوجِ قلعه گیسر تھی دُہری تھری
رُخسہ جو زلفِ گرہ گیسر تھی دُہری تھری
راہ کو بھول گئے مقتل میں حسین
بھائی پر کر دیا بیٹوں کو فدا زینب نے
ضعف سے بچ نہ سکا شہ سے گلے سے منہ
بیٹریاں پاؤں میں اور گردنِ باز میں سن
باغیوں کے وہ رنگ آمیز تھوڑے عورت کے پیام
قتلِ شبیر پہ ہر شخص تکا بیٹھا تھا
نام بانی کا بھی لاتے نہ زبانِ بر شبیر
چہرہ گئی مشک سیک نہ تو وہ رُپے عباس
قیدیوں میں سرِ شبیر وہ دربارِ زید

قتلِ سادات کی تدبیر تھی دُہری تھری
پائے عابدیں وہ زنجیر تھی دُہری تھری
ہائے کیا گردشِ تقدیر تھی دُہری تھری
دل میں کیا الفتِ شبیر تھی دُہری تھری
گر چہ آواز پر تیر تھی دُہری تھری
مہمانوں کی یہ تو قبر تھی دُہری تھری
خطِ گلزار میں تحریر تھی دُہری تھری
واہ کیا خواہشِ جاگیر تھی دُہری تھری
الفبتِ اصغر بے شیر تھی دُہری تھری
خاک پر نور کی تصویر تھی دُہری تھری
کیا ہی سادات کی تحقیر تھی دُہری تھری

مہرِ سلمان کے لئے بیعتِ فاقہ حرام
تہا مداویہی سجاؤ کی بیماری کا
رن میں وہ اکبرِ مردودہ چک تیغوں کی
رن سے پھر خیمہ اظہر میں نہ آتے شبیر
خنجرِ شمر جو رکتِ رُک کے چلا گردن پر
کٹ گئے آپ کے سب یار و انصار و عزیز

اسلئے آب کی تقریر تھی دُہری تھری
رسنِ ظلم گلو گھر تھی دُہری تھری
دُہوپ میں چاند کی تنویر تھی دُہری تھری
کیا کریں الفتِ ہم شیر تھی دُہری تھری
لبِ شبیر پہ تکبیر تھی دُہری تھری
آئیہ حق کی یہ تفسیر تھی دُہری تھری

دو شمنوں سے نہ رکا پھر حرِ عازی طوفان
کشتِ حضرتِ شبیر تھی دُہری تھری

سلامی جبے اصغر کو بھی اک قطرہ دلا پانی
جوانانِ علی لڑتے ہوئے سیاتے آخر
ملائی آنکھ جب بن حسن نے تیغ چمکا کر
لبوں پر سرد آہیں اشکِ جاری چہمِ حق میں سے
تنِ شبیر پر تھی دمدم بوجھار تیروں کی
شجرِ اسلام کا سر سبز ہوتا چہرہ نہ عالم میں
چہدی جب مشک کو عباس نے رو کر یہ فرمایا

برنگِ اشک و دمدمِ شبہ کی نظر دیکھ کر اپانی
گلے تک ہی رہا تلوار کے بھی دہار کا پانی
لرز کر ارزقِ شامی کا زہر ہو گیا پانی
یہی سب طِ بنی کے تھے مقدّر میں ہوا پانی
نیا برسا رہی تھی رن میں ڈھالوں کی گھٹا پانی
نہ دیت اگر علی کا لعل اپنے خون کا پانی
چپا پر رہ گیا آحتِ زہرِ تہی کا گلہ پانی

قطعِ عذر

کہا شبیر نے اے نارِ یو ہم میر کو تر ہیں
وہ دریا دل میں قاتل بھی ہم شربتِ پلاتے ہیں

جو چاہیں ہم تو یہ پانی ہوا ہوا اور ہوا پانی
مگر تم نے نہ مہمانوں کو اک قطرہ دیا پانی

تڑپ کر موج دریا سر پہکتی ہے کنارہ سے
بہن کے اس قدر بھائی کے غم میں ہلکے آئے

یہ کہتی ہے نہ پہونچا باغِ زہرِ اتک مر پانی
کہ کہتے رکھتے آنکھوں پر ہوائی ساری دیا پانی

نہ خنجر کہا شبیر نے خوش ہو نہ اسے قاتل

شہادت مجھ کو پانی ہے تو تھکا بھی سہرا پانی

شبیر کربلا کا عجم قیامت خیز ہے طوفان
اگر دل پانی پانی ہے تو آنکھوں سے بہا پانی

پھمری نعتیہ

وہ پاک محمد ﷺ ہر مہل پر یاد آوتے
وہ گنج خفی بھید سکھی مکی نہ فی کھلا دتے
نوشاہ عالم کے گھر میں خود بنکے پیہر آوتے
بن پنکھ لکھیر و وہ بیان سوراخ نین جاوے
پاں کا سند سپہ سن سنکر وہ پاک نبی شہر آوتے
اور برویانی کا گونگٹ کھیر پر ذرا سر کاوے
امت کی بکران ہانک کے وہ جنت کی طرف لیاوے
سنجھی میں ہی انسانوں کو یوں صبر ڈھنگ سکھاوے
لیکنائی کا دم بھر ہی رہا کلمہ میں یہی بتلاوے
ہاشم کے گھرنے کا لڑکا قرآن خدا کا لاوے

چلو چلو سکھی طیبہ نگر میں جیا گہر آوتے
خود مہر نبوت کو لیکر جنت کی سدا لاوے
اوس رشک سکندر کی بتیان جب کی فی نہیں لگاوے
پیاسا سمند پار بسیر کی نہ وہاں تک جاوے
سینے میں کبھی کئی والا جب ہر دوا آوے
وہ بال سکھی گونگروالے اور دونوں میں وہ تو آوے
کے کے پہاڑوں ہی میں نیا کلمہ سن چرویا آوے
کہاتا ہی رہا قانونی ہوا پتھر کو شکم سے بانڈ لیا
سر پر جو کھلیا اوڑھ لیا سایہ کبھی سنگ ساتھ رہا
امی نقبی لکھانہ پڑھا اخلاق میں سب کو گہیر لیا

دکھ درو میں ہے ولداری بیمار کا غمخوار ہی
دن رین خیال محمد کا طوفان کا دل بہلاوے

ترجیع بند

<p>قاب قوسین بہرین اور وہ پُر نور جبین ہمہ تن نور الہی ہمہ تن چشم یقین وہ لباس عربی زب تن سرور دیں اور وہ آواز شنا خوانی جبریل امین</p>	<p>قد وہ بے سایہ محمد کا وہ حسن نمکین ہیں وہ اللہ کے محبوب پیوں کے حسین بال شانوں پہ وہ لٹکے ہوئے سینہ کو قرین وہ بشارت و تبسم لبنازک پہ کہیں</p>
---	---

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

<p>وہ اداس عربی اور وہ تقدس کی پہلین شرم آلودہ وہ آنکھیں وہ خمیدہ گردن اور وہ شوخی سے یراق نبوی کی ان بن یہ سامان دیکھکے کہتے تھے عنزالانِ ختن</p>	<p>سوئے حق جاتے ہیں کس شان سے ملکِ امن نرم رفتار وہ سادہ ہی و سخیلا دامن مردہ کا وصل سے وہ ایک چہرہ روشن اوس پہ وہ نور شان زین کو اطر اکین</p>
--	--

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

<p>وہ سواری میں پہر گتا ہوا جنت کا سمند جبکہ ہر بیچ میں ہر دم دل عاشق تھے بند کہ خدا کو بھی تو اندازہ یہ آیا تھا پسند مجمہر ہر سے ہوتی تھی یہ آواز بلند</p>	<p>شب مصراع ہیں وہ حسن محمد کا دو چند دوش پر کا کل پر خم کی وہ لٹکی تھی کند کیوں نہ ہو کوئی جمال نبوی سے خورند دیکھ کر آپ کو عیسیٰ تو جلاتے تھے پسند</p>
---	--

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

<p>قد بے سایہ سے روشن ہے دلیل ادراک پھر تو معراج کے نسبت یہ کوننگا میباک جن کو اک آن میں طے کر گئے شاہِ لولاک جہل سے سو جہنگا اولاد ابو جہل کو خاک</p>	<p>کہ نظر سے بھی زیادہ تھا مہر تن پاک سامنے آپ کے آئینہ نما تھے افلاک ہر دو عالم میں ہے اندرِ محبوب کی دہاک جو ہیں صادق وہ سر پر بھی کہینگے بہ تیاک</p>
<p>مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش بقی</p>	
<p>دیکھی بجلی نے براقِ نبوی کی جو لپک نہ لگی تھی ایسی کچھ اسکی پلک سے بھی پلک دیکھ کر اوس رخ پر نور پہ متعجب کی جہلک بہمنی بہمنی کبھی کل کی جو آتی تھی مہلک</p>	<p>اوسکی سرعیت نے اشارہ کیا یا سر مرک اتنے عرصہ میں ستاروں کی گئی آنکھ جہلک پھر وہیں خاک میں مل گئی کندہ کی دہک کلمہ پڑھتے تھے بیاختہ یہ حور و ملک</p>
<p>مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش بقی</p>	
<p>آگیا سامنے زربفت کا جو وقت حجاب وہاں کے حاجب نے کہا کون کہا میں جس جباب سُنکے وہ بھی بعدِ آداب جہکا بہرِ صواب پایا جبریل میں نے جو نیا استصواب</p>	<p>پھر تو جبریل نے پردہ کو ملا یا بہشتاب اور میرے ساتھ ہیں محبوبِ خدا فیضاب معِ مرکب کے لیا آپ کو ہو کر بیتاب حسرت و یاس سے فرقت میں کیہ تے تہر خطاب</p>
<p>مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش بقی</p>	
<p>منتہی حضرت جبریل کا سد رہ تھا مقام کیونکہ تہا نے تھے براقِ نبوی کی وہ لگام گرچہ تھے اور بھی پردہ کی ہائل بٹام</p>	<p>وہاں سے بڑھ گیا لا قہ نہ زبانِ چہ نام اسی آغاز کا تھا پردہِ اول انجام اور شگئے ہاتھ کے مانند وہ سب بہرِ سلام</p>

چلتے چلتے جوتہ کا وٹسے تہمی طرز خرام تہا براقِ نبوکی کا یہی گل ریز کلام	
مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	
جلوہ فرما ہوے پھر مسندِ رفعت چمنور نہ بصارت میں فتنی کجکائے بصیرت تصور نہ وہاں رنج نہ راحت نہ مصیبت نہ ہر دور ایک ہی رنگ میں تہا جلوہ لیتا کا فہور	شکل محبوب یہ ہوتا تھا خدا عالم نور چشمِ مشتاق کا مشتاق بنا جلوہ طور نہ جدا کی کی شکایت نہ تو نزدیک دور جوش میں آ کے یہی کہتی تھی صہبائے طہور
مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	
گنجِ مخفی میں جو زرتہا وہی زیور نکلا ہے وہ بندہ کہ جو اللہ سے ملکر نکلا کیا شفاعت کا علم ہاتھ میں لیکر نکلا جب وہ ماہِ مدنی خلد کے اندر نکلا	بحرِ توحید میں پھر ڈوب کے گوہر نکلا راز کا کہوں کے دروازہ خوش اختر نکلا پیشوا کی کے لئے عرش کا شکر نکلا یہی یہی ساختہ رضوان کی زبان پر نکلا
مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	
ختمہِ خلد میں پہنچے جو شہنشاہِ زمیں کہ ہر اک پہول بنا دیدہ بینا بہر تن تھے ملائک میں اشاری کہ بینِ قیام مثیل ہوئی ہوئے یہ ہوش جوانانِ حین	جامہ زیبی کا ہوا شور وہ گلشن گلشن کہنے کو صُلا نکلا کہل گئے غنچوں کے دھن دل میں گھر کیوں نہ کرے ایسے جوانی جتنوں کہتا تھا بلبلِ سدرہ بھی زبانِ یہ سخن
مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	

<p>حوریوں میں شبِ معراج کی تھی دہم بڑی لب پہ تہا یان کا لاکہا نہ تو مسمیٰ کی دہری یک بہ یک آمدِ محبوب کی آئی جو گہری گرتے پڑتے کہیں حضرت پہ نظر اونی پڑی</p>	<p>الفتِ شاہِ زمَن دلمین بہان بنائے گہری دیکھئے جسکو وہ سوتا زواد اسے غمی گہری وہیں حوروں کی بھی قیمت پُر دیدار پڑی یہ صدا ائی جو ہر سہلی کسی ہیکل سے لڑی</p>
<p>مرحبا سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش بقی</p>	
<p>سیر کرتے تھے ارم کی جو حبیبِ غفار سر پہ وہ خوانِ جواہر وہ فرشتوں کی قطار سر ملک شانِ جوانِ مدنی پر تہا نثار انبیاء کا وہ پرا نوار کے گھوڑوں پہ سوار</p>	<p>مارے شادی کے ساتھی تھی نہ پہلو نہ ہمار دیکھنا بہان وہ آپ کا باغِ وقار آو بانہ وہ اشاروں سے تکر ہزار ابنِ مریم کی وہ پہلو میں نقیبانہ پیکار</p>
<p>مرحبا سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش بقی</p>	
<p>آئی جب گشتِ جنت میں مدینہ کی ہوا سر و پر قمری تو بلبل بھی کہیں نغمہ سرا کہیں خوروں کا جھکا کہیں غلمان کا برا اور لگی چلنے دے پاؤں ادب سے جو صبا</p>	<p>ہر شجر و جد سے بس جہوم رہا تہا ہر جا کہیں کوثر کی وہ موجوں میں نئی نشو و نما سب پہرہ تہا عرضِ جلوہ محبوبِ خدا یہی آجاتی تھی پنچوں کے چٹکنے سے صدا</p>
<p>مرحبا سید ملی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش بقی</p>	
<p>خوشنما خلد میں وہ جلوہ صناعِ ازل نہ خنراں کا کہیں کہلکا نہ فنا کا تہِ خلل کہیں ہیرے کے مکان تھے کہیں موتی کے محل</p>	<p>نہ وہاں خار کا تہا نام نہ جنگل نہ جبل تھے زمر کے جواشجار تو باتو تھے پھل کہیں سرسبز نہ خیمے تھے کہیںچے دل با دل</p>

کہیں حورانِ بہشتی کی وہ آپس میں چل
کوئی بیساختہ گاتی تھی یہ قدسی کی غزل

مرحباً سید مکی مدنی العسری
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

ڈالی ڈالی یہ وہ خوش اور تھے خوشترنگ طبل
سہ پہر یا قوت کا تھا تاج و یا شعلہ طور
کبھی کوثر میں نہاتے کبھی اوڑتے بہرِ نور
پڑ پڑ ہاتھ کوئی لٹکا تو کوئی سورہٴ نور
شاخِ مرجان کے جو تھے پادوں توخِ صورتِ حور
پہول جاتے تھے کبھی پیکے وہ صہبائے طور
پر جھٹکتے تو ہلکتی تھی شمیم کا فور
اور دُکھیفہ تباہی کا یہ دم نورِ طور

مرحباً سید مکی مدنی العسری
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

سیر کرتے ہو جب آپ ہو واسِ سرواں
آگیا دل میں خیالِ اُمتِ عامی کا وہاں
بخشت اُمتِ عامی کے الہی عصیاں
نار سے اُمتِ محبوب کو نسبت کہاں
ہو گئی سامنے طبقاتِ ہنرم بھی حیاں
تبصرع یہ دعا کرنے لگے شاہِ زماں
غیب سے آئی ندا اے سببِ ہر دو جہاں
بلکہ دم بھر تاپے ہر وقت یہی باغِ جناں

مرحباً سید مکی مدنی العسری
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

پھر یہ رشاد ہو اے مرے محبوبِ جمیل
ایسا رو رو کے شفاعت میں کیجے تجھیں
آج سے تابعِ فرمان سے ترا عزائیل
اے شہِ جن و بشر ہو نہ عنایتِ امینِ ہیل
تری اُمت کی ہمیشہ مری رحمت سے کفیل
نار و فرخ کہیں بن جائے نہ گلزارِ خلیل
نہ کر لگا کبھی وہ اُمتِ عامی کو ذلیل
آپ کی مدح سراوی مری بخشش کی ذلیل

مرحباً سید مکی مدنی العسری
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی

<p>احمد پاک نے اک آن میں کیا کیا دیکھا لنثرانی کا نہ حائل کوئی پروا دیکھا رات بھر آب نے ہاں نور خدا کا دیکھا وہاں ملتی ہوئی زنجیر کا کٹکا دیکھا</p>	<p>جس کو موبی نے نہ دیکھا تہا وہ جلوہ دیکھا ہر طرف سے ارنی کا ہی تقاضا دیکھا اور یہاں گرم بدستور پہنونا دیکھا اور یہی سب کی زبانونہ دیکھا</p>
<p>مرحبا سید ملی مدنی العسری دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی</p>	
<p>احمد پاک کو معراج ہوئی جسمانی سجدہ کرتے ہی اضافات ہو گئی فانی حسن تصدیق رسالت سے ہوئے آسانی نزع میں بھی مجھے دکھلائینگے چہب نورانی</p>	<p>مومنوں کو تو نمازوں میں ملی ارواحانی ملکئی عین بقا جس کا نہیں ہے ثانی آپ ہی وصل الہی کے بنے ہیں بانی جب یہ کہتا ہوا تڑپوں کا بصد حیرانی</p>
<p>مرحبا سید ملی مدنی العسری دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی</p>	
<p>جلوہ گر ہوتا قد پاک کا سایہ کیونکر سبب رحمت باری ہے تن فخر بشر پھر کہاں رحمت خورشید قیامت کا اثر مسکرا کر جو وہ باندہینگے شفاعت پہ کمر</p>	<p>حشر کے روز سب اسکا کھلے گا کمر سہ پہ چہا جائیگا وہ ابر کی صورت بنکر دیکھ کر شان یہ جہک جائیگی رحمت ملی دہر میں بھی یہ کہہ کے رکھو نکا قدم پاک پسر</p>
<p>مرحبا سید ملی مدنی العسری دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی</p>	
<p>سہ نہ چڑھ اے فلک پیر ذرا ہوش سنبال واہ کس جن پہ تھیکو ہے یہ دعوئے کمال تو نے دیکھا ہی نہیں خواجہ عالم کا جمال</p>	<p>مہ و خود شدید سے ہوتا نہیں اشون اقبال تیرے رخ پر تو چمکتے ہیں یہ دواغ زوال گہٹ گیا جنکے تراشیدہ ناخن سے ہلال</p>

ایسے وحشیان نہیں کوئی مثال	مدد تے ہو ہو کے یہی کہتے تھے ہر وقت بلال
مرحباً سید ملی مدنی العسری	مرحباً سید ملی مدنی العسری
حسن یوسف پہ زلیخا تو کبھی ناز نہ کر گرم تہا مصر میں گو حسن کا بازار مگر اللہ اماندہ ہے آپ کے نقش میں اثر کر دیا صا جب آنکھوں پہ پڑی ادنیٰ نظر	نور احمد کے مقابل میں وہ ہے شمع سحر شق ہوایاں تو اک انگشت شہادت سے فخر شیفہ ہو گیا نقاش ازل بھی جبر یہی پیدا ہوا آواز قلم سے یکسر
مرحباً سید ملی مدنی العسری	مرحباً سید ملی مدنی العسری
ہے زلیخا کو جو یوسف کی حسبتیاری رنگی حضرت عیسیٰ کی وہ حکمت ساری ہیں سر دست یہاں حضرت موسیٰ عاری حسن یوسف دم عیسیٰ پدید فساداری	یاں ملاحظہ میں محبوب جناب باری دیکھ کر آستینِ حنائی کی آہ و زاری اوٹھکیوں سے جو ہو پانی کے چشمے جاری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
مرحباً سید ملی مدنی العسری	مرحباً سید ملی مدنی العسری
گلشنِ دہر کے ہوجائیں گراں شمار قلم حسنِ منکین یہ فدا ہو گیا سارا عالم ہیں رسولوں کے وہ سرتاج شہنشاہِ مہم آپ نے ہر بیتِ سنگین کو توڑا جدم	سرِ سواپ کا رتبہ کبھی ہو گا نہ رستم جسکے دیدار سے روشن ہوئی تندیلِ حرم معدنِ علم و حیا محزنِ الطاف و کرم یہی کہتے رہے آوازِ شکستہ ہی صم
مرحباً سید ملی مدنی العسری	مرحباً سید ملی مدنی العسری

<p>جبکہ مکے میں ہوئی نور الہی کی نمود پھر عبادت کے وہ قائم کئے حضرت نے حدود تہا کوئی صرف قیام اور کوئی محو وجود جہا گیا سر پہ جو ایر کر م رپ دود</p>	<p>ظلمت کفر گئی ایسی وہاں سے کہ نہ بود کوئی کہتا تھا اذان اور کوئی پڑھتا تھا دود تھے وہ ہر حال میں راضی برضائے معبود معجزے دیکھ کے کہتے تھے نصار اویہود</p>
<p>مرحبا سید کئی مدنی العسری دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی</p>	
<p>آپ کے قد یہ مژین تھی جو گل پیر بہنی پھر تو لبے جو ہوا سنج وہ لعل معنی اڑ گئی آپ کی جہت شہرت شیرین سخن ایسی کچھ عشق میں شیرین کرنے کی جان شکنی</p>	<p>جب دیکھا ہے تو سکتے ہیں سر و چہنی در دنداں پہ فدا ہو گئی ہیرے کی کنی سن کے فرما دے کی ترک وہیں کو کہنی یہی آتی تھی صدا صاف دم تیشہ زنی</p>
<p>مرحبا سید کئی مدنی العسری دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی</p>	
<p>کشت دین فیض قدم کی ہوئی جوت ہری سرے شاہونکے گے خاک پہ وہ تاج ذری دیتے تھے کعبہ کو جبریل یہی خوشخبری دہر میں دین محمد کی ہوئی جلوہ گری</p>	<p>نقش پاسے ہوا نوزید بیضا نظری ملکی خاک میں کفار کی شوریدہ سری اب کوئی آن میں ہو گا تو برائی سے بری کرتے ہیں مدح و ثنا جن و بشر حور و پری</p>
<p>مرحبا سید کئی مدنی العسری دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی</p>	
<p>دی خبر باد بہاری نے یہ جا کر اول جھٹنے مکے میں ہیں سب زلزلے کے جلاہل جس پہ عاشقی ہی رہا رب علاء جبل</p>	<p>رنگ فردوس بنے آج یہ سارا جنگل ایک جروا ہا یہاں آتا ہے کہ سن ہدل ہے وہ ذیقدر مگر تن پہننے کالی کنبل</p>

نام احمد ہے رسولوں میں سب سے افضل	قدم پاک یہاں آئیں تو پڑھنا یہ غزل
مرحباً سید مکی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	
تہا عجب خواجہ عالم کے گھرانے کا چلن صابر و شاکر و دجوت متواضع ہمہ تن باغ عالم میں بھی ایک انوکھا تھا جن پہول جہڑتے تھے دین پر جو وہ کرتے تھے سخن	ریخ میں شاد مراکشی فاقون میں گن گلرخ و گلبدن و گل صفت و غنچہ دہن دل من داند و سن داند و داند دل من پیار سے نانا کو کہتے تھے حسین اور حسن
مرحباً سید مکی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	
باغ زہرا میں ہوا ظلم و ستم کی جو چلی کھیتی ساداک کی پانی کے نہ ملنے کی جلی عاشق دین نبی شیفۃ لم یزلی دیج احمد سے زبان نگہی مہری کی ڈلی	اوڑ گئے پہول رہی ایک بھی باقی نہ کلی جو بلا شام سے آئی تھی وہ ٹالے نہ ملی نہ جہکامیت فاسق پہ سبب ازلی تہ خنجر بھی کہتے تھے حسین ابن علیؑ
مرحباً سید مکی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	
مجھ گنہگار کی محشر میں رہ عزت ہوگی سر پہ سایہ فلک اللہ کی رحمت ہوگی پھر تو اس وقت نہ دل میں کوئی ہمت ہوگی دیکھ کر شان یہ طالب مری جنت ہوگی	کہ چپ راست محمدؐ کی شفاعت ہوگی اوپر پیش بزرگون کی عنایت ہوگی کہ شہل کو صما بہ کی محبت ہوگی شکر کی جا مجھے نہیں یہی مدحت ہوگی
مرحباً سید مکی مدنی العسری دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقی	

<p>جز در پاک کس ہے نہ ٹھکانا میرا یاں تو سستا نہیں کوئی بھی فسانہ میرا بد تراز غیر ہے اس وقت بگناہ میرا آپ کے پانہنی آقا ہو میرا نامیرا</p>	<p>دیکھئے غم یہ شب روز کا کہا نامیرا گوشِ ناقدر سے ہے دُور ترانہ میرا ایک مدت کے مخالفے زمانہ میرا شغل ہے اب تو یہی روز و شبانہ میرا</p>
<p>مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان با وفایت چہ عجیب خوش لقی</p>	
<p>اے شہ جن و بشر فخر سلاطین زمن آگ ہے وہی مداح و فدائی ہمہ تن ہو فدا طرہ دستار پہ سوج کی کرن قدر سے اوسکی مہکتا ہے گلستان سخن</p>	<p>میر عثمان علی خان بہ جو سلطان دکن پاک ل پاک جگر پاک زبان پاک دکن ہفت کشور یہ وہ قابض ہوتے چرخ کمن زین سبب مطلع پر نور بخواند دل من</p>
<p>مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان با وفایت چہ عجیب خوش لقی</p>	
<p>جلوہ گر تخت پر جب ہو گا وہ خلاق زبان جس کے پلہ یہ ہوں سردار شفیع و جہاں جب شفاعت کے لئے آپ بلائیے زبان دہو نڈی آئیگی رحمت کہ معامی ہیں کہاں</p>	<p>عرصہ حشر میں مخلوق پھر مگی لرزان ادسکو و رخ سے نہ کچھ ڈر ہے نہ خوف میزان دور بہا گینگے ہر عامی سے ہزاروں عیباں اوس گٹری میں بھی قصیدہ پڑیے تو کا طوفان</p>
<p>مرحباً سید ملی مدنی العسری دل و جان با وفایت چہ عجیب خوش لقی</p>	
<p>ترجیع بند راحت طلب شد است کنون جانِ اراما یا ہم ہزار غمِ بخش در آن خوش یاراما جنتش نمیکند ز ہزار غمِ غباراما ترسم کہ بیست ستر نہ گزرد و قراراما</p>	

	<p>آہستہ برگ گل بہ نشان بر مزارِ ما بس نازک است شیشہٴ دل در کنارِ ما</p>	
<p>و عشقِ مصطفیٰ کا جگر میں بخار ہے بلبلِ تواج میری عبتِ غمگسار ہے</p>	<p>جس سے زمین کے ہاتھ یہ جہاں لا حزار ہے مرے لئے تو ہر برگ گل نوکِ خار ہے</p>	
	<p>آہستہ برگ گل بہ نشان بر مزارِ ما بس نازک است شیشہٴ دل در کنارِ ما</p>	
<p>مجمع ہو عاشقوں کا سرِ قبر صبحِ شام ہر حال میں ہو عاشق احمد کا احترام</p>	<p>پڑتے رہیں درودِ محمد یہ خاصِ عام دیکھو ادب سے پہولِ چڑیا کر بنِ مدام</p>	
	<p>آہستہ برگ گل بہ نشان بر مزارِ ما بس نازک است شیشہٴ دل در کنارِ ما</p>	
<p>الفت میں بند آتی ہے عاشق کو دارید شبلی جو آئے پہولِ چڑیا نے مزار پر</p>	<p>سہنتا ہے گلِ کیطرح وہ غیروں کی مار پر منصورؔ نے کہا یہ لحد سے پکار کر</p>	
	<p>آہستہ برگ گل بہ نشان بر مزارِ ما بس نازک است شیشہٴ دل در کنارِ ما</p>	
<p>دیکھو تمام عمر کا جاگتا ہوا ہوں میں نیند آگئی اجل کا سلایا ہوا ہوں میں</p>	<p>سب گھر لٹاکے قبر کو پایا ہوا ہوں میں جاگوں نہ چہ کہیں کہ ستایا ہوا ہوں میں</p>	
	<p>آہستہ برگ گل بہ نشان بر مزارِ ما بس نازک است شیشہٴ دل در کنارِ ما</p>	
<p>ادس کا غلام ہوں جو رسو لو کا تاج ہے مانا لحد پہ پہولِ چڑیا مانا۔ رواج ہے</p>	<p>ہے عرش پر دماغ اویسی مزاج ہے ہاں صرغ اس قند ہی مجھے احتیاج ہے</p>	
	<p>آہستہ برگ گل بہ نشان بر مزارِ ما</p>	

بس نازک است شیشہ دل در کنار ما	
آنکھوں میں بعد مرگ بھی احمد کا نور ہے ویدار سہو رہا ہے نرالا سرور ہے	ہر ذرہ ذرہ قبر کا قندیل طور ہے کہتا ہوں دوستو تمہیں لازم ضرور ہے
آہستہ برگ گل بہشتان بر مزار ما بس نازک است شیشہ دل در کنار ما	
خالق نے میری عرض عزیز و قبول کی دلہن بنی ہوئی ہے لحد مجھ مہلول کی	آئی ہے بعد مرگ سواری رمول کی نخوشبو مہک ہی ہو محبت کے پھول کی
آہستہ برگ گل بہشتان بر مزار ما بس نازک است شیشہ دل در کنار ما	
مر جاؤں ہجر میں تو نہ کرنا کبھی ملاں کہتے ہیں مجھ کو جن و بشر خادم بلاں	ہوتا ہے بعد مرگ ہی مجھ کو جسے صباں آئیں جو فاختہ کو تو اتنا رہے خیال
آہستہ برگ گل بہشتان بر مزار ما بس نازک است شیشہ دل در کنار ما	
طوفان نے زندگی میں اڑھائیں وہ سختیاں موت آگئی جو ہجر پیہر میں ناگہاں	کوہ گراں کو پہول سمجھتا تادہ جوان کی مرتے دم یہ مجھ سے نصبت کہ بہا جان
آہستہ برگ گل بہشتان بر مزار ما بس نازک است شیشہ دل در کنار ما	
ترجیع بند	
بہار آتے ہی پھر زخم دل ہوے ہیں ہرے یہ حال ہے تو پھر عاشق پہلا جیے کہ مرے	اڑھادہ دردِ جگر میں کہ ضبط کسی ہے پرے کوئی نہیں کہ مسیحا کو جا کے تار کرے

<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>	<p>مرا تو ہجر پیمبر میں ہے یہ حال تباہ مدینہ جب نظر آئے تو حاجیو اللہ چلون جواد ٹھکے تو انکھوں سے سوچتی نہیں راہ مری طرف سے یہ کہنا کہ یا رسول اللہ</p>	<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>
<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>	<p>غلام مخزن شہنشاہ کا کہوں کیا حال بھڑکے شام کی جانب گیا وہ بعد وصال تڑپے تو تڑپے یہ رورو کے کہہ رہا تھا بلاں</p>	<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>
<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>	<p>ہم اونکے وصل کے امیدوار رہتے ہیں تڑپتے لوٹتے ہیں بے قرار رہتے ہیں جو آج سات سمندر کے پار رہتے ہیں اسی خیال سے ہم اشکبار رہتے ہیں</p>	<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>
<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>	<p>کیا ہے بے پروا بالی نے طائر پر بند فخاس پاس بہٹکے نہیں چرند و پرند کمند پاس نہیں اور ہے بام بار بلند بحال زار دلِ ماکد ام جسم کند</p>	<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>
<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے کے زبیکسی مانگی برد خبیرے</p>	<p>فراق مصطفویٰ کی ہے وہ نرالی بات نہ رو دل سے ہے فرصت نہ بیکلی سے نجات کہیں کیس سے کہہ کر گزارتے ہیں عزات بائیں حال جو دکھڑا بھی کند یا ہیما ست</p>	<p>نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامہ برے</p>

	کے زبیکسی مانخی بردخبرے	
کہ جذب دل سے جدا ہو گیا بدل کے نگاہ بس اب دم بھی چلا کا ادرالا اللہ		وہ زبیکسی کی مصیبت مجھے یہ شام و پکاؤ کرم کچھ آپ ہی فرمائیں یا رسول اللہ
	نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامبرے کے زبیکسی مانخی بردخبرے	
نہ چین شب کو ملا اور نہ دن کو کچھ آرام مگر کوئی نہیں ایسا سنائے مرا پیام		امید وصل میں گزری ہماری عمر تمام روانہ ہوتے ہیں ہر وقت گود رو و سلام
	نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامبرے کے زبیکسی مانخی بردخبرے	
ہوا سے میرے کبوتر بھی ہو گئے پران ملا ازل سے مجھے نجات نارسا طوفان		جو نامبریں وہ ہوتے ہیں جان کر انجان ہے مرے نام سے بجلی کا تار بھی لرزان
	نہ قاصدے نہ صبا کے نہ مرغ نامبرے کے زبیکسی مانخی بردخبرے	
ترجیع بند		
نسیما صبح دم عزم سفر کن پریشان حال مگر بر من نظر کن		بہ ہر دم مدحت خیر البشر کن بیان افسانہ درو جگر کن
	نسیما جانب بطحی گذر کن ز احوال محمد را خبر کن	
نسیما حد سے گذری آہ و زاری نسیما دیکھ میری بیستاری		لگی ہے دلپہ الفت کی کٹاری کٹہن ہے ہجر کا دن رات بیماری

<p>نسیما جانب بطحی گذر کن زا حوالم محمد را خبر کن</p>	
<p>نسیما طالب دیدار ہوں میں نسیما عشق سے بیمار ہوں میں</p>	<p>فدا کے احمد تخت ارموں میں بہت مجبور ہوں لاچار ہوں میں</p>
<p>نسیما جانب بطحی گذر کن زا حوالم محمد را خبر کن</p>	
<p>نسیما دیکھ لے کوئے محمد نسیما نیک ہے خوئے محمد</p>	<p>دہان رہتی ہے خوبنوائے محمد خند را جلد جاسوئے محمد</p>
<p>نسیما جانب بطحی گذر کن زا حوالم محمد را خبر کن</p>	
<p>نسیما لا خبر جان جہان کی نسیما دیکھ حالت نیم جان کی</p>	<p>ہنیں ہے مجھ میں اب طاقت بیان کی یہ تجھ میں سر و تھری ہے کہاں کی</p>
<p>نسیما جانب بطحی گذر کن زا حوالم محمد را خبر کن</p>	
<p>نسیما جا مدینہ بہر دور نسیما کا نیتی ہے کیوں یہ تہر</p>	<p>محمد مصطفیٰ کا ہے وہاں گھر حلی آچا در گل ہی سے مل کر</p>
<p>نسیما جانب بطحی گذر کن زا حوالم محمد را خبر کن</p>	
<p>نسیما چہوڑ دے تو سرگوشن نسیما مجھ سے کراہی نہ ان بن</p>	<p>بنا اپنا نہ یوں باغون میں کن مدینہ ہے ترے حق میں گھر انگن</p>
<p>نسیما جانب بطحی گذر کن</p>	

زاحوا لم محمد را خبر کن

نسیما سن ذرا کوئل کی گو گو
لگاتی آگ دل میں وسیلی ہو ہو
نسیما کب مدینہ جائیگی تو
گل احمد کی کس دن لائیگی ہو

نسیما جانب بطحی گذر کن

زاحوا لم محمد را خبر کن

نسیما سن یہی دکھڑا ہے میرا
پریشان ہو گیا ہے حال تیرا
نسیما اس پتہ سے کر تو پھیرا
مدینہ میں جہاں ہے سبز ویرا

نسیما جانب بطحی گذر کن

زاحوا لم محمد را خبر کن

نسیما آج تو کیا کر رہی ہے
جو ٹھنڈی سانس ہر دم بھر رہی ہے
نسیما کیون چمن میں مری رہی ہے
اگر تو سیر کی خوگر رہی ہے

نسیما جانب بطحی گذر کن

زاحوا لم محمد را خبر کن

نسیما ہو بسر کیا زندگانی
ضعیفی آگئی گذری جوانی
کریں تحریر کیا کھدے زبانی
سناوے جا کے طوفان کی کہانی

نسیما جانب بطحی گذر کن

زاحوا لم محمد را خبر کن

تضمین بر قصیدہ اکبر الہ آبادی

ہو عمر بسر وعدہ دیدار میں کبتک
گنتا رہوں نالہ و ناکوشیاں میں کبتک

آنسو ہونک دیدہ بیدار میں کہ تک	بیتاب ہوں ہجر کے آزار میں کہ تک
دل سینہ میں کیوں کو نہ خم ہجر دہکن	مکن نہیں جو برگ خزان دیدہ نہ ہر کین
جو طائر پر بند ہیں کیوں نہ وہ بھر کین	پوچھو کوئی اوس ساتی کو ترسے کہ تر بین
عاشق طلب شربت دیدار میں کہ تک	
بیمار ہوں میں زلفِ معنہ کی ہوا سے	مضطرب جگر و قلب ہیں دار و شفا سے
محبوبِ خدا اب لبِ جان بخش بلا سے	اپنے گل نیرنگ کا نیرنگ دکھا سے
گرداب کے ہیں قلمِ عصیاں میں وہ جگر	گردش ہے بہر حال تو کس کام کا نگر
محبوبِ خدا اب نظر مہر ہو مجھ پر	کیوں دیر لگائی ہے لگا دو کوئی ٹھوکر
کشتی میری ٹکرائیگی منہجِ بار میں کہ تک	
جو چھوڑ کے دنیا کو بنادین کا جوگی	مٹی کبھی اوس کی کہیں برباد نہ ہوگی
طوفان کی طرح وہ بھی محبت کا چروگی	اے بادِ صبا پوچھو حضرت سے کہ ہوگی
اکبر کی رسائی ترے دربار میں کہ تک	

تضہین بر قصیدہ نہر حید آبادی

دم بھرتا تھا کیا کیا تیرا	لب پہ نہ آیا شکوہ تیرا
ادس کا جنوں تھا شہرہ تیرا	مر گیا عاشق شہید تیرا
آہ تری وہ گریہ و زاری	رات ہوئی ہم سایہ پہ پہاری

آئی لبوں پر جان ہماری	عشق میں کیسی عمر گزاری
کچھ تو بیان کر قصہ تیرا	
مونس کی مونس کو غرض ہے	ماہی کی یونس کو غرض ہے
ہو دہی مضطر جس کو غرض ہے	ظلم ہمارے کس کو غرض ہے
بس کرتا ہے سایہ تیرا	
کٹ گئے دن دایا جوڑ کے تجھ کو	حاصل کیا منہ موڑ کے تجھ کو
کہتا ہوں منہ پوڑ کے تجھ کو	جاؤں کہاں میں چھوڑ کے تجھ کو
ساتھ ہے تیرے سایہ تیرا	
پہول میں ہے سب نکت تیری	شاق ہے مجھ کو فرقت تیری
آنکھوں میں ہے صورت تیری	دل میں بھری ہے الفت تیری
سر میں ابھرا ہے سودا تیرا	
گم ہوا باطل آگیا جب حق	دین کی دوزخ بڑھ گئی رونی
صدقہ ترے پیغمبر برحق	اک اونٹنی سے چاند ہوا شوق
دیکھا جب کہ اشارہ تیرا	
کیوں روتا ہے کیا ہے مصیبت	طوفان سے سن اپنی حقیقت
تیرے لئے حضرت کی شفاعت	تجھ کو ہنر کیا خوف قیامت
شافع محشر مولا تیرا	
تصنیف: امیر غزل لا نا سید شاہ ضابطہ وارثی اٹاوی	
مینا نہ دھرتے ہیں جب تک رہی مینوشی	تہا ہوش کے سر پر ہی احسان فراموشی

یاد آگئی بھولے سے تکتی رہی خاموشی	کہینچی ہے تصور میں تصور پر ہم آغوشی
اب ہوش میں آنے دے مجھ کو نہ ای بیہوشی	
ہو بارِ انانت سے جب تک نہ بکدوشی	اور یاد کو حاصل ہو جب تک نہ فراموشی
صوتِ نفسی جب تک کرتی رہی سرگوشی	جب تک ہے ہوشیاری جب تک نہ بیہوشی
ساقی نہ رکے ساغر جاری رہے مینوشی	
بلبل نہیں گلشن کا شہبازِ حقیقت ہوں	میں بے پردہ بالی پر دروازِ حقیقت ہوں
ہاں لفظِ حقیقت ہوں غمازِ حقیقت ہوں	میں سازِ حقیقت ہوں و سازِ حقیقت ہوں
خاموشی ہے گویائی گویائی ہے خاموشی	
آنکھوں سے سدا آنسو بہتے ہیں محبت میں	مستون کی طرح عاشق رہتے محبت میں
صدائے غمِ فرقت کے سنتے ہیں محبت میں	گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں
اور یاد کا رکھائے یاں نامِ فراموشی	
وہ راہ نہ وہ رہبر وہ خضر نہ وہ رہزن	وہ دیر نہ وہ کعبہ تبسج نہ وہ کمرن
مشہور نہ وہ شاہد وہ حسن نہ وہ دشن	وہ گل ہے نہ وہ بلبل وہ نغمہ نہ وہ شون
بلبل کا شہین ہے کا شانہ خاموشی	
کہتا تھا شہبازِ فرقت عاشق سے یہ پروانہ	یہ یاد رہے تجھ کو اے ہمتِ مردانہ
مٹی میں فنا ہو کر سرِ سبز ہوا دانہ	کہو جانا ہے پا جانا پا جانا ہے کہو جانا
بیہوشی ہے ہوشیاری ہوشیاری ہے بیہوشی	
پس شیخ و برہمن میں جب گڑے مری توبہ کے	شہروں میں لگے بننے پرچے مری توبہ کے
مہوش لگے روئے و کھڑے مری توبہ کے	وہ قلقل دینا میں چرچے مری توبہ کے
اور شیشہ و ساغر کی مینا نہ میں سرگوشی	
پل جل کے ہی رہتا ہوں میں اپنی خاموشی سے	باتیں بھی جو کرتا ہوں میں اپنی خاموشی سے

جو پاتا ہوں پاتا ہوں میں اپنی خموشی سے	جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے حری خاموشی	
بھولے سے نہ آیا پھر کچھ ہوش ذرا ہم کو	دیکھی نہ کبھی شادی پایا نہ کبھی غم کو
بھلانے نہ پایا کچھ اپنے دل برہم کو	یا درخ گلگوں میں بھولا ہے دو عالم کو
بیہولوں سے بھرا ہمنے دامان فراموشی	
سے عشق کی بستی میں کافر نہ کوئی ہومن	نے رنج نہ راحت سے نے شب سے نہ کوئی دن
باطن میں نہاں ظاہر نظام میں نہاں باطن	اسرار محبت کا اظہار ہے ناممکن
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹ گیا قفل در خاموشی	
کس ساقی ہوش نے ہستی کی نظر ڈالی	گل مست میں باغون میں طبل کی برتالی
شیشہ پہ جہک ساعر محفل ہوئی متوالی	یان خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میں نہ دنیا ہے یا عالم بیہوشی	
دامن پہ وہ کیا دہبا قابل ہو جو دہلے کا	کچھ شمع نہیں ہمیں میں جو رنج ہو گھٹنے کا
میزان عدالت میں کیا کام ہے تلے کا	ہاں ہاں مرے عھیان کا پردہ نہیں گھٹنے کا
ہاں ہاں تری رحمت کا ہی کام خطا پوشی	
صحبت نہ کبھی تھوڑی خوشبو نے گل تر کی	نسبت تو ازل سے ہے ہر مرض کی جو ہر کی
زردی کسی صورت سے ہو گی نہ جدا زر کی	ہر ذرہ نے لی چادر خورشید منور کی
ہر قطرہ کو حاصل ہے دریا سے ہم آغوشی	
بھولے ہوئی رینو کنے کرتے تھے گلے ہم سے	خوش ہو گئے برنگ گل ہنس ہنس کے کھلے ہم سے
بل بل کے گلے مانگے الفت کے صلے ہم سے	کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
کہو لی بھی تو دشمن نے تقدیر ہم آغوشی	
محبوب کی کینل کا سایہ یہ مقدم ہے	مسجود ملائکات ہے ہم خلقت آدم ہے

محرابِ حرمِ طوفان سجہ کیلئے خم ہے | اس پردہ میں پوشیدہ کیلا دو عالم ہے

یو جہ نہیں بیدم کعبہ کی سیہ پوشی

تضہین بر غزل امینہ سر رحمہ اللہ علیہ

بہ ہزار ناز و عشوہ بہ کنارِ خواہی آمد | کہ بجایم چشمِ پر خم چو خمارِ خواہی آمد
بہ چمنِ خزاں رسیدہ چو بہارِ خواہی آمد | خبرم رسیدہ اشب کہ نگارِ خواہی آمد

سر من فدا سے رہے کہ سوارِ خواہی آمد

کوئی جا کے ادب کھد و کرس سرفراز | کہ دکھائیں عاشقوں کو عربی و قارِ سادہ
ہمہ بلبلاں گلشن بہ ہزار دل کشادہ | ہمہ آہوانِ محرابِ سرخ و بکف نہادہ

با امید آنکہ روزے بہ شکارِ خواہی آمد

جو چلی ہو ہجر میں جان نہ وصل سے اسنا | کہ دیا ہے در حوس نے وہی ہو گا خاصِ دوام
مجھے بس ہے نام لے لے کوئی اونگہ فاقہ خوا | کششیک عشق دار و نہ گذارت و بدیسان

بہ جنازہ گر نیالی بہ مزارِ خواہی آمد

مری یا نبی خبر لو کہ تڑپے ہا ہو ہر دم | ہوے سب حواسِ رخصت نہیں پاس کی تہم
تپت سے ہجری میں بہت تھگیا ہویدم | بہ لہم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم

پس از انکہ من نہاںم بہ چکارِ خواہی آمد

شب ہجر بال کہو لے مرا کر رہی ہے تہم | مری چشمِ خوینچکان کہیں رو رہی ہستم
تپ عشقِ مصطفیٰ سے لہی التجا ہو ہر دم | پی تبت خونِ مردم کہ تو میخوری دما دم

مخوڑا میں قدر کہ فردا بہ خمارِ خواہی آمد

بہ گردہ عاشقان شد بہ کمال قدر خستہ | نہ شود گداسے احمد بہ ہزار جبرِ خسرو

چہ عجب ہلال طوفان بنو چو بدخسرو
یہ یک آمدن ربودی دل و دین مہر خسرو

چہ شود اگر بدیان دوسہ بار خواہی آمد

مثبت

اے شہنشاہِ فخر زمانہ عرض ہے میری یہ عاجزانہ

سوزشیں دل کا سنیے فسانہ

جلدی پلا دو تہربت دیدارِ یارِ رسول
فرش زمین ہے آجکایا ریا رسول

ابتو آنکھوں سے دم سے روانہ

مثلِ اویس گرچہ میں حضرتِ دور ہوں
دکھلائے جمال بہت ناصبور ہوں

آب کا عشق ہے غائبانہ

باغِ مدینہ اوس میں وہ گلہ نہ محرم
چاروں طرف وہ نور کے مینار محترم

بہتر گنبد ہے اوس میں سہانا

اعمالِ ناحے رونے کی میرے جوڑ ہو
رحمت کے سامنے وہی آنسو گہر ہو

ساری بخشش کا ہے یہ بہانہ

نام و نشانِ چمن سے ہمارا مٹا دیا
برقِ فراقِ مصطفوی نے جلا دیا

چار تنکوں کا تھا آشیا نہ

غل ہے چمن چمن میں درود و سلام کا
نقارہ بج رہا ہے محمد کے نام کا

حمریوں میں ہے حق کا ترانہ

حسرت یہی ہے قربِ حبیبِ خدا طے
ہے دل میں آرزو کہ مدینہ میں جا طے

آپ کے یا مٹتی ہو سہرا نا

مکے کے وہ پیار ببولوں کا اور وہ بن
تھے اوس میں جلوہ گر کہیں سلطانِ مومن

خوشنما بکریوں کا چیرانا	
تسکین ہو درودِ دل کو کچھ الیمی و ابھی دو	بیمار آپک ہوں خدا را شفا بھی دو
مرے دل کی لگی کو بھڑکانا	
کیا منہ تھا کافروں کا جو کرتے مقابلہ	بہاگے وہ اٹھے پاؤں بغیر از مبادلہ
پیچتن کا پڑا تار یا نہ	
دونوں طرف وہ دوش گیسوئی رنگین	سیدھی سی حال وہ کہ خدا جیسہ بانگین
کالی کملی میں قد وہ مسبانہ	
طوفان کے خواب میں کبھی آجائے حضور	ابنی زبان پاک سے فرمائے حضور
ہے قصیدہ تراعا شقانا	
نور اللہ مرقدہ تضہین بر قصیدہ ربوی لطف خالصا لطف ربوی	
غنچہٴ دل مرا از سوت شگفتہ ہوگا	سامنے آنکھوں کے گلزار مدینہ ہوگا
بسترِ مرگ پہ خوروں کا جھکڑا ہوگا	مرتے دم عشق نہفتہ مرا افشا ہوگا
دب دم نام نبی منہ سے نکلتا ہوگا	
آنکھ میں جس کی وہ محبوب سما یا ہوگا	دہ بیان او سکونہ کبھی حور کا آیا ہوگا
ایسا آرام نہ جنت میں بھی پایا ہوگا	جس نے دیکھا تری دیوار کا سایہ ہوگا
دھوپ سے بدتر او سے سایہٴ طوبی ہوگا	
جلوہٴ نور میں سو طرح کی رنگینی ہے	حسنِ وہ حسن کہ جس حُسن میں رنگینی ہے
پہیلی مصری کی ڈلی تلخ یہاں جینی ہے	احمد پاک کی باتوں میں جو شیرینی ہے
بچھاقت ربی ایسا تو نہ میٹا ہوگا	

آب زمزم سے کسی نے نہ اگر نہلایا	اور نہ پھر بُردِ یمانی کا کفن پہنایا
بعد مردن نہ مرا مطلب دل بر آیا	گر مدینہ کے سوا مجھ کو کہیں دفنایا

دیکھ لیجئے نہ مرا گور میں لاش ہوگا

مجھ سے پوچھے جو سافر تو کمونگا بہ جلف	خوب سے شوقِ زیارت میں مجھ پر جان تلف
عاشقوں کو تو یہ اللہ نے بخشا ہے شرف	سر کے بل کعبہ سے جائینگے مدینہ کی طرف

بخت وازوں جو ہمارا کبھی سدا ہوگا

خلد میں آتشِ فرقت سے نہ جل جاؤنگا	میں نہ رضوان کے سہاگے سنبھل جاؤنگا
جتنار و کیکامیں اوتنا ہی مجھل جاؤنگا	پیرِ بن بھار کے جنت سے نکل جاؤنگا

یا جس دم مجھے صحرائے مدینہ ہوگا

شاملِ حال اگر فضلِ خدا ہو اکبار	قابلِ دید ہو مداحِ محمد کا دستار
رنگ کھلا لگی باغِ دلِ طوفان کی بہار	حشر میں پیشِ خدا جب یہ پڑمے نگا شعار

لطفِ ہرست سے گلِ حبلِ علی کا ہوگا

تضہینِ دم برقصیدِ لہوئی لطفِ اللہ بنِ صاحبِ لطفِ برہمائی

بی طرح در و جگر او تہادِ دعا کے واسطے	جان جاتی ہے لقاءِ مصطفیٰ کی واسطے
رحم کر مجھ پر شہید کر بلا کے واسطے	اے فلک لیچل مدینہ کو خدا کی واسطے

دل تڑپتا ہے حبیبِ کبریا کے واسطے

اے شفیع المذنبین و اے خاتمِ پیغمبران	اے سیمائے مدینہ و اے طبیبِ حیران
ہے ہر ابا عاجز و مسکین و بیتابِ توان	لائے یہ بندہ کہاں سے حقِ تعالیٰ کی زبان

احمد مرسل تری مدح و ثنا کے واسطے

ہو گئی فوراً محمد کی وہ عالم میں نمود	جس پہ ہوتا ہے تصدق رات دن چرخ کبود
صمد ظاہر ہوئی وہ قدرتِ رقیبہ	یاغ میں جا کر بڑھا جب روح احمد پر درود
اہل گئے غیچوں کے منہ حائل کیا واسطے	
نیک ہو یا بد ہو یا عابد ہو یا ہونق	وہ بہر صورت حبیب پاک کا ہے اہمیت
منہ سے نکلی ہے تو پھر واپس ہو گئی وہ کبھی	ہوتی ہے مقبول درگاہِ خدا بہر نبی
ہاتھ جب امت اور ہاتھ سے دعا کیواسطے	
ذائقہ سکرات کا پایا جو مداح رسول	اور گناہوں سے بھی شرما یا جو مداح رسول
قبر میں زور زمین آیا جو مداح رسول	گور کی گرمی سے گہرا یا جو مداح رسول
اہل گئی جنت کی کڑ کی بس ہو کیواسطے	
بندگی اللہ کی کیونکر ہو بندہ سے ادا	اوسکے ہر اعمال ذاتی سے مرکب ہے خطا
پھر اسی سے ملکیا دنیا میں آئینکا مزا	لیچے ہیں اس جہاں سے داغ عشقِ مصطفیٰ
اور اب کیا چاہیے روز جزا کیواسطے	
کیا کرونگا لیکے میں جاہ چشم سے باز گشت	شہنشاہان دنیا کو مبارک تاج و تخت
ہے اُسی کا در و دہلیں اور اوسیکانچِ سخت	دو جہاں میں ایک بھی جہسازہ تہا یوں تیرہ سخت
جو کیا پسدا فراقِ مصطفیٰ کیواسطے	
تہا یہی زیبا یہی شایانِ محبوبِ خدا	جسمِ اطہر کے مقابل ہونہ کوئی دوسرا
ہاں مگر شاہ و گدا کو مل گیا اتنا پسند	اور گیا حضرت کا سایہ چرخ پر نہر سہا
کیوں ہنوں مشتاق سب قل ہا کیواسطے	
نفسی نفسی حشر میں کہتے رہینگے انبیا	عاصیوں کا دم بھریں گے پر محمد مصطفیٰ
شربت ویدار خاص و عام کو گوا عطا	بارگاہِ احمد مرسل ہے وہ دارالشفاعا
آئیں گے عیسیٰ جہاں اپنی دوا کیواسطے	

حوض کوثر پر پہنچے غازیان جنگ بذر دیدہ گریاں کسی صورت سے دینگے جاگنذر	دیکھتے ہی پھر نہ آئیں گانگنار و نکو صبر جام کوثر ساقی کوثر سے لینگے روزِ شمر
لاکھوں ہی دیکر جناب مصطفیٰ کی واسطے	
ہاجر میں لاکھوں اوٹھائیں ہمیں دلپر سختیاں ابرِ رحمت نور برسانے لگا پھر ناگہان	جب بخارا اوٹھا جگ سے ہو گئے آنسو روان ظلمتِ شب پر ہوا روز روشن کا گمان
روئے ہیں جس رات اوس بدرالجبی کی واسطے	
کیا ڈھٹائی ہے گنہگار و مکی اس سلطانِ مین کیوں ہنوا پنی رہائی سے اونہیں ہر دم یقین	لاکھ ہوں عصیاں مگر تو نہیں وہ ننگین سن لیا ہے جب سے تلو رحمت اللعالمین
کس قدر بیباک ہیں عاصی خطا کی واسطے	
دیکھ کھل جائے نہ اوس محبوب کا پردہ کہیں عالمِ ناسوت میں طوفانِ نہوبریا کہیں	دار پر چڑھ کر نہ ہو منصور سار نو کہیں میم احمد کے نہ کرنا راز کو افشا کہیں
بند کر دے لطفِ منہ اپنا خدا کے واسطے	
<h2>خمسہ صوفیانہ شہمول زبان پوربی</h2>	
کبھی یاد ہے یا گئی بھول پر جہولن میں جہولی آٹھ پر	دیکھنٹ رہا میکے ہی کا گھر کھیلن میں گجاری شام و سحر
من من کی نہ تھی موسیٰ کہا کہہر	
کیا دیس کی آنکھ مجھوں تھی یہ بات نہ تھی نہ یہ بولی تھی	بے رنگ رنگیلی ہولی تھی البسیلی تھی انہولی تھی
رہتی تھی اکیلی آٹھ پر	

میں تو کی نہ اک دم جنگ رہی
نہ تو جوش رہا نہ امنگ رہی
میں ساتھ ہی اپنے سنگ رہی
ہر حال میں میں بے رنگ رہی

کرتی رہی ہر سبت سے بھر

جب تک نہ کسی کی چاہت تھی
دکھ درود نہ تھا نہ نصیبت تھی
میر پھر جیسا کو راحت تھی
معلوم نہ تھا یہی کسمت تھی

الفت کا چلا جا دو دفتر

جب نیاہ نے مجھ کو ہونک دیا
بیتاب ہوا سینہ نہیں جیا
پھر صبر کا کچھ یارا نہ رہا
یاد آنے لگے خوش رنگ پیا

گو ننگٹ سے ہوا مکھڑا باہر

ظاہر جو دوئی کے ڈھنگ ہوئے
لاکھوں ہی براتی سنگ ہوئے
نارنگی کے سو رنگ ہوئے
سب خویش و اقارب و ننگ ہوئے

پر دیسی کو دید یا بانھ پکر

جو قول دت رار کئے سبھی
پھر کرنے لگے وعدہ شکنی
سب بھول گئے گھر آ کے دہنی
نہ وہ بگڑی ہوئی پھر بات بنی

پیا رہنے لگے سوتن کے گھر

پھر اوس پہ بلا کی ساسن ہے
جلتا ہی رہا سب تن من ہے
ہر وقت سر سے ان بن ہے
دیوڑ سے لگاتی سوتن ہے

ٹوٹے سے نند یا دین دین بھر

جب جو دستم کئے حد سے گذر
گر خوسادہ سنت سب مل ملکر
اوتارنے کی دکھیا کی کہبر
دیتے تھے تسلی آٹھ پھر

پھر آئے جناب پیگمبر

یوں آئے پھر ارشاد کیا	ناشاد کے دل کو شاد کیا
بیٹیا نہ کبھی گھبرا ئے جیا	ہر حال میں رکھو خوفِ خدا
باقی کے سوا فانی سے نہ ڈر	
دو دن میں یہ دنیا فانی ہے	سہ لے جو مصیبت آئی ہے
جس نے یہ نصیحت مانی ہے	میکے میں وہی نور آئی ہے
ہے جاے ادب ستر ال کا گھر	
گھونگٹ نہ اوٹھے سر سے بیٹا	آنکھوں میں بسی رہے شرم و جیا
سُو ہانہ ہو سیلا دیکھ ذرا	جلجائے نہ تیرا کھیت ہرا
من پاک رہے اور پاک جگر	
یہ خانہ عالم تیرا ہے	شادی تیری غم تیرا ہے
سب جسم ترا دم تیرا ہے	اور دیدہ پر خم تیرا ہے
سب دیکھ سمجھو ربات نگر	
ہے کیوں یہ پریشان حال ترا	ہر جا پہ پڑا ہے مال ترا
یا قوت و زمر د لعل ترا	کچھ پر ہی پڑا جنجال ترا
سوئے کے ہیں سب لاکھوں زیور	
بالی کو تو نتھ کہنا نہ کبھی	بے زیب بہن کہنا نہ کبھی
پانی کی طرح بہنا نہ کبھی	نسنگی تو کبھی رہنا نہ کبھی
لے اوڑھ شریعت کی چادر	
عصمت ہی بہو کی زینت ہے	عصمت ہی باعث عزت ہے
عصمت ہی موجب الفت ہے	عصمت ہی چین سے راحت ہے
کردے عصمت عمر بسر	

دل میں نہ کبھی دُہن غیر کالا	کعبہ کو کبھی مندر نہ بنا رہجائے اگر کچھ ہوش ذرا
خار و گل تر میں پانی ہے	اپنے سے بگڑا اللہ سے ڈر
پتے میں غم میں پانی ہے	ہر شاخ و شجر میں پانی ہے قطرے میں گہر میں پانی ہے
یہ ہوش شریعت کا سہ مکان	صورت ہے جدا ہر شے کی فکر
حجرہ کا نہ کر انگن پہ ٹھکان	رکھ اس میں قرینے سے سامان بن حفظ مراتب کی نگران
کشت میں اوسمی کی وحدت ہے	کہنا نہ کبھی تو خمیر کو شر
اس میں ہی ادب کی صورت ہے	پہلوں میں اوسمی کی رنگت ہے اس میں ہی حیمین کی زینت ہے
پچوان پکا عمدہ سٹرا	بڑا ہجائے جو ڈالی اوسکو کتر
روٹی کو تو بے پر ہی نہ جلا	تھوڑا سا نمک آٹے میں ملا غفلت کو ہوش کی آگ لگا
کہنے سے مرے تو ہو نہ خفا	ہر گز نہ ملا تلخی میں شکر
ہو جان کے مت پہ ہوش ذرا	ریشہ جو نہیں مت سر کو ہلا لگ جائیگی جب میکے کی ہوا
میکے میں رہی بیہولی بیہولی	اور جائیگی من موہن ہو کر
کہہ منہ سے اُفا کی مت بولی	مت کہیں سسر کے گھر بولی دیدے نہ تجھے ساسن سوئی
فرعون کے در پر باندھ نہ گھر	

ظاہر کا ادب کیوں چھوڑ دیا کھٹا میٹھا پھیکا کڑوا	پائیک کی کہاں باطن کا حرا جب فرق کسی میں کچھ نہ رہا
--	--

جب تک نہ مٹے دل سے بد خو میکے کی کبھی پائیک نہ ہو	جب تک یہ رہی میں تو تو سُراں میں رہتی نیک ہو
--	---

بیتاب کے دل اے جاں جہان نیکیوں کے طرف تو ہے نگران	کرتا رہے کبتک آہ و فغان محرور رہے کبتک طوفان
اللہ ادھر بھی ایک خبر	

ترجمہ بند بر مطلع خواجہ وزیر

مَنْ مِثْلَكَ يَا مُحَمَّدٌ يَا مُحَمَّدٌ يَا مُحَمَّدٌ
سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ

اے شہ فخر رسولان سلف پاک نبی عالم علم لدنی بہ جہان بوالعجبی	و اے جوان عربی ہاشمی و مطلبی بہ جہاں تو فدائیم مع امّی و ابی
--	---

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجاز عربی	
---	--

باعثِ کُن سببِ مرد و جہان ہے احمد جسمِ گر عالم امکان ہے تو جان ہے احمد	بخدا منظر اسرارِ نہان ہے احمد بے نشان ذاتِ الہی کا نشان ہے احمد
---	--

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی	
-----------------------------	--

عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
ہے تری ذات سے انوار الہی کی نمود ہے لباس بشری میں کرم ریت و دود	کیون نہ عالم میں انوکھا سوتر پاکی وجود ساتھ اللہ کے پڑتے ہیں فرشتے بھی دود
مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
پاس نوشا بہ عالم کے پیغمبر آیا دل سے یہ مطلع پر نور زبان پر آیا	لیکے پیغام خود اپنا ہی سکندر آیا تن میں جان لگئی وہ مطلب دل پر آیا
مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
بنگیا حضرت آدم کی جبین کا اختر ہاشمی باغ میں نکلا گل یکتا بن کر	سیر کرتے ہوئے وہ نور خدا پاک گہر ہو کے مجھ و ملائک جو کیا عزم سفر
مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
ہو مبارک ترے آغوش میں یہ نوازل ہے وظیفہ یہی عالم کی زبان پر ہر پل	مرحبا اے مر پر نور ربیع الاول کیا تری بارہوین تاج کی سب سے فضل
مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
بنگیا قبلہ دین آمنہ خاتون کا گھر جہوم کر کہتے تھے حور و ملک جن و بشر	جلوہ گر ہو گیا وہ نور خدا مخزن بشر پڑ گئی سب کی جو پیغمبر حق نظر
مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	

جلوہ فرما ہوا تشرن کا لانیوالا	آپنج تلوار کی فاقون میں بھی کھانیوالا
لامکان جا کے پھر اک آن میں آئیوالا	اپنا مداح دو عالم کو بنائیوالا
مرحباً احمد بے میم محمد تقی	عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
بت شکن ہو گیا پیدا تو ہوا پاک حرم	منہ کے بل گر گئے ہر طاق ہی کو بیدیں صنم
کا پتے رہ گئے ہیبت سے سلاطین عجم	نبی آتی تھی صدا چار طرف سے پیہم
مرحباً احمد بے میم محمد تقی	عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
جلد تغیر کو اولہو وہ بیمبر آیا	جس سے پر نور ہے عالم وہ خوش خبر آیا
راہزن ہو گیا کافور جو رہبر آیا	یہی بیباختہ مطلع بھی زبان پر آیا
مرحباً احمد بے میم محمد تقی	عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
فرش پر دوہو ہے کو عرش نشین آپہو نچا	شافع روز جزا سرور دین آپہو نچا
جسکی صورت ملکین ہے وہ حسین آپہو نچا	یہی لفظا یہی معنا یہ یقین آپہو نچا
مرحباً احمد بے میم محمد تقی	عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
نہ رہا والد و مادر کا جو سایہ سر پر	کس محبت سے حلیمہ کا بنا نور نظر
دودھ میں اس کے پڑی نام محمد سے شکر	صدقے ہو ہو کے وہ کہتی تھی یہی اٹھ پیر
مرحباً احمد بے میم محمد تقی	عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
سات ہی سال میں جنگل تھا گھر انگن تیرا	بکریوں کا وہ چرا نا وہ لڑکپن تیرا

وہ بولوں میں درخشان رخ روشن تیرا	ذکر کرتی رہی کوئل بھی بن بن تیرا
مرحبا احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
وہ ترا حسن خدا داد انوکھا وہ شباب	تو رسولوں میں بھی ایسا ہے کہ پہلو نہیں گلاب
تیرا ثانی کہیں دیکھا کہیں پایا نہ جواب	قلزم نور ہے تو سب ہیں ترے موج و جواب
مرحبا احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہرے کیا لکھوں	کس طرح نور الہی کا سراپا لکھوں
آپ کی شان میں کیا ای مرے آقا لکھوں	کیسے اس مطلع پر نور سے اعلیٰ لکھوں
مرحبا احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
لاکھ شاعر کوئی مضمون انوکھا لکھے	وہ بھی ادنیٰ ہے جو اعلیٰ بھی اعلیٰ لکھے
جس کا سایہ بھی نہ ہو اس کو بشر کیا لکھے	کیا کوئی نور الہی کا سراپا لکھے
مرحبا احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
بہ سخن دان نہ سخن گو نہ سخنور ہوں میں	نہ تو سبحان ہوں نہ حستان کا ہم ہوں نہیں
عشق کہتا ہے کہ شیدا ہے پیمر ہوں میں	ہے یہی ورد ز بان اس کا ہی خوگر ہوں نہیں
مرحبا احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
نہ مجھے صدق کی عادت نہ مرا اکل حلال	کس طرح آئے سراپائے پیمر کا خیال
عشق کیسوئے مبارک سے پریشان حال	آپ کے ہجر میں مجھ پر مرا جینا ہے وبال

مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
در پُر نور کا طالب کے لئے کہو لدی ہٹ جو متاہوں بہ لاجت ترے در کی چو کہٹ	اسے مدثر کے وہنی رخ سے اولٹ دی گونگٹ مان بے بہرہ خدا اس مل بیتا کی ہٹ
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
جلوہ حسن خدا داد دکھا دے ساتی آج ہی شربت دیدار پلا دے ساتی	اپنے عشاق کو ستانہ بنا دے ساتی ریخ عصیان کا جودل میں بھلا دے ساتی
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
جسبہ شیدا ہے مصور وہ دکھا دے صورت اپنے بگڑے ہوئے مستوں کی بنا دے صورت	چشم مشتاق کو اللہ بنا دے صورت خاک میں شیشہ و ساغر کی ملا دے صورت
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
حسن ملکین سے ہر اک آنکھ لڑی رہتی ہے دل نشین حسرت دیدار بڑی رہتی ہے	ساقیا در یہ ترے خلق پڑی رہتی ہے شوق میں چشم سے ساونگی جڑی رہتی ہے
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
جام کیا بادہ کوثر کی عطا کر بوتل ہو کسی طرح سے حل عقدہ مالانہمل	ساقیا جہوم کے مغرب سے اوٹھای بادل دل جو سینہ میں لڑا یا کیلئے ہے بیکل
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی	

عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی		
حلیہ پاک مبارک کا ہے جلوہ دل میں غیبے آئیں مضامین سرِ پادل میں	جوش پر اُفتِ احمد کا ہے دریا دل میں ہے ہی جلوہ نما صورتِ زیبا دل میں	مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
(آغاز سرِ پائے مبارک)		
سرِ اقدس پہ وہ گیسوئے مبارک خرم حالِ الضحیٰ نورِ جنیں کا ہے وظیفہ خرم	بقعہ نور پہ حالِ لیل کی سطریں ہیں قہم دج میں جسکی عطار د کا ہے گلِ ریز قلم	مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
موبہ موسومو مبارک یہی کرتے ہیں بیان قول یہ نورِ جنیں کا ہے عیانِ پادِ بیان	ہم شبِ قدر کے ہیں قدر کے باعث یہ جہان شعلہ طور سے موسیٰ لہی نکلا ہے دہوان	مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
مہر و دایرہ وہ خمیدہ ہیں دیا تیغِ دوم انکے دمِ خم سے تہا جو جہل کا گہنی ناک میں دم	ہو گیا جن کے اشاروں سے سرِ کفرِ قلم سجدہ شکر کے قابل ہے یہ محرابِ حرم	مرحباً احمد بے میم محمد تقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی
کیا جمالی نے دکھایا ہے جلالِ ازلی	کنجِ گنیں جب وہ ہویں بد میں تلوار چلی	

کشت کفار کی خورشید جلاالت سے جلی	دیکھ کر ابرو سے خمداریہ کہتے تھے علیؑ
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
سرگین چشم کے اطراف وہ مرگان کی قطار چشم حق ہیں کہیں ہر جمع عجب لیل و نہار	یا ملک دیکھتے ہیں چشمہ کو شرکی بہار دیکھ کر کہتے تھے جبریل میں بھی ہر بار
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
اللہ اللہ وہ عینین رسول الثقلین ہر دو رخسار مبارک پہ فدا تھے حنین	ما من شرم و حیا ہیں وہ صلیہ الطرفین یہی دو پہول رہے باخ و بہار کو نین
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
نور بینی نظر آجائے تو غش کہائیں کلیم ہر دو گوش شنو احکم خداوند کریم	کل توحید کی پائی اُسی غنچہ میں شمیم حائل صوت خدا قابلِ سرارِ علیم
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
اللہ اللہ وہ خط و خال رسول مدنی ہے خموشی سبب زینت غنچہ دہنی	واہ کس شان کی صورت سے کہ اللہ غنی کہہ رہی ہے یہی خود شہرت شیرین سخن
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
لب و دندان مبارک پہ فدا لعل و گہر روز و شب رہتے ہیں شانوں پہ قدس و کھر	تہ دامان شفق یا کہ میں تجسّس اختر اور گلو کی بھی ضیا کہتی ہے خود آٹھ پھر

مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
پشت پر مہر نبوت وہ نور گردن دست باز وہیں وہ پُر زور و کفر شکن	حائل بار امانت سبب فخر ز من عمر بھر فاقہ کشی قوت روحی ہم تن
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
وہ کلائی میں ہے قوت کہ نہیں حکایان اونگلیاں نور کی ہاتھیں وہ ہیں نصیران	جس سے ہے پنجہ خورشید قیامت لرزان پانچ ہرین ہوئیں اک چشمہ کوثر سے روان
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
جسکی تیزی سے قمر کوٹے ہوا وہ ناخن ہم غریبوں کا جو ہے عقدہ کشا وہ ناخن	جس نے بوجھل کوثر مندہ کیا وہ ناخن چشم مشتاق کو دکھلاوے ذرا وہ ناخن
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
آئے وہ سینہ پہ لپیٹے ہوئے چادر والے شکیم پاک پہ باندھے ہوئے پتھر والے	معدن جو و وسخا صبر کے خور والے میرے ایمان کی جاں جانے جو ہر والے
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
تو وہ محبوبے اللہ کا ہے خیر بشر صدقے ہو ہو گیا پتک بھی کئی بار مگر	نہ جیسا جسم مظهر کی نزاکت کا اثر کیا لطافت ہے نہ آگئی کبھی قابو میں کمر
مرحباً احمد بے میم محمد لقبی	

عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
تھے جو افلاک سر عرش برین پر وہ قدم جن پہ گر جانیکو جھکتا ہے مرا سر وہ قدم	لامکان میں بھی جو پہنچے ہیں برابر وہ قدم چشم مشتاق کو دکھلا دے پیمبر وہ قدم
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
دل سے اران کوئی نکلا ہی نہیں کیا لکھا جو خیال اس دل بیتاب میں آیا لکھا	جس قدر چاہیے ویسا نہ سرا پا لکھا مری قسمت میں جو لکھا تھا وہ لکھا لکھا
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
حسن ہے سارے حسینوں سے انوکھا تیرا قدیوں نے بھی نہ دیکھا کبھی سایہ تیرا	نہ کہنیا مانی و بہزاد سے نقشہ تیرا اللہ اللہ عجب جلوہ یکتا تیرا
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
نور ایمان کی جان جان کے جوہر والے ایسے شفاعت کے وہنی چشمہ کوثر والے	عطر اخلاق الہی سے معطر والے کلمہ بڑھتے ہیں تیرا ہی مقدر والے
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	
مہ و خورشید کی کیونکر نہ بڑے تجھ پہ نظر دل منور ہوا ایمان سے روشن ہے جگر	تیرا احسان ہے اے نور الہی سپر ہے تری شمع رسالت کا اوج لاگھر گھر
مرحباً احمد بے میم محمد بقی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی	

زینتِ التاج ہے شاہنشاہِ قوٰ و ادرتیم	تیری انگشتِ شہادت سے ہوا ماہ و عینم
بارِ خاطر نہوئی جسمِ مبارک پہ گلیم	شاگردِ صابر و محبوبِ خداوندِ کریم
مرحبِ احمد بے میم محمد بقبی عینِ ربی بہ حقیقت و مجازِ اعرابی	
تو نے جا کر کسی مکتب میں نرا حق فریاد کیا	کسی استاد کا شاگرد کسی دن نہوا
علم کا عالمِ سبب میں پایا نہ پتہ	اس سے معلوم ہوا سب کو یقیناً بخدا
مرحبِ احمد بے میم محمد بقبی عینِ ربی بہ حقیقت و مجازِ اعرابی	
کیا پڑھا تو نے یہ قرآنِ خداوندِ جلیل	کا لحدم ہو گئے توریت و زبور و انجیل
پشت پر ہر نبوت ہے رسالت کی دلیل	جس کے ہر دم متنی رہے عیسیٰ و خلیل
مرحبِ احمد بے میم محمد بقبی عینِ ربی بہ حقیقت و مجازِ اعرابی	
تہا نصیحانِ عرب کو جو فصاحتِ غور	اونکا دم ہو گیا اُمی بقبی سے کا فور
ظلمتِ شرک چب جہا گیا تو حمید کا نور	ورہ ورہ سے ہوا طور کے جلوے کا ظہور
مرحبِ احمد بے میم محمد بقبی عینِ ربی بہ حقیقت و مجازِ اعرابی	
دینِ اللہ کا کس شان سے لایا تو نے	شبِ دیجور میں کیا نور دکھایا تو نے
کب کے سوتے ہوئے لاکھوں کو جگایا تو نے	حق سے بکھرے ہوئے بند و نکو لایا تو نے
مرحبِ احمد بے میم محمد بقبی عینِ ربی بہ حقیقت و مجازِ اعرابی	
ہاں تو ی روزِ ازل سے ہے محبت کا ہنسی	دولتِ عشق سے تیری ہے مفلس بھی غنی

دل میں گھر کر گیا اس اثر پیر ہنسی	کہتے اوٹینگے یہ محشر میں اویس قرنی
مرحب احمد بے میم محمد سعد لقی	عین ربی حقیقت و مجاز اعربی
ابو لڑزان ہے قلم مدح میں قاصر ہے زبان	جلوہ گلستا ہی سے ہے عالم حیران ہے جو محبوب کا مداح خداوند حیران
مرحب احمد بے میم محمد سعد لقی	عین ربی حقیقت و مجاز اعربی
لے سیجائے مدینہ مرض دل کی خبر	و مبدم جہوم کے ادھتے ہیں بخاراتِ حکر لاحتِ حال ہے پیرانِ سری ضعیفِ بصر چشمِ رحمت بکشا سوے سن اندازِ نظر
مرحب احمد بے میم محمد سعد لقی	عین ربی حقیقت و مجاز اعربی
موجبِ احتِ جان قبلہ حاجات کی بات	بجذاذاتِ مقدس ہے مکمل یہ صفات اے طبیبِ قلبی و مرضِ غم سے نجات ماہرِ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
مرحب احمد بے میم محمد سعد لقی	عین ربی حقیقت و مجاز اعربی
آک واد و شیدا و فدائی نمد تن	میر عثمان علیخان وہ شہِ ملک کن و نچھن نفس کا عاملِ طراغوتِ شکن جلدِ مطلب ہو برا اور کا شہنشاہِ زمین
مرحب احمد بے میم محمد سعد لقی	عین ربی حقیقت و مجاز اعربی
سایہ شاہِ دکن تا صد و سی سال ہے	شہرِ یاروں میں یہی شاہِ خوشِ اقبال ہے خسروِ شان سے اولاد رہے آل ہے حشر تک شوکتِ شاہانہ بہر حال رہے

مرحباً احمد بے میم محمد سعد لہبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی		
التجانبے یہی مداح کی اسے نور احمد جان کونین کی ہو جائے جو تائید و مدد	ہوں وہ پامال جو کہتے ہوں اہی اللہ مرگند مردے از غیب بروں آید و کاری کند	
مرحباً احمد بے میم محمد سعد لہبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی		
المدد اسے شہ لولاک پریشان ہوں میں لاکھ مجرم ہوں خطاوار ہوں غلوئی ہوں میں	لے خبر جلد غلوئی یکم عصیان ہوں میں پر نگاہ کرم و تہر کا خواہان ہوں میں	
مرحباً احمد بے میم محمد سعد لہبی عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی		
صَوَفِیَا ہُوَ لِلّٰہِ		
سکیری من میں رہ کر اکیسلی یار بے رنگ سے کھیل ہوئی		
رات اندھیری جاگ سیکری گا گول کی گیت	تن من اپنا ہار کے سارا من موسن کو جیت	
سکیری من میں رہ کر اکیسلی یار بے رنگ سے کھیل ہوئی		
عشق کو رنگین رنگ چند یا عشق کی بے پکاری	رنگ رنگ کے رنگ و ڈھنگ کو ملے گرد ہاری	
سکیری من میں رہ کر اکیسلی		

یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
ہو لی کہیلن ہار آیا کر میں تو سے جنگ	اس میں پن کو تو سے ملا یا تو کا اوڑا رنگ
سکیری من میں رہ کر اکیلی	
یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
عشق کا رنگ پایا کو بہاؤ عشق کی ہو لی کھیل	دیکھ سکی سراج میں منڈوی چڑ گئی عشق کی بیل
سکیری من میں رہ کر اکیلی	
یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
ناؤ پرانی پار ہو کیون کر سامنے ہے منجہ دار	عشق جو ہو کہیو تیا اپنا جلد ہو بیڑا پار
سکیری من میں رہ کر اکیلی	
یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
درد ہی در مان ہو گا کدن رنج نہ کر دکھایا	کرتے ہی رہیو ان نین سے گنگا جمنجا جاری
سکیری من میں رہ کر اکیلی	
یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
ہنسنا کم کر دئے ہی ہو ڈال منہ ہی پر بھول	دیکھ سکی روئے میں مزا ہی کہہ گئی پاک سول
سکیری من میں رہ کر اکیلی	
یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
حق نے خود محبوب کو دی چائیں میں کی بھیل	عشق جو چمکا غار حرامیں آؤ وہیں جبریل
سکیری من میں رہ کر اکیلی	
یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
جاہل علم سے کامل ہو پر ابھی ہے دلی دور	عشق سے کامل جاہل ہو تو وصل ہون سور
سکیری من میں رہ کر اکیلی	

	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
عشق کی آگ لگی جب سن میں جگمگی تن کی ہوئی	ارنگیا اب کیا خاک سہی مت بول انا کی بولی	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
تو راکتیا بنسری بجائے کان لگا کر سن	دھونڈاوسی گوکل نہ راویا کہو میں پن کی دھن	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
کبر و کینہ بغض جسد کو چھوڑ کر کوٹھن ہاگ	جب تو سنگی راگ سکیری دلیں گے گی آگ	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
جن کے نینن ہر وقت پیاکو دشن کو ترین	جلتے دلکا دیوان جب اچھ سادن بہاد و بریں	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
عشق کی ہوئی کھیل پیاکو عشق کو رکھ دے سنگ	نارنگی میں مل جائیگا فاجبتا کا رنگ	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
عشق حقیقت میں ہے محبت ہے وہ عمل کی جان	عشق نہوتے ہی بنا ابلیس بھی نافرمان	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہوئی	
لاکھوں پروونین بھی سکیری چہنٹ سکا دل	محرم سے بے پردہ ہے وہ نا محرم سے عار	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	

	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
بیغیرت بن بکے سیکری حاصل کر یکتائی	وہ ہے اکیلا تو بھی اکیلی ہو تو ملے ہر جانی	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
جدم تک غیر و نہیں پہنچی ہے یا راحہ ببول	دہیان اوی کار کہ لے من بہت ہو ڈانوا ڈول	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
جب تے خود ہی غیر سکی کیونکر وہ ملے ہر یالا	یار بڑا غیرت والا ہے یا بڑا امت والا	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
سو تن کیا دیکھ کر لگائے بند ہے بولی ٹھولی	ساس تنقیدیوں روئیں کین جب تو پیا کی ہو لی	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
بہوئے ہوئے اقرار کو اپنے کر لے آج ہی یاد	ورنہ یہ تیرا کیا کرایا ہو گا سب برباد	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
رکھہ سر پر اک ہاتھ سکی اور پڑھ امت کا نام	صورت سجدہ ام محمد دیکھ یہ ہے اسلام	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	
	یار بے رنگ سے کھیل ہو لی	
طوفان چل ام دیس ہی پیائیں جس دیس	سو تے میں سب عمر گذاری رو پا ہو گئی گیس	
	سکیری من میں رہ کر اکیلی	

یار بے رنگ سے کھیل ہو لی

میرا پیر زخمی

سکیری کیسی دھوم کی ہو ری
کر بلا میں مجھوری

ہند میں ہم تم کیلے ہو لی بل جل کر ہر سال
کچھ بھی تجھے معلوم ہوا صحرائے عرب کا حال

سکیری کیسی دھوم کی ہو ری
کر بلا میں مجھوری

تو ہے پڑوین میرا تیرا بسون گلے سنگ
دیکھ سکیں دکھلاؤں تجھے خونی ہو لی کا رنگ

سکیری کیسی دھوم کی ہو ری
کر بلا میں مجھوری

تجھ سے میں انصاف طلب نہیں تو رہا ہمارا
تو بھی گرو کی جیلی ہے اور ہر کی پوچھنا ہمارا

سکیری کیسی دھوم کی ہو ری
کر بلا میں مجھوری

ایک بہادر راجن نے لاکھوں پہ چلائی تیر
ایک شقی کے نادک سے یان تڑپا گیا بے تیر

سکیری کیسی دھوم کی ہو ری
کر بلا میں مجھوری

کیا کہوں دکھڑا تجھ سے سکیری ہر دم کی کہانی
جیلوں نے ساپنچے گرو کو مارا تجھے جو بڑی گرگانی

سکیری کیسی دھوم کی ہو ری
کر بلا میں مجھوری

حسن حسین وہ راج دلا کر جو نئی جی کے پیار	بڑے پوت کو بس دید کر چھوٹے کو بن میں مار
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
ہیں یہ نواسے اوس نانا کے کھن کا بھجورانی	پوت علی کے سور بہادران جنگی سدا فی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
یہ وہ جوانانِ جنت ہیں عالم میں لاثانی	گلشنِ دین کو دینے والے خون کا اپنے پانی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
کس کو خبر تھی ہمانوں سے لوگ کر نیلے جنگ	اس ہولی کاروی تعلق پر پڑ جائیگا رنگ
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
بہیج کے پتیاں دعوت دیکر خوب کی مہمانی	بہو کا پیاسا سب کو مارا بنگلے دشمن جانی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
قافلہ سیکر ظلم کے بن میں پہونچا بسطراول	تلنے لگے کانٹوں نہیں سار باغِ علی کے پھول
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
شام کے ڈاکو لوٹ کی خاطر آئین ٹوٹی ٹوٹی	آخیمہ کے اطراف جلائی آگ حفاظت ہوئی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری

پسایس کی ہوا آگ جگڑیں اور جلا لیں آگ	صبر کی ہوا کی ہیلین ہا کے کیلے تیریں ہاگ
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
چاند کے ٹکڑے کرنیوالے پانی کو ترسین	حکم اگر دین بادل کو تو سات سمندر برسین
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
غم کا غم شادی کی نہ شادی لین کوئی خوشی	عاشق رب محلے کے حق میں کیا پانی کیا آتش
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
تختہ الاکتھارا تجری کے معنی کہل جا میں	دہوپ میں پتھر برف نین پھر سب لگ لگ جائیں
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
روز ازل کے صابر ہیں اور صبر ہے انکی جان	سیدھی تسلیم درضا پر ہوتے ہیں قربان
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
ابراہیم خلیل اللہ پر آگ ہوئی گلزار	دشت بلا میں سبط نبی پر صبر تھا باغ و بہار
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
فاسق کی بیعت پیہلین کیا تاج شفاعت والے	مارتے ہیں ٹھوکر دولت پر مہر خوت والے
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری

ظالم اونچ بیعت چاہے دیکھ جو ہون بانی	راہِ خدا میں کرنے والے بچوں کی قربانی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری
فوج امیر شام کی ساری رات ہی راہیں آئی	دن کو رن میں خاک لڑا کر ہولی خوب چائی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری
حرّ دلاور عاشق سرور نکلا ابر سے تارہ	ماہِ مدینہ کے پاؤں پر گر کر رن سر مارا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری
روکے کہا شیر نے ہے ہونہ سکی بہانی	ہے یہی تو شہر ساتھ ترے خراش ہے دانای
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری
تھے جو بہتر تن کے دلاور ساتھ حسین کے آئے	تن پر زخم ہزاروں کہا کر پاک لبوں میں آئے
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری
پسایا کی شدہ ہو چکی حدت تیغوں کے پہل کہاتے	اس پر بھی بانگے زور لے لاکھوں گیس جاتے
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری
شوق شہادت لنگ یہ لایا زخم بنے پیکاری	رن کی زمین نیکوں کے لبوں سے جل نہل ہو گئی ہاری
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کربلا میں مجھوری

زرد زرد چہرون پہ پایا جبکہ سستی رنگ	خشت لہو زخموں سے نہ ٹپکا چہرہ لگی پیاس میں جنگ
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	
عون و محمد کہا گئے رن میں منہ پر دار چہرہ	دہار کو تلوار کی سمجھے گویا دودھ کی دہار
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	
ڈہانوں کی بدلی سر پر چہائی ظلم کا برساتیر	جہوم جہوم سادہاں برستے ایسے ہی برستے تیر
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	
سر پہ ستم کی گہٹائیں اٹھیں چھا لگے دن پر رست	ہونے لگی سقائے حرم پر تیر دن کی برسات
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	
چہرہ گئی جہدم مشکینہ بہ گیا سارا پانی	رور و کرعباس دلا در ہو گئے پانی پانی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	
سور بہادر رنگ وہ کیلے بن گئے ہیرے لال	رن کی دہول عبیر بنی تھی ہو گیا خون گلال
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	
بر چہی کسی نہ مان کے ماری خوب ڈی پکاری	زخم لگے جبکہ کاری نڈیا ہو گئی جاری
سکیری کیسی دہوم کی ہوری کر بلا میں مجھوری	

پیارا اضعربال جہنم دیکھ پر رست نور	خشک گلے پر تیر جو کھایا ہو گیا دم کا فور
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
اس نوان کا ہاتھ پہنچتا منہ تک حج اکباری	نہ زین اس کے ہی انگوٹھے سے ہو جاتی جاری
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
قاسم نوشہ رنگ رنگیلا جھکا کلابی رنگ	ارزق شامی کے بیٹوں کو کر ہی یا چورنگ
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
قتل ہوئے فرزند جواد کے وہ بھی ہوائی التار	ابن حسن پر ہونے لگی پھرتیوں کی جھپار
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
قاسم سبز عبا کے تن پر پڑ گئے لاکھوں سنگ	برگ حنا سے پہوٹے نکلا خون جس کا رنگ
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
میدان میں ہم کل بمبر خورش اوڑا تا آیا	فوج کے رخ سے رنگ اوڑا یا نور اوڑ گیا سایہ
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
اکبر نے جب صفین اولٹ دین فوجوں کی پیہم	پچم پورپ ہو گیا تھا پورپ ہو گیا پچم
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری

ہاتھ نے اکبر کو ندادی دیکھی خوب لڑائی	مان کو بھی دیدار دکھا دیا	اگر دیکھی سپاہی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	
قائم و اکبر عون و محمد کے سب لاثانی	اونکے لئے بھی عید شہادت بن میں مئی قربانی	
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	
عرش کے تار و راج و لار سب پیار پیار	بہو کے پیاسے تیغ بہادر لاکھوں نہیں نیز مار	
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	
فاطمہ بی بی کے گو دے پاکستے اندھا	بادہ کوڑے متوالے کہا گئے منہ پر بہا لے	
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	
ریخ و الم کے سبط نبی پر پڑ گئے لاکھوں رنگ	نارنگی کے رنگ میں کھیلا ہوں عدو سنگ	
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	
عاشق و اور سبط پیر خون کے کھیلا ہوں	صہل اللہ علیہ وسلم کو یل بن بن بولی	
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	
راہ خدا میں کٹ گئے جسم خوشن و قار سب	ایک تن شبیر پہ لاکھوں کو فی نیزے مارے	
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری	

دشتِ بلا میں قتل ہو کر ٹوٹا رشتہ ناتا	اپنے ہی دم کے چرخے سے توحید کا رشتہ کاتا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
اللہ سبطِ بنی کو تھی جو عبادتِ پیاری	شوق سے سجدہ میں تہِ خنجر جھک گیا عاشقِ باری
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
شمر کے خنجر کا جو گلے تک پیاس میں پہنچا پانی	پھوٹ پھوٹ کر جہاں بے گئے نہر میں تڑپا پانی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
لفظاً معناً ولا فاعلاً حق پہ ہوا قربان	لا الہ الا اللہ کی سبج دکھائی شان
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
دہیچیان سن کی اور ڈاکر پیا حق کو علی کالال	ماضی و مستقبل ہوئے فانی رہ گیا باقی حال
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
کلمہ طیب پڑھتے پڑھتے دم جو بھر اللہ کا	کر کے نفی اپنے کو دکھایا جلوہ آلا اللہ کا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
خونِ بیان ایوب کا بھی ہو جا غم سے پانی	کس بندے نے دی ہر اپنے بچوں کی قربانی
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری

اسمعیل فدیج اللہ کے بدلے فدیہ آیا	خون بہا کر خون بہا شبیر نے حق سے پایا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
پڑتا ہے انکے نانا پر اللہ پاک درود	کیوں نہ بنے پھر سبط پیغمبر عاشق رب و دود
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
ہو گیا یون بازارِ ستم میں داجہر کی جان کا	آتشِ غم میں سبطِ نبی کو حق نے تیا کر آٹکا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
کیونکر سو گئے دشتِ بلا میں ان کو جگانیوالے	روتے ہیں جبریل میں جہولے کے جہلا نیوالے
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
فاطمہ بی بی کے دودھ کو پیکر رکھ لی لاج ہا کی	سر کو دیکر دین کو جیتا پیاری جان ہی ہاری
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
دین کی ڈوبتی کشتی کو تہا مادیے کٹر سہارا	بحرِ شہادت میں غوطہ لگا کر نکلا علی کا تارا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری
کہتی تھی بلبل اکمل احمد میں تو بلبہا ہا	سر تو دیا پر بانہ نہ دی فاقون سچ نہ ہمت ہا ہا
سکیری کیسی دہوم کی ہوری	کر بلا میں مجھوری

حضرت عابد بعد شہادت غم کے بنے تصویر	طوق گلے کا ہار ہوا اور پائون پڑی زنجیر
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری
ظلم کی ہو لی میں نظر آ یا رنگ گلال کا بیکا	شمر کے ماتھے پر ہی رہا سید کے لہو کا ٹیکا
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری
نیزے پہ چڑھ کر سبٹ پیمر یا شہادت کا تاج	راکت پوش نبی کو سکیری دل میں معنی ملج
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری
حافظ دین الہی نکلا سبٹ نبی ہر آن	تن سے سر ہوتے ہی جدا بر چہی پہ پڑا قرآن
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری
اے گل احمد شاہ شہیدان دین کو باغ کے مالی	بدج تری باغون میں بکبل کرتی خود اٹالی
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری
شام کے چور دن نے دہوم مچائی کچھ بھی شرم آئی	حسن حسین کی ساری کمائی لوٹ لی آن میں مصائی
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری
لٹ گیا گھبے ٹٹے سب رات ہوئی جٹاری	پھر نہ ملا چڑائیوں کو بریر اب گھر مگنیں ساری
سکیری کیسی دہوم کی ہو ری	کر بلا میں مجھوری

عزبت زینب کہتی تھی رن میں سا تھوڑے سیج آئی	جنگلوں میں کس دھن میں ہونڈوں امرے پیار بھائی
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری
بعد شہادت کیا کوئی لکھے اونکے سفر کا حال	خاطمہ بی بی کے کنبہ پر گزری ایک گہری سال
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری
شہرِ عدو میں بن سن کی پونچھی جہم برات	دن کو دن کہتا ہوتا کوئی چہا گئی دن پر رات
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری
گہی کے چراغ جلے محلوں میں شبنم کے آئی	کوڈ کی تو دیکھی ہوئی شام کی دیکھ دیوالی
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری
زر کے بندے کرنے لگے پھر دہن پوجا پاٹ	ہار کے بازی آل نبی سو گئے بارہ باٹ
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری
ٹوٹتے ہی ڈوالی ڈالی سے سر پہ پچھل پھول	سر کوٹا کر آل محمد حق کے ہوئے مقبول
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری
سٹ گیا وہ دربارِ یزدی خاک میں مل گیا راج	بعد شہادت سال کچھ اندر ہو گئے سب تاراج
سکیری کیسی دھوم کی ہوری	کر بلا میں محوری

صدقے ترے اسبط پیغمبر جو کا پیا سارہ کر

خلد برین پر کر لیا قبضہ بن گیا ساقی کوثر

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کر بلا میں مجھوری

یا دے تری یاد اللہ کی آتی ہے دن رین

نام خدا کیا نام ہے ترا میرے پاک حسین

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کر بلا میں مجھوری

نام کے اب ہم رگے مسلم بگڑا سارا کام

لیکن ذر سبط نبی سے زندہ ہے اہلام

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کر بلا میں مجھوری

شاہ شہیدان قبلہ ایمان منظر موم و بکس اہام

لاکھوں کی درو درو دہو بخت لاکھوں کی درو اسلام

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کر بلا میں مجھوری

عرض مری کیا ہے مگر مولات نہ جائے خالی

جلد برائیں اس کے مقاصد ہر جو کن والی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کر بلا میں مجھوری

دنیا و دین میں ساقی کوثر تیرا ہے سب کو سہارا

بحرِ الم سے طوفان کا بیڑا پار لگا دے خدا را

نظم و حقیقت توبہ

دل سے سینے دوستان باوقام

آب سے عاجز کی ہے یہ التجا

میں بھی فانی تم بھی فانی لا کلام
 ہے یقین اک دن فنا ہو جائیگے
 بعد مردن کوئی کام آتا نہیں
 سچ یہ ہے کوئی نہیں اپنا عزیز
 عقل و دانش ہو رہے ہیں دور دور
 ہم کو تباہ ہر وقت جس قوت یہ ناز
 و مہم اب ہے ضعیفی زور پر
 اے مسافر وہ سفر درپیش ہے
 ہے سفر لیکن نہ توشہ پاس ہے
 کچھ فراہم کر ابھی سے زاد راہ
 سن مرا کہنا ابھی سے بھائی جان
 دل سے توبہ کرے کاموں سے آج
 معنی توبہ سے تو واقف نہیں
 منفعیل ہو کر گناہوں سے بشر
 اشک سے دھیل جائے عصیا کا درق
 عاصیوں کے حق میں ہے توبہ سہر
 کیا کہوں توبہ کے میں تم سے صفات
 یہ نہ لا دل میں کبھی اپنے خیال
 کیا کروں توبہ کہ اب ہوتا ہے کیا
 ہے یہ دھوکا بالیقین شیطان کا
 جس پہ ہو جاتا ہے غضبِ خدا

ہو رہا ہے عمر کا لبریز جام
 خاک کے پتلے ہوا ہو جائیگے
 وان کوئی رشتہ نہیں ناتا نہیں
 جارہے ہیں ذہن سے ہوش و تمیز
 اپنے اعضا کو ہے خود ہم سے نفور
 جسم سے ہے دست کش وہ جیلہ ساز
 ہو رہی ہے زندگی زیر و زبر
 راہ میں خوف و خطر درپیش ہے
 ہر گہری دل میں یہی وسوسا ہے
 تاکہ منزل پر نہ ہو حالت تباہ
 ورنہ پھر میں کل کہاں اور تو کہاں
 ہے یہی عمدہ گناہوں کا علاج
 دیکھ فرماتے ہیں یہ سلطان دیں
 سوزش دل سے اگر ہو شہم تر
 یاد کر لے حبلہ توبہ کا سبق
 رہتا ہے تائب سے شیطان دور تر
 غم سے مل جاتی ہے عاصی کو نجات
 معصیت میں تو کئے چالیس سال
 مجھ سے راضی میرا رب ہوتا ہے کیا
 دشمن جانی ہے وہ انسان کا
 او کو لگ جاتی ہے توبہ کی ہوا

یوں نہ تو منہ پھیر میری بات سے
دیکھ یہ نکتہ کبھی تو بھول مت

(مثال اول)

کیا نہ بخشے گا تو پھر اس کے گناہ
دل سے مل جائیگا تو دل کہوں کر
ہے یہی دراصل توبہ کا ثمر
تا کہ ہو جائے ترا عمدہ خیال

(مثال دوم)

خوبصورت نیک سیرت بادقار
ہر ادا تھی سب کو اس کی دل پسند
اور مقام اس کا فنا فی اللہ تھا
اس کو بی بی بھی ملی تھی نیک ذات
رہتی تھی دذرات شوہر پر خدا
رہتا تھا گھر بار جس کا مدح خواں
جز اطاعت کے نہ تھا دل کو قرار
سرا منے رکھتی تھی اس کے صبح و شام
تا نہ ہو تکلیف شوہر کو ذرا
اس کے چکھے کی ہوا کہاتا تھا وہ
اس کے حق میں ہو گیا سونا حرام
بڑی گہنی الفت جو بیحد و شمار
پڑ گیا جا کر بدوں کے درمیان

تو نہ ہو مایوس اس کی ذات سے
اوس نے ہر بندے کو دی اپنی صفت

دشمن جانی ہو تجھ سے عذر خواہ
بلکہ راضی ہو گا اوس سے ہر قدر
ہو نہ پھر پچھلی خطا دن پر نظر
دوسری دیتا ہوں میں تجھ کو مثال

تہا کسی بستی میں کوئی مالدار
ذی مروت ذی وجاہت ہوشمند
نام نہا محاسن کا عبدا اللہ تھا
جس طرح تھا وہ جوان عالی صفات
خوش ادا و خوش لقاد پارا
کہتے تھے اس کو بھی سب جان جہان
تھی میاں کی ایسی وہ خد مستگذار
اور پکاتی اپنے ہاتوں سے طعام
وقت پر ہر کام کرتی تھی سرا
جاگتی یہ جبکہ سو جاتا تھا وہ
راحت و آرام اس کو صبح و شام
یہ خدا اس پر تو وہ اس پر شمار
نفس بد کے اقتضا سے وہ جوان

اون کی صحبت کا ہوا ایسا اثر
 وہ بھی دنیا کی طرح سے پیر زال
 چوڑ کر بی بی کو اپنی بے حیا
 گھر میں آنا اوس پہ دو بھر ہو گیا
 بات تک کرتا نہ تھا بی بی سے وہ
 کہل گیا بی بی پہ اوس کا حال حب
 کو سستی رہتی تھی ہر دم ہر گھڑی
 بھرتی تھی الفت کا جسکی روز دم
 الغرض اس طرح گذرے تیس سال
 صبر سے بی بی کے پھر وہ بیہوا
 وہ ہوئی شدید کسی پر ناگہان
 اس کے شوہر کو ہوا بیدالم
 ہائے سب کچھ لٹ گیا وہاں دوزخ
 ہے کیمنوں میں وفاداری کہاں
 اب نہ دیکھو نگا کبھی مر رہا کہ
 چوڑ کر بی بی کو ناحق بے تصور
 جا کے گھر بی بی کو کس منہ سے کہو
 منقل ہو کر بیت وہ نیم جان
 و بکتا کیا ہے کہ بی بی بدرنگ
 کر رہی ہے حق سے زور و کردعا
 یا مرے شوہر کو جلدی دے اجل

آنکھ اوس کی بڑ گئی اک غیر پر
 عشق اوس کا ہو گیا اس پر طال
 بیہوا پر ہو گیا اک دم خدا
 اوس کے حق میں اثر دیا گھر ہو گیا
 کھانا کھاتا بھی تو بیتابی سے وہ
 کاٹتی آہ و فغان میں روز و شب
 اوس کو اب شوہر کے مرنیکی پڑی
 اب اوس کا ہے اسے رنج و الم
 اس کے شوہر کو نہ کچھ آیا خیال
 ہو گئی اس کے میاں سے یوں جدا
 دشمنی دونوں کے آئی درنیاں
 دل سے یوں کہنے لگا بار دو غم
 ہوا نے پہیر لی مجھ سے نظر
 کہو گئی تھی میری ہش یاری کہاں
 پھول کے بدلے نہ چاہوں خار و
 ہو گیا تباہیت باری سے دور
 باز شد انا الیہ مرجعہ
 آگیا گھر میں جھکتا ناگہان
 ہو گئی ہے زندگی سے اپنی تنگ
 یا الہی مجھ کو دنیا سے اوٹھا
 سامنے آئے نہ میرے پر و غل

غیر کی شرکت مجھے بہا تھی نہیں
 سن کے سب شوہر نے چپکے سے کہا
 جس کا دکھڑا رو رہی ہو صبح و شام
 سستے ہی شوہر کے منہ سے یہ کلام
 وہ اُننگ دل میں نہ وہ زورِ شباب
 پر محبت میں نہ آیا کچھ قصور
 دہل گئے سب دل سے اس کے رخِ عجم
 اب نہ شوہر کی برائی کا خیال
 اب یہی شوہر کئے حق میں ہے دعا
 بخش دے بندے کا بندہ جب قصور
 بھائی جانِ توبہ کی صورت سے یہی
 کیوں نہ ہو توبہ سے انسان پاک صاف
 نفسِ بد کو چھوڑا اے نورِ نظر
 ایک دم بھی اپنے محسن کو نہ بھول
 یاد بھی کچھ نہیں ہے وصل سے
 کیا کہوں توبہ کا تجھ سے مرتبہ
 گرچہ تھے موصوم وہ عالی وقار
 تو ہے عاصی تجھ پہ توبہ فرض ہے
 ورنہ پھرتو بیکھنا بچتا ہے گا
 موت سے پہلے ہی توبہ کو ضرور
 کر کے توبہ پھر نہ تو دانستہ توڑ

زندگی اب مجھ کو خوش آتی نہیں
 کیوں ہوئی جانی ہو مجھ سے یوں خفا
 اسکی صحبت ہو گئی مجھ پر حرام
 طے ہوا توبہ کا قصہ ہی تمام
 گو نمک سے ہو گئی سرکہ شراب
 دو ستاروں میں وہی تھا ایک نور
 بیٹھ کر منسنے لگے دونوں بہم
 اور نہ برسوں کی جدائی کا ملال
 بخش دے اسکی خطائیں رہتا
 کیا نہ بخشے گا بھلا رب غفور
 ہے مجازاً درحقیقت ہے یہی
 اس سے ہوتی ہیں خطائیں معاف
 دمِ بدم خالق کو اپنے یاد کر
 والد نے غفلت پہ اپنی خاک بول
 نقل ہوتی ہے مطابق اصل سے
 جس کے عامل تھے جنابِ مصطفیٰ
 دن میں توبہ کرتے تھے ہفتاد بار
 جلد ادا کر دے کہ بہارِ قرض ہے
 سامنے خالق کے جدم جائیگا
 کر تو اپنی جلد غفلت سے نفور
 ایک ہی سیوند کا بہتر ہے جوڑ

اونکی خاطر سے ہے توبہ کا وجود
 دیکھ لے اوس آیت حق کو میاں
 کون ہے وہ دل سے پیدا کرتیز
 کون ہے قطب الزمان بہان لے
 دیکھنے والے ہزاروں ہیں مگر
 دیکھنا یہ ہے کہ دیکھیں بالیقین
 آنکھ پر عینک شریعت کی لگا
 نفس سے اپنے جو کرتا ہو خلاف
 بائزید وقت ہے وہ یا نہیں
 ہر صفت سے متصف وہ شاہ ہے
 یعنی وہ ذی شان سلطان و کن
 پاک صورت پاک سیرت پاک جان
 نعمتیں لاکھوں ہیں لیکن صبح و شام
 راحت مخلوق ہے بد نظر
 اوسکا دل ہر قوم و ملت پر فدا
 کیا مسلمان کیا نصارا کیا یہود
 سب سے اوسکو ہے محبت یکساں
 جسا کہا نا اوس کا گانا چاہیے
 مان لے کہنا مرا بے شبہ و شک
 شاہ کی سب پر اطاعت فرض ہے
 اس صدی میں ایسی ہستی ہے کہاں

جن پہ پڑتا ہے خدا بھی خود درود
 جو منور ہے دکن کے درمیان
 ہے وہ ہمرنگ بن عبد العزیز
 اوسکے اوصاف حمیدہ جان لے
 کچھ نہیں رکھتے بصیرت کی نظر
 کس میں ہے شان امیر المومنین
 تا نظر آئے تجھے مرد خدا
 بالیقین اوسکا ہی دل ہے پاک صاف
 اوسکا ثانی بھی ہے لاکھوں میں کہیں
 جس طرح تاروں میں روشن ماہ ہے
 میر عثمان علیخان پاک من
 عالم و عادل عصائے ناتواں
 نوش فرماتا ہے مہموی طعام
 ہے نگہاں ملک کا شام و سحر
 ایک ہی کشتی کا ہے وہ نا خدا
 کیا برہمن کیا ججوسی کیا جہود
 دیکھتی ہے جس طرح بچوں کو ماں
 اوس کے در پر سر جھکانا چاہیے
 پہوٹ نکلے نہ رگے نہ گ سے نک
 اپنے آقا کی محبت فرض ہے
 خواہشوں پر اپنی جو ہو حکم ان

نعمتوں پر اور سکا دل آتا نہیں
 قائم و محراب و دیبا و حریر
 گرچہ ہے موجود لاکھوں کا لباس
 بھیج ہے اوس کی نظر میں کر و فر
 اس قدر ہے پاک دل میں احتیاط
 ہے مزین تن پہ مسموئی لباس
 جو جناب مصطفیٰ کو تہا پسند
 فاتحہ عونیٰ یہ ہے شہ کا غل
 ہاں یہی بیشک رسول اللہ ہے
 ایسے آقا کے زمانے میں غلام
 عرش پر ہو گی تری توبہ کی دہوم
 یا الہی از طعنہ سبیل مصطفیٰ
 یا الہی بہر سبیلین رسول
 ہو و عا میری الہی مستجاب
 سب رہیں قائم رہ اسلام پر
 ہو مسلمانوں میں یا رب اتفاق
 ہر گلی کوچہ میں ہو توبہ کی دہوم
 یا الہی یا اللہ العالیین
 شاہ کروے سب کو اپنی یاد سے
 شرع کے احکام کا عامل بنا
 توبہ نامہ ہو پسند خاص و عام

کچھ تو بہا یا ہے کہ کچھ بہا تا نہیں
 اطلس و مخمل مشجر بے نظیر
 ج طرح ہوتا ہے شاہ ہونکا لباس
 آنکھ میں رکھتا ہے فاروقی نظر
 بوریہ سے کم ہے کسر کی بساط
 و حقیقت ہے یہ انسانی اسکا
 لے لیا دل سے یہی یہ ہوشمند
 کیا کوئی دیکھے نگاہ پر و غسل
 بادشاہ ہونکا یہ شاہنشاہ ہے
 منفصل ہو جاگنا ہوں سے تمام
 سایہ رحمت ہے سلطان العلوم
 و از بختی حار یار یا صفا
 و از برائے باغ و بستان بٹول
 سب کو دے توفیق توبہ کی شتاب
 سب خدا ہو جائیں تیرے نام پر
 دور ہو جائے ہر ایک دل سے نفاق
 پاک ہوں بغض و حسد سے بالعموم
 پیروے دل کو سوئے حق الیقین
 ہر مسلمان کو بچا الحاد سے
 قلب کو ایمان کے قابل بنا
 ہو ہر اک تائب کا توبہ پر قیام

بلکہ ہو ہر قوم کو توبہ نصیب
گر چلے کثرت سے توبہ کی ہوا

دور جودل ہوں وہ ہو جائیں قریب
کیا عجب طاعون ہو جائے فنا

موت کے پہلے ہی اسے رپ غفور
ہو عطا طوفان کو بھی توبہ کا نور

نظم در آداب عرفان حق

تہا کسی اقلیم کا اک تاجدار
عدل گستر یارک اوتقی
سیکڑوں باغوں میں تہا وہ ایک پھل
تاج شاہی تہا اگرچہ زیب سر
رات میں بھی او سکو سونا تہا حرام
دیدہ بیدار تہا شب زندہ دار
رات بھر پھر تا بہ تبدیل لباس
تا کہ ہو معلوم ہر شہری کا حال
اتفاقاً ایک شب زیر محفل
ڈالتے ہیں قصر شاہی پر کند
جب گیا نزدیک اونکے شہر یار
اون سے آہستہ یہ اس نے کہد یا
پانچواں مجھ کو بھی سہجو چار میں

خوبصورت نیک سیرت ہوشیار
تہا وہ دریادل سخی ابن سخی
جس سے خوش اللہ اور او سکا رنول
دل میں رکھتا تہا مگر حقائق کا ڈر
تہا رعیت کا نگہبان صبح و شام
عارف کامل ازل سے ہوشیار
شہر کے کوچوں میں وہ مردم شناس
اوسکی عادت میں بسی تھی کچھ بہاں
چار شخص آئے نظریوں پر دغل
منہک ہیں اپنے فن میں خوب پسند
بند چوروں پر ہوئی راہِ سرار
چار ہو تھم ایک میں ہوں بیہوا
میں بھی ہوں ہوشیار اپنے کا میں

سُن کے چور دن نے کہا اسے جنبی
 شاہ نے اونکو دیا پھر یہ جواب
 اہم اعظم ہے مجھے درد زبان
 موت سے کرتا ہوں خونی کورہا
 لیکن اب تم بھی بتاؤ اپنا حال
 سُن کے اون چاروں نے یہ سب جوا
 جانتا ہوں میں برندوں کا کلام
 دوسرے نے کی خوشی سے گفتگو
 تیسرے کے ہاتھ میں تھا وہ ہنر
 پھر یہ چوتھے نے کہا اسے خوشحال
 دیکھ لوں جس کو شب دیجور میں
 عارفِ کامل ہی چوروں میں تھا
 شاہ نے سُن کر کہا پھر ایک بار
 یہ تو بتلاؤ کہ رہتے ہو کہاں
 تاکہ ہم سب روز و شب ملتے رہیں
 سب نے اپنا کھدیا نام و نشان
 الغرض مل جل کے پانچوں پُر دغل
 مخزنِ شاہی تھا جس حجرہ میں بند
 قفل کہولا در کا اوس نے بے کلید
 اپنا اپنا حصہ پانچوں نے لیا
 جب چلے واپس سے یہ پانچوں خود پسند

کیا ہنر رکھتا ہے چوری میں غبی
 دشمن جانی کے حق میں ہوں عذاب
 عالموں میں ہوں شہنشاہِ جہان
 ہے مرا تابع ہر اک فرماں روا
 کون کس کس فن میں رکھتا ہو کمال
 ایک نے اونہیں سے یوں اونکر کہا
 وہ نخر کیا بولتے کیا وقتِ شام
 مالِ مدفونہ کی میں پاتا ہوں بو
 جو بلا کنجی کے کہو لے قفل در
 فنِ دزدی میں یہ ہے میرا کمال
 اوس کو پہچانوں سحر کے توڑیں
 تھا تو آئینہ مگر کوروں میں تھا
 پانچ ہیں ہم ایک دل اور جاں نثار
 کس محلہ میں ہے کس کس کا مکان
 غنچہ خاطر سدا کھلتے رہیں
 پانچ تن پھر ہو گئے سب ایک جان
 چڑھ گئے سرعت سے بالائے محل
 بو پہ پہنچے اوسکی پانچوں ہوشمند
 دزد و سوم تھا جو شیطان کا مرید
 حجرہ دولت کو خالی کر دیا
 اتفاقاً بول اوٹھا اکٹ پرند

شہ نے پہلے چور سے اوسدم کہا
 چور نے سُنکر کہا اے مہربان
 شہ نے پھر اوس سے کہا اے ہوشیار
 اوس نے بولایہ مجھے آتا نہیں
 الغرض پانچوں اُتر کر زیرِ بام
 دورِ جدم ہو گیا شبِ نقاب
 تخت پر بیٹھا وہ شاہِ نیک نام
 عدل کا پھر ہو گیا دربار گرم
 کو تو الِ شہر کو کر کے طلب
 پھر یہ کی تاکِ دوا کو بار بار
 جلد جا چوروں کا مسکن ہے جہاں
 جھڈ رہا پاس اونکے مال و زر
 اونکو پھر لیجا کے سوئی پر چڑھا
 یہ بھی ہے اک شرط اہلِ کوتوال
 حکم شہ کا سُنتے ہی با کر و فر
 الغرض شہ نے دامن بھر لیا
 لیکے چوروں کو چلا جب سوئے دار
 ایک بولا پانچواں وہ کون تھا
 تیسرا بولا جو ہوتا شہر یار
 پھر یہ چوتھے نے کہا دل کہوں کر
 بڑھ کے شہنہ سے کیا سب سے سوال

طا کر خوش رنگ یہ کہتا ہے کیا
 وہ یہ کہتا ہم میں ہے شاہِ جہاں
 پوچھ لے وہ کونسا ہے شہر یار
 جانتا ہوں راگ پر گاتا نہیں
 اپنا اپنا سب کو پھر سو جہاں مقام
 پھر ہر اک ذرہ پہ چمکا آفتاب
 لے لیا اعیانِ دولت کا سلام
 حُسنِ یوسف سے ہوا بازار گرم
 کہد یا چپکے سے سارا حالِ شب
 رازِ شب ہونے نہ پائے آشکار
 باندہ لے جلدی سے سب کی مشکیاں
 کر کے سب بھدیت جا کر زود تر
 تاکہ وہ پا جائیں چور می کا غزا
 جو کہیں وہ رونہ کر اُون کا سوال
 حسیہ تعمیل پر باندھی کمر
 مال سب چور می کا حاصل کر لیا
 کہتے تھے آپس میں با صدا اضطرار
 دوسرا بولا کہ چپ رہے حیا
 رات ہی میں اہم پہ ہوتی مار مار
 دیکھ لوں صورت تو جانوں خوب تر
 شاہ سے کرتے ہیں کچھ ہم عرض حال

ہم کو پہلے لیکے چل پیش حضور
 مژدہ کا گفتگو ہم کو ہے یاد
 لیگیا شمنہ او نہیں دربار میں
 عارف کامل نے جب ڈالی نظر
 ہم نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
 سنس کے فرمایا کہ سب کو چھوڑ دو
 تہی نہ جب تک معرفت وہ چور تھے
 آنکھ میں عرفان ہوا جب جلوہ گر
 بھائی جان دنیا بھی کالی رات ہے
 دیکھ لے جب تک ہے تیری زندگی
 اوریہ بھی یاد رکھ اسے ذی شعور
 کچھ بھی حاصل ہو تجھے عرفان رب
 جس طرح چوروں نے چوری چھوڑ دی
 ہو گئے وہ پاک دل اور خوشخصال
 عارف کامل ہی کرتا ہے ادب
 شاہ کا جب تو مصاحب ہو گیا
 بے ادب ٹھہرے نہ اوس کے روبرو
 نام کے عارف ہی رہتے ہیں خراب
 پھر یہ کہتے عارف کامل ہیں ہم
 ایک ہیں سب موج دریا و حباب
 جلوہ شیرین نکل جاتے ہیں سب

بخش دے شاید ہمارا وہ قصور
 کیا عجب ملجائے والی دلکی مراد
 ہو گئے حاضر جو وہ دربار میں
 عرض کی یوں شاہ کو پہچان کر
 اب کہاں ہے اسم اعظم آپ کا
 بیڑیاں جو پاؤں میں ہیں توڑ دو
 آئینہ رکھتے تھے لیکن کور تھے
 قطرہ قطرہ بن گیا بل میں گہر
 معرفت کی بات ہی میں بات ہے
 ورنہ بعد مرگ ہے شرمندگی
 آنکھ میں چمکے اگر عرفان کا نور
 کر یا وہ دل سے خالق کا ادب
 بام پر چڑھنے کی رستی توڑ دی
 پھر کبھی آیا نہ جوڑی کا خیال
 روبرو ہے اوسکے گویا اوس کا رب
 تجھ کو پھر اوس کا ادب کرنا پڑا
 بے ادب کیونکر رہے گا بے خرو
 جان کر بے خوف پیتے ہیں شراب
 کیا کسی کی طرح سے جاہل ہیں ہم
 کب جدا پانی سے رہتی ہے شراب
 پر نہیں کرتے وہ حنظل کی طلب

خام عارف ہے سراپا خود پرست
عارف کامل کے ہیں عمرہ صفات
دیر کو کعبہ نہ وہ بولے کبھی
رکتا ہے ہر دم شریعت کا خیال
رکتا ہے حفظ مراتب پر نظر
گرچہ موتی کی بضاعت آج ہے
خانہ زاد بحر ہے قطرہ مگر
گر نہو حفظ مراتب کا خیال
گرچہ اوس صانع کی صنعت خیر ہے
یاک ہے وہ اوسکی حکمت پاک ہے
سہو گیا مٹی سے جب سونا جدا
کر شریعت کا ادب ایسی خوشحال
لاکھ لفظوں میں سیاہی کا ہے نور
مدح کے الفاظ پر دل ہے خدا
جب سیاہی پر تو شیدا ہو گیا
بید ہڑک پیتا ہے خوش ہو کر تراب
تلخ و شیرین کا ہو جب تک امتیاز
شکل و صورت سے غم و شاد مایاں
مرغیاں چرکین یہ ہوتی ہیں خدا
ہے دماغ و دل تراخو شبو سے تر
تیری صورت ہے میاں انسان کی

وہ خیال خام میں رہتا ہے مست
وہ کبھی کہتا نہیں ہے دن کو رات
یے ادب ہو کر نہ منہ کہو لے کبھی
اوسکی رہتی ہے ادب کی بول چال
بہاگتا ہے تلخ دلوں سے دور تر
آبرو ہی سے درنا یا ب ہے
بنگ گاوہر تو یہو بچا تاج پر
بڑھ نہیں سکتا کبھی پتھر سے لال
زہر بھی اکثر مفیدِ غیر ہے
خاک میں سونے کا ریزہ خاک ہے
دیکھ لے دونوں کا کیا ہے مرتبہ
نیک ہے حفظ مراتب کا خیال
مدح و ذم میں بھی سیاہی ہے ضرور
ضم کے لفظوں سے زمانہ ہے خفا
مدح و ذم میں ہے وہی جلوہ نما
ایلوے کو بھی تو کہا خانہ خراب
پتھر گمانہ پڑھ تہ دل سے نماز
ہے الگ بادِ بہاری اور خزان
اون کی صورت کو وہی موزوں غذا
خاک روہوں کو ہے اوس سے دروگر
ایسی صورت کو ہے نسبت نان کی

صانع صنعت کی حکمت خوب ہے
 پر ہر صورت ہے ظاہر کا ادب
 جو ہے فانی اوس کو فانی جان لے
 ہے یہی احسن ادب لے بھائی جان
 عارفِ کامل کہو ننگا اوس کو جب
 شاہ کو تو جانتا ہے ہر کوئی
 پر رعیت کو ادب حاصل نہیں
 قربِ علمی جس کو ہو بد نظر
 قرب کی جس کو حلاوت ہو نصیب
 یہ مصاحب شاہ کا ہے ہر زمان
 یہ ادب سے لایق و بار ہے
 ہر گہری عارف کو ہے خالق کا ڈر
 با ادب تھے کیا بزرگانِ سلف
 جس قدر عرفان او نہیں حاصل ہوا
 عارفِ کامل جنید و بانزید
 تھے شریعت کے ادب سے سرفراز
 او کا دل بغض و حسد سے پاک تھا
 اور فرماتے ہیں یوں پیرانِ بیڑ
 جس طریقت سے شریعت کا پرورد
 جان لے جتنا ہے تجھ میں عقل و ہوش
 ہوش ہے تو کر شریعت کا ادب

اور ہر اک شئی کی حقیقت خوب ہے
 ہے شریعت و حقیقت حکم رب
 جو ہے باقی اوس کو باقی جان لے
 اپنے خالق کا ادب کر ہر زمان
 جو کہ رہتا ہو ادب سے پیش رب
 کیا رعایا کیا ضعیف و کیا قوی
 اس لئے و بار کے قابل نہیں
 سخن و اقرب وہ سمجھتا خوب تر
 با ادب رہتا ہے وہ پیش حبیب
 اور ادب کو جانتا ایمان جان
 بے ادب جو ہے وہ ناہنجار ہے
 جس طرح رو باہ پیش شیر نر
 وہ یہی عرفان کے دہنی تھے ذی ثر
 و سقد را دن پر ادب مائل ہوا
 جن کے لاکھوں تھے زمانے میں مرید
 بیتجانہ وقت پر پڑتے نماز
 کبر و کینہ او نکلے حق میں خاک تھا
 آسمانِ علم کے بدرِ منیر
 راہ وہ زندیق کی ہے مستند
 کرنے دیوانوں کی باتیں خود فروش
 کچھ نہیں ہے دل بلی عرفانِ رب

کہتے ہیں کیا خوب مولانا مے روم
 بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
 مرتعش کی طرح مت سر کو ہلا
 مرتعش ریشہ سے خود مجبور ہے
 بن شریعت کی نہ تو لکڑی کا گہن
 خام عارف کی حکایت دل سے سن

حکایت

تہا کسی لستی میں مرد خوش خصال
 ہو گیا وہ پیر کامل کا مرید
 مل گیا عرفان کا جب اس کو سبق
 پر نہ سمجھا اس نے اونچی بات کو
 اپنے گھر آکر کیا دل میں خیال
 گھر کے گوشہ میں مراقب ہو گیا
 اسے تن خاکی تو شیشہ بن تمام
 اپنے دھن میں پھر تو وہ ٹن ہو گیا
 تین دن تک یوں ہی بیٹھا وہ جوان
 ایک نے کنکر جو مارا بر ملا
 پھر تو ہر کنکر پہ ٹن کہنے لگا
 یہ خبر پہونچی جو مرشد کو کہیں
 یعنی وہ شیشہ سراپا ہو گیا
 سننے ہی مرشد نے سب کے روبرو

ہے یہی اونکی نصیحت بالعموم
 بلکہ آتش و رہمہ آفاق زد
 کیوں بنا نقال ادس کا بیجا
 ہوش رکھ کر ناچنا مقہور ہے
 خام عارف کے یہی ہوتے ہیں گن
 ٹن کی کرتا ہوں مراحت دل سے سن

دل کو تھا مرغوب اس کے حال و قال
 معرفت میں تھے جو مثل بائزید
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دل کا ورق
 دیر جانا قبلہ عاجز کو
 چھوڑتا ہوں آج ہی سے قبل و قال
 اس طرح تن سے مخاطب ہو گیا
 تاسنوں آواز ٹن ٹن کی مدام
 اپنی ہی لکڑی کا خود گہن ہو گیا
 کچھ نہ نکلا منہ سے اس کے ہوں نہ ہاں
 اس کے منہ سے نکلی ٹن ٹن کی صدا
 اس طرح ٹن بن کے سن رہے دگا
 بن گیا ہے ٹن مرید خوش یقین
 لے رہا ہے منہ سے ٹن ٹن کا مزا
 آکے گھر اس کے یہ جہیز مری گفتگو

گر تراسب جسم شیشہ بن گیا
منہ سے ہر کنکر پہ ٹن کہتا ہے کیوں
عارفوں سے ایسے بچنا چاہیے
ہے ادب لازم بچنے ہر حال میں
یوں سمجھ کر دیدہ عرفان نہیں
یا اگر چشم بصیرت ہے کھلی
پڑھ نماز پنجگانہ اور درود

وَعَا

یا الہی میں ہوں اک عبد ذلیل
مجھکو وہ عرفان عطا کر اے غفور
اے خدا مجھکو بچ اے الحاد سے
وہ رہ عرفان بتا اے کبریا
کر عطا توفیق نیکی کی مدام
یوں تو گذرے عمر کے ستر برس
جار ہا ہے قافلے پر تافلہ
یاد کی توفیق دے اے محترم
آخری منزل میں پچتاؤں نہ میں
ہے شکستہ ناوا اور منجد ہار ہے
شکر کس منہ سے کروں تیرا داوا
اور کہلا یا تو مئے اوس شہ کاٹک
یعنی وہ عثمان علیخان شہریار

جسم ہی ٹن ٹن کہے تو وہ ہے بجا
اٹھ خیال خام میں رہتا ہے کیوں
ایسا ٹن ہو کر نہ رہنا چاہیے پیر
پڑ نہ ہرگز جاہلوں کے جال میں
دیکھتا ہے مجھکو رب العالمین
جل شریعت پر کہ ہو جائے ولی
دیکھ لے پھر قدرت رب وود

پر مرے ہر کام کا ہے تو کفیل
شرع کے پردے میں مجھوں تیرا نور
مست کر دے مجھکو اپنی یاد سے
وخل ہو جس میں نہ رہن کا ذرا
اور بدی سے دور ہو میرا مقام
ہو گئی نزدیک آواز جبرس
خواب غفلت سے جگادے احوال
میں نہ بہو لوں تجھکو یا رب ایکدم
تھر کی دلدل میں پہنیں جاؤں نہیں
تو اگر چاہے تو بیڑا پار سے -
دین احمد میں مجھے سپدا کیا
جسکا احسان ہے مرے پر آجتک
جو کہ ہے ملک دکن کا نا جدار

زاد و ابرار و عادل نیک خو
 بت شکن وہ تھا تو یہ ہے خود شکن
 اس صدی میں آیت حق ہے یہی
 نفس کو ہے نان جو سے اتفاق
 بہوک کی لذت سے جو واقف نہیں
 اسطرح کا ہے کہیں کوئی بشر
 سلطنت سے ہاتھ میں بردل ہیں حق
 گرچہ دنیا میں ہیں لاکھوں شیخ و ثواب
 یا الہی سب یہ تیری شان ہے
 جسکو جو چاہا مناسب و یدیا
 طرہ و ستارہ و خورشید و شمس
 دوں دعا کیونکر نہ اسکو صبح و شام
 یا الہ السالمین بہرہ رسول
 تا صد و سی سال سلطان و کن
 ہر گہڑی اور کار ہے دل شادمان
 جو عداوہ کے ہوں و معتبر ہوں
 اسے خدا دے اسکی منہ مانگی مراد
 شادمان ہر دم رہے اولاد اول
 غنچہ و گل پر ہوشیدہ اصد بہار
 التجا عاجز کی یہ بھی ہے مدام

ثانی محمود عناری ہو بہ ہو
 حسد ری انداز فاروقی چلن
 آشکارا رایت حق ہے یہی
 نعمتیں سب رہ گئیں بالائے طاق
 کیا خوش آئے اسکو پھر نان جو
 جسکو شاہی میں ہو نعمت سے حذر
 یا وہ فاروق اعظم کا سببی
 ایک بھی نکلا نہیں شہ کا جواب
 تیری حکمت پہ دل قربان ہے
 بہر و ولایت پر تری صدمہ حجاب
 فخر تاج شمس وین الشمس
 شادمان جسکی بدولت خاص عام
 یہ دعا عاجز کی ہو جائے قبول
 ہم غریبوں پر رہے سایہ فگن
 عاقبت سے ملک پر ہو حکمران
 خارجہ ہوں چمن سے دور ہوں
 شہ کو جسے کر دیا ہے خیر باد
 ہر شجر اس کے چمن کا ہو نہال
 ابر رحمت او سپہ ہوسیل و ہزار
 لغت احمد میں گذاروں صبح و شام

ہے اسکی پر ختم طوفان کی دعا ہر نوع میں دیکھوں جہاں مصطفیٰ

رباعیات

میں تو کی نہ پھر وہ گفتگو کرتے ہیں	جو مدح رسول و ذکر ہو کرتے ہیں
کوثر سے دہی لوگ وضو کرتے ہیں	دنیا سے جو ہاتھ دھو کے بیٹھے طوفان
براؤں سے جدا ہے حق نما کی صورت	آئینہ میں دیکھی ہے چلائی صورت
آنکھوں میں ہے محبوب خدا کی صورت	دیکھا تو کہیں نظر کا سایہ نہ ملا
دنیا کا یہ سب خواب خیالی دیکھا	سمنے تو یہی جناب عالی دیکھا
جب آنکھ کھلی تو ہاتھ حنائی دیکھا	ہاتھ آیا زر و مال بہت کچھ طوفان
مانا کہ مریضوں کو شفا اچھی ہے	بھوکوں کے لئے خشک غذا اچھی ہے
بندہ کے لئے یاد خدا اچھی ہے	ہر حال میں یہ یاد رہے طوفان
پروانے کے مانند جلا کرتا ہوں	روشن ہوئی جب شمع تو کیا کرتا ہوں
ہبل کی طرح آہ و فغان کرتا ہوں	گل ہو گیا جسم شب سحران میں حنائ
اللہ پہ ہر دم رہے بندہ کے نگاہ	فانی کو ہے باقی کی زبردست پناہ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ	فانی فانی سے کیا تنہا رکھتے
جو کچھ مجھے خالق نے دیا دیتا ہوں	لینا ہوں میں کیا کسی سے کیا دیتا ہوں
اللہ کے بندوں کو دعا دیتا ہوں	لینا ہوں فقط نام محمد ہر دم
شیدائے اویں قرنی ہوں میں ابھی	مدح رسول مدنی ہوں میں ابھی
عثمان کے زمانہ میں غنی ہوں میں ابھی	ہاتھ آئی ہے وہ عشق کی دولت مجھ کو
عثمان کے سیکے پہ وہ سرتاج رہے	اعداد محمد کی نہ کیوں لاج رہے
جو شیعہ صاحب معراج رہے	کیونکہ خدا اسی کا دکھلائے عروج
دنیا میں نہ مست می ناب چھاپے	پیری ہے نہ اچھی نہ شباب چھاپے

جس دل میں نہوا آتش الفت کی جلن	اوس پارہ لحمی سے کباب اچھا ہے
یا رب کبھی اک دم نہ تجھے یاد کیا	پر رنج سے تو نے مجھے آزاد کیا
کس منہ سے کہے شکر یہ بندہ تیرا	عکسین نہوا تھا کہ وہیں شاد کیا
گر عشق الہی کا اثر دل پر ہے	لب خشک ہے اور آنکھ بھی تیری تر ہے
رونے پہ تو اپنے رو ہمیشہ طوفان	سب رونے سے رونایہی افضل تر ہے
جنزلفت محمد مجھے آتا ہی نہیں	دل کو مرے مضمون کوئی بھاتا ہی نہیں
گلزار مدینہ کی وہ دہن ہے مجھ کو	آنکھوں میں کوئی رنگ سماتا ہی نہیں
کیونکر نہ طبعیت رہے شادان میری	صد شکر کہ شکل ہوئی آسان میری
طاعون کا اب ڈر نہیں دلیں طوفان	خود موت ہے ہر آن نگہبان میری
حضرت کی حیات و حقیقت باقی	افتد کو ہے آپ سے الفت باقی
کیونکر نہ پڑے درود خلاق جہان	خود یاری باقی ہے تو صحبت باقی
میں خود ہمہ تن گوش ہوں آواز ہوں میں	اور فی کس طرح نائی کا دمساز ہوں میں
سنتا ہوں تو آتی ہے اوس کی آواز	ناجیز ہوں پر شیفۂ ناز ہوں میں
غفلت میں رہی ہے ہوشیار ہی تیری	بر باد ہوئی ہے عمر ساری تیری
کیوں مرنے سے پہلے نہیں مرا طوفان	بیشک یہ موت اختیار ہی تیری
ٹوٹی نہ کبھی یہ ناقہ مستی تیری	تصویر بڑے بت کی ہے ہستی تیری
محمود کی طرح بت شکن بن تو فان	بکتک یہ رسیگی خود پرستی تیری
اے شیخ تری سب کو حقیقت معلوم	اور مجتہد دستار فضیلت معلوم
خادم سے کہیں لیتا ہے مخدوم رقم	بیعت معلوم و دست بیعت معلوم
بیدار و جود ہوا سے کیا ملتا ہے	ملتی ہے نہ الفت نہ حسد ملتا ہے
درامل نہیں غم بھی خوشی سے خالی	رونے میں بھی اک خاص مزا ملتا ہے

مکلیف میں صابر جو ہو دیکھا وہ ہے	اور خلد برین کا خضر راہ وہ ہے
مخلوق پہ چو نفوس کو ایثار کرے	وہ شاہ نہیں بلکہ شہنشاہ وہ ہے
اوس سمع رسالت پہ جو پروا نہ ہے	اپنے سے وہ ہر حال میں بیگانہ ہے
ہوشیار کو بے رنج و مصیبت طوفان	گہوارہ آرام میں دیوانہ ہے
آہوش میں اسے حرم و ہوا کے بندے	لعل و گہر و سیم و طلا کے بندے
پیدا کیا کون کس سے رکھتا ہے امید	کچھ تو شرما ذرا حسد اے کب بندے
جز غم کے غریبوں کو نہ کھانا ملتا	پھر خوب حریصوں کو بھانا ملتا
گرمال کے ساتھ ہی غذا بھی بڑھتی	مفلس کو نہ ایک جو کا دانہ ملتا
توحید کا رنگ ڈھنگ اک بات میں ہے	جو کچھ ہے وہ اسقاط اضافات میں ہے
جہنم کہ رہے تو وہ نہیں مل سکتا	الجہنم ہوائیں تو اے حجابات میں ہے
کثرت میں وہ پہننے آئے وحدت دیکھی	ہر رنگ میں اللہ کی قدرت دیکھی
بتخانہ عالم کا تماشہ ہے عجب	بے مثل نظر آئی جو صورت دیکھی
اللہ کی توفیق سے کیا کام ہوا	صائم کو عطا حنلہ کا انعام ہوا
سخن جو اٹھائی تو ملا عید کا دن	روزوں کا وہ آغاز یہ انجام ہوا
اے یار و فادارِ مہمبہ صدیق	و اے فخر سلاطین و خوش انتر صدیق
دوس صدیق نور کو اٹھایا تو نے	ہیں کون و مکان جس سے نور صدیق
کیا نام ہے فاروقِ معظّم تیرا	بھرتے ہیں شجاعانِ جہان دم تیرا
اسلام نے قوت ترے دم سے پائی	لہراتا ہے ہر ملک میں پرچم تیرا
لب سرخ و لعلِ یمنی کی صورت	پھر اوس پہ حیا کم سخن کی صورت
آئینہ محبوبِ حسد اے حقے گویا	وہ پاک حق عثمان غنی کی صورت
اللہ محسّد کے ہیں منظور علی	ہیں بادہ توحید سے مضر علی

دیدار علی کا ہے عبادت طوفان	واحد کہ ہیں نور علی نور علی
توحید رہی شاہ زمن کے گھر میں	ہوا نور حسن کا بیعتن کے گھر میں
دنیا کی کسی نے بھی نہ صورت دیکھی	ٹہرا کوئی بہت نہ بہت شکن کے گھر میں
ہے نور خدا نور رسول الثقلین	حنین ہیں اوس نور کے گویا عینین
دانش ہے جو فاطمہؑ تو بنیش حیدر	سینہ چہن پختن پاک سے روشن گوشتین
ہستی تری کیا شرک سے آیتیں ہیں	توحید کی تلوار ہے پر تیز نہیں
کہنا نہ انا نہ ہم باغی ہرگز	منصور نہیں تو شمس تیریز نہیں
موجہم ہے قوت ارادی میری	بیکار ہے خواہش فساد ی میری
وہ دل نہیں جہیں ہوتا مراد	ہے عین مراد نامرادی میری
دولت بھی ملی پہ تنگدستی نہ گئی	دل سپر ہوا پہ فاقہ مستی نہ گئی
عابد ہوئے شہر نمازی بھی ہوئے	افسوس یہ ہے کہ خود پرستی نہ گئی
ناتم نہ اخلاص کا پابند ہوا	دل روزہ رمضان سے نہ خورند ہوا
پانی نہ پیا غذا نہ کھائی تو کیا	چغلی کھانے سے پر نہ منہ بہت ہوا
ہر چند کہ ہر بہت کی نفی کی تو نے	پر شرک میں کوئی نہ کمی کی تو نے
خواہش کو تو معبود بنا رکھا ہے	توحید کی کیا خوب ہنسی کی تو نے
نے حمد سے مطلب نہ خدا سے ہر غرض	نے ملج و شناد مصطفیٰ سے ہر غرض
کیسے یہ غزل گو ہیں کہ جنگو و زنا سے	مستوق خیالی کی اداسے ہے غرض
پانی کی نہ خواہش نہ غذا سے ہے غرض	مطلب نہ دواسے نہ شفا سے ہے غرض
سودا زوہ زلف محمدؐ ہوں میں	مجھ کو تو مدینہ کی ہواسے ہے غرض
حاصل ہے تجھے گر نظر تنقہ پیچی	کیوں شیر سے ہے قدر زیادہ گئی کی
در اصل ہیں الاس و زمر و پتھر	مگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

عاجل نہیں حاشا وہ خردمند نہیں صوفی ہے نہ عارف ہے نہ درویش ہے وہ	احکام شریعت کا جو پابند نہیں دل جس کا تکالیف سے خورسند نہیں
دنیا میں وہی عارف کامل ہوگا جو شاہ کے آداب سے کرتا ہو گریز	جو خوفِ الہی سے نہ غافل ہوگا کس طرح وہ دربار کے قابل ہوگا
جلد اپنے گناہوں پہ تو نا دم ہو جا باغی کو کبھی نہیں عقوبت سے نجات	توبہ کر لے پھر اوس پہ قائم ہو جا بہتر ہے کہ محنت و دم کا خادم ہو جا
رنگریز تو رنگ بید رنگ دیتا ہے سب سے بہتر ہے رنگ نارنگی کا	لوہے کی تو خاصیت ہے رنگ دیتا ہے گہر و سے تو بقال بھی رنگ دیتا ہے
مانع نہیں فتنہ کو امیری تیری اخلاق محمدی جو ہو جائیں نصیب	کام آئیگی سب کو دستگیری تیری سبحان اللہ پھر فقری تیری
کیسی تھی شہنشاہِ زمیں کی صورت مانا کہ تو سیرت میں مسلمان ہے ضرور	بے مثل تھی پاک بخت کی صورت بھر کیوں یہ بنائی ہے کشن کی صورت
جس قوم کی جسکے دل میں الفت ہوگی باطن کا اثر شکل پہ ہو جاتا ہے	اوسکی بھی وہی شکل ہر شبہا بہت ہوگی صورت بھی وہی ہوگی جو سیرت ہوگی
صحرا کبھی ہو گا نہ گلستان کی طرح ہر قوم ہے اپنی ہی فتن پرشیدا	آہو نہ بنا شیریںستان کی طرح کوئی نظر آیانہ مسلمان کی طرح
کیا چال ہے کیا حسن بھی لاثانی ہے پیچھے سے بیٹا ہوائے دامن دیکھو	منہ میں ہے طرز بھی تھرائی ہے یہ بھی تو دلیل پاک دامانی ہے



ختم شد

اطلاع



نعتیہ دیوان سلطان سخن بہ دیوان طوفان رحمت کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اس کا ریپٹر ڈنبرد ہے براہ کرم کوئی صاحب اسکے طبع کرنیکا قصد نہ فرمائیں ورنہ بجائے نفع کے نقصان اٹھانا پڑیگا اس دیوان کے ملنے کا پتہ درج ذیل ہے اس پتہ پر آرڈر کی تعمیل بوجلت ممکنہ ہو سکیگی تاکہ خریداروں کو سہولت ہو۔
حیدرآباد و کن محلہ باغ مسلم جنگ حال ہو م شذہ اعظم پورہ
نمبر مکان (۱۱) آرائش بلدہ بی کلاس

خط و کتابت سید حبیب شاہ خاں خلف طوفان سے ہونا چاہیے۔
نوٹ ۱۔ اس دیوان کی قیمت دو روپیہ سک عثمانیہ اور اخراجات پورے
دی پی وغیرہ بذمہ خریدار رہیں گے۔